نبی کریم ﷺ کے آباؤ اجداد کا جامع و مفصل تذکرہ

وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ

"المعروف"

تذکرہ آباءِ مُصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم



تصنیفِ لطیف

ابو نعمان علامہ محمد شفیق احمد مجددی

پروگریسو بکس

نبی کریم ﷺ کے آباؤ اجداد کا جامع و مفصل تذکرہ

وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ

"المعروف"

تذکرہ آباءِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تصنیفِ لطیف

ابونعمان علامہ محمد شفیق احمد مجددی

پروگریسو بکس
یوسف مارکیٹ ○ غزنی سٹریٹ
اُردو بازار ○ لاہور
فون 042-37124354 فیکس 042-37352795

تذکرہ آباءِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

تصنیفِ لطیف

ابونعمان علامہ محمد شفیق احمد مجددی

باراول	ستمبر 2018
پرنٹرز	آصف صدیق، پرنٹرز
سرورق	النافع گرافکس
تعداد	600/-
ناشر	چوہدری غلام رسول۔ میاں جواد رسول میاں شہزاد رسول
قیمت	=/ روپے

ملنے کے پتے

ملت پبلی کیشنز
فیصل مسجد اسلام آباد Ph: 051-2254111
E-mail: millat_publication@yahoo.com

اسلام بک ڈپو
۱۲۔ گنج بخش روڈ لاہور فون 042-37112941 0323-8836776

شوروم ملت پبلی کیشنز دوکان نمبر 5- مکہ سنٹر نیو اردو بازار لاہور 0321-4146464
Ph: 042-37239201 Fax: 042-37239200

پروگریسو بکس
یوسف مارکیٹ ۰ غزنی سٹریٹ
اردو بازار ۰ لاہور
فون 042-37124354 فیکس 042-37352795

الانتساب

احقر اپنی اس حقیر سی کاوش کو سیدالانبیاء والمرسلین حضور رحمۃ العالمین ﷺ کے آباء و اجداد اور والدین کریمین رضوان اللہ علیہم اجمعین کی بے مثال عظمتوں اور رفعتوں سے منسوب کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔

کہ اُن کے تصدق سے میرے والدین مرحومین آباء و اجداد کی نجات کا ذریعہ بن جائے

محمد شفیق احمد مجددی

الاھداء

نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے آباء و اجداد اور والدین کریمین رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شان میں تقریراً وتحریراً نغمہ سرائی کرنے والے ہر عاشق کے نام!

بالخصوص

الامام الآئمہ علامہ جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے نام جنہوں نے اس موضوع پر بے مثال کتب تحریر فرمائیں میرا وجدان کہتا ہے کہ جس کے صلہ میں اُن کو ۷۵ مرتبہ حالت بیداری میں زیارتِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا شرف حاصل ہوا۔

اور

اپنے مرشدِ کریم جامع شریعت وطریقت عالم ربانی عارف حقانی حضور خواجہ پیر محمد عبدالواحد صدیقی المعروف حاجی پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مبارک نام

منقبت بارگاہ والدین رسالتمآب ﷺ

قاسمِ رشد و ہدیٰ ہیں والدین مصطفیٰ
پیکرِ صدق و صفا ہیں والدین مصطفیٰ

باپ ہیں اللہ کے بندے ماں امانتدار ہیں
متقین و حق نما ہیں والدین مصطفیٰ

پشت بھی پاکیزہ تھی اور رحم بھی پاکیزہ تر
حاملِ نور خدا ہیں والدین مصطفیٰ

اُن کے ایمان پر کرے جو شک وہ خود مومن نہیں
مومنین و پارسا ہیں والدین مصطفیٰ

کوئی مانے یا نہ مانے پر میرا ایمان ہے
اہل زہد و اتقا ہیں والدین مصطفیٰ

کم نہیں ختم الرسل کی والدین کا شرف
فخر کرنے میں بجا ہیں والدین مصطفیٰ

دہر میں یوں تو کروڑوں اور بھی ماں باپ ہیں
والدین مصطفیٰ ہیں والدین مصطفیٰ

میرے اسلاف اور میری آئندہ نسلوں کے لیے
ہر قدم پر رہنما ہیں والدین مصطفیٰ

اُن کا رتبہ ان کے بیٹے مصطفیٰ سے پوچھئے
کب ہمیں معلوم کیا ہیں والدین مصطفیٰ

میں نے لکھی ہے بہ اُمید شفاعت منقبت
مجھ گدا کا حوصلہ ہیں والدین مصطفیٰ

اُن کے ہاں فیضان کھولی مصطفیٰ نے چشم نور
راستی کا سلسلہ ہیں والدین مصطفیٰ

رضوان اللہ علیہم اجمعین وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم
(فیض رسول فیضان)

اظہارِ تشکر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تذکرۂ آباء مصطفیٰ ﷺ کی تصنیف پر سب سے پہلے میں اللہ رب العزت جل شانہ کی بارگاہ میں سجدۂ شکر بجالاتا ہوں اور آقائے نامدار رحمتِ پروردگار ﷺ میں ہدیہ تشکر پیش کرتا ہوں۔

اہم بات یہ کہ میں اس کتاب کو شاید پایہ تکمیل تک نہ پہنچا سکتا اگر میرے قابل احترام احباب کا تعاون حاصل نہ ہوتا۔

بالخصوص مصنف کتب کثیرہ محقق اہلسنت حضرت مولانا محمد افضال حسین نقشبندی صاحب دام اقبالہ جوخود بھی علمی تحقیقی جذبہ سے سرشار ہیں۔ جب اُنہوں نے فقیر کو اس کتاب پر کام کرتے دیکھا تو خلوص دل کے ساتھ اس میں میری بہت معاونت فرمائی۔ میں مذکورہ کتاب کی تصنیف میں کاہلی کا شکار تھا انہوں نے بار بار اصرار کے ساتھ مجھے پابند کیا کہ اس کام کو جلد پایہ تکمیل تک پہنچاؤں اس کے لیے انہوں نے خود کتاب کے مسودہ کو بغور پڑھا مفید مشوروں سے نوازا اور حوالہ جات کی ترتیب و تحقیق میں معاونت فرمائی اور کتاب کے مسودہ کو از سر نو خوشخط کر کے لکھنے کا اہتمام بھی کیا خود بھی اور جامعہ سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے طلبہ عزیزم حافظ محمد حسنین نصیر صاحب، عزیزم حافظ محمد عثمان عارف صاحب، عزیزم حافظ محمد حسنین علی سے لکھوایا جس کے لیے وہ میرے خصوصی شکریہ کے مستحق ہیں۔

فاضل جلیل استاذ العلماء مولانا محمد علی رضا القادری الاشرفی دام اقبالہ جنہوں نے کتب کی فراہمی میں میری مدد کی وہ بھی میرے کلمات تحسین کے مستحق ہیں اور کتاب کی

تصنیف کے دوران خدمت گزاری پر میں اپنے بیٹے محمد نعمان شفیق اور حافظ ساجد حسین جلالی مجددی کا بھی مشکور ہوں۔

علاوہ ازیں محترم جناب الحاج محمد نواز چٹھہ صاحب جنہوں نے جامعہ سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سانگلہ ہل کی عمارت کو بنا کر دین اسلام کی اشاعت و تبلیغ کے لیے وقف فرمایا اور فقیر اس میں خدمت طلبہ کی سعادت حاصل کر رہا ہے اور میرے بہت سے احباب نے خصوصاً اساتذہ کرامِ جامعہ جنہوں نے اپنی دعاؤں اور کلمات تحسین سے میری حوصلہ افزائی فرمائی۔

خصوصی شکریہ:

ادارہ پروگریسو بکس اُردو بازار لاہور جس نے کتاب کی بخوشی اشاعت کی ذمہ داری لی۔ بلاشبہ یہ ادارہ نایاب اور جدید کتب کو معیاری انداز سے منظر عام پر لانے کے لیے کوشاں ہے۔ مجھے بہت مسرت ہوئی جب میری ملاقات چوہدری غلام رسول صاحب اور چوہدری جواد رسول صاحب سے ہوئی کہ کتب احادیث اور خصوصاً صحاح ستہ کی علمی و تحقیقی شروحات کو اور دیگر علمی موضوعات پر کتب کو شائع کر چکے ہیں اور مزید کام جاری ہے اللہ کریم جل شانہ اپنے حبیب کریم رؤف الرحیم ﷺ کے تصدق سے اس ادارہ کو اشاعتِ دین میں مزید برکتیں نصیب فرمائے آمین۔

آمین بجاہ النبی الکریم

محمد شفیق احمد مجددی

مہتمم جامعہ سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

سانگلہ ہل ضلع ننکانہ

۲۲-۴-۲۰۱۸

فہرست عنوانات

☆..........................☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

نحمدہ و نصلی و نسلم علیٰ رسولہ الکریم و علیٰ والدیہ و آلہ واصحابہ اجمعین

اما بعد:

اللہ اور اسکے پیارے محبوب کریم علیہ السلام کا احسان وفضل ہے کہ جنہوں نے بندہ ناچیز کو یہ سعادت اور توفیق عطا فرمائی کہ "تذکرہ آباء مصطفیٰ ﷺ" تحریر کیا۔
الحمدللّٰہ علی ذالك۔

بے شک وہ مقدس ہستیاں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیبِ لبیب نور مجسم رحمتہ العالمین خاتم النبیین ﷺ کا نور مبارک عطا فرمایا وہ نہ صرف اپنے اپنے زمانے کے طیب و طاہر اور معزز و محترم تھے بلکہ ہر قسم کے شرک اور گمراہی سے بھی اللہ تعالیٰ نے ان کو محفوظ رکھا حضرت سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ تک اور سیدہ حواء سلام اللہ علیھا سے حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تک نبی کریم ﷺ کا جتنا بھی مبارک اور عالی نسب ہے وہ سب موحد مومن اور چنے ہوئے لوگ تھے ان کے بارے میں اگر کوئی امتی کلمہ گو یہ بات کرے کے کہ معاذ اللہ وہ مشرک تھے اور جنت میں نہیں جائیں گے تو ان لوگوں کے لئے ہم قرآن وحدیث کے روشن دلائل اور اسلاف امت، مفسرین ومحدثین اور آئمہ کرام کے اقوال ذکر کریں گے اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت کی توفیق عطا فرمائے۔اور دنیا وآخرت میں ذلت و رسوائی سے بچ جائیں ورنہ اہل محبت اور غلامان مصطفے کریم ﷺ کے لئے تو اتنی بات ہی کافی ہے کہ وہ آباء کرام اور والدین کریمین مصطفیٰ ﷺ ہیں۔اس سلسلہ عالی کی حفاظت رب ذوالجلال نے خود فرمائی ہے جسکا بیان آپ مختلف تذکروں میں پڑھنے کی سعادت حاصل کریں گے۔

قرآن مجید سے استدلال:

(ا) قرآن میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

وَ تَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ٥ الَّذِىْ يَرٰىكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ٥ وَتَقَلُّبَكَ فِى السّٰجِدِيْنَ (پارہ:۱۹، سورة الشعراء آیات۲۱۷ تا ۲۱۹)

ترجمہ: ''تو کل کر غالب مہربان پر جو تجھے دیکھتا ہے جب تو کھڑا ہوتا ہے اور تیرا کروٹیں بدلنا سجدہ کرنے والوں میں''

ان آیات بیانات میں وَتَقَلُّبَكَ فِى السّٰجِدِيْن سے مراد نبی کریم ﷺ کا نور مبارک سجدہ کرنے والوں میں منتقل ہونا بیان کیا جارہا ہے مطلب کہ نبی کریم ﷺ کا سارا نسب عالی نہ صرف شرک سے محفوظ بلکہ یہ سب اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ کرنے والے تھے۔اس مطلب کو معتبر کتب تفاسیر میں مفسرین کرام نے بیان فرمایا:

ان آیات کی تفسیر میں علامہ سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وابو نعيم عن ابن عباس ايضا الا انه رضي الله عنه فسر تقلب فيهم بالتنقل في اصلابهم حتى ولدته امه عليه الصلاة والسلام، وجوز على حمل التقلب على التنقل في الاصلاب ان يراد بالساجدين/المؤمنون واستدل بالآية على ايمان ابويه ﷺ كماذهب اليه كثير من اجلة اهل السنة، وانا اخشى الكفر على من يقول فيهما رضى الله تعالىٰ عنهما

(علامه آلوسی ،تفسير روح المعانی جلد ۱۹ ص ۱۸٤ مكتبه رشيديه كوئٹه)

ابو نعیم نے حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے تقلبك فی الساجدين کی تفسیر یوں

نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے آباء واجداد کی مبارک پشتوں میں منتقل ہوتے رہے یہاں تک کہ آپ ﷺ کو آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ نے جنا اور تقلب کے اس معنیٰ سے ساجدین مومنین کو مراد لیا اس آیت سے حضور ﷺ کے والدین کے صاحب ایمان ہونے کی دلیل پکڑی گئی ہے جیسا کہ اھل سنت کے کثیر التعداد علمائے کرام کا عقیدہ ہے اور میں اس شخص کے کفر سے خوف رکھتا ہوں جو نبی کریم ﷺ کے والدین کے بارے (مومن نہ ہونے کا) عقیدہ رکھے۔

(۲) اسی آیت کی تفسیر میں قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں۔

المرادمنه تقلبك من اصلاب الطاهرين الساجدين لله الى
ارحام الطاهرات الساجدات و من ارحام الساجدات الى
اصلاب الطاهرين اى الموحدين و الموحدات حتى يدل
علىٰ ان آباء النبى ﷺ كلهم كا نوا مو منين

(تفسیر مظھری، جلد۸، ص۵۵۹، مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کرا چی)

(اس آیت میں تقلبك سے) مراد یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ اللہ تعالی کو سجدہ کرنے والے مردوں کی پشتوں سے ان عورتوں کی طرف منتقل ہوئے جو پاکیزہ اور سجدہ کرنے والی تھیں پھر ان طاہرات اور سجدہ کرنے والی عورتوں کے رحموں سے ایسے پاکیزہ افراد کی طرف منتقل ہوئے جو سب کے سب اللہ تعالی کی توحید پر قائم تھے اس آیت کریمہ سے استدلال کیا جا سکتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے تمام آباء واجداد مومن تھے۔

جیسا کہ حافظ دمشقی نے فرمایا:

وينقل احدنوراعظيما تلألأفي وجوه الساجدين

(نسب عالی میں) ہر ایک کی طرف نور عظیم منتقل ہوتا رہا جو سجدہ کرنے والوں کی پیشانیوں میں چمکتا رہا۔

تقلب فيهم قرناً فقرناً

الى ان جاء خير المرسلين

وہ عظیم نور ہر زمانہ میں ان میں منتقل ہوتا رہا یہاں تک کہ سید المرسلین ﷺ تشریف لے آئے۔(ایضاً)

(۳) صاوی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

وتقلبك فى الساجدين والمرادبالساجدين المؤمنون والمعنى يراك متقلباًفى اصلاب وارحام المومنين من لدن آدم الٰى عبدالله فاصوله جميعاًمومنون

(تفسیر صاوی، ص۲۸۷ جلد۳ بحوالہ نورانی نسب)

ترجمہ: اور گردش کرنا آپ ﷺ کا سجدہ کرنے والوں میں یہاں سجدہ کرنے والوں سے مراد ایمان والے ہیں اس کا معنی یہ ہے کہ اے محبوب علیہ السلام اللہ تعالیٰ آپ علیہ الصلوۃ والسلام کو آباء کرام کی پاک پشتوں، ارحام امہات کی طرف منتقل ہوتے دیکھتا رہا۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ تک نبی کریم ﷺ کے تمام آباء واجداد اور امہات سب مومن تھے۔

(۴) اب ذرا اسی آیت کی تفسیر جمل میں دیکھئے:

قوله تعالىٰ وتقلبك فى الساجدين فسر بعضهم بالمؤمنين اى يراك متقلباًفى اصلاب وارحام المومنين من لدن آدم و حواء الٰى عبدالله وآمنة جميع اصوله رجالاًونساءً مؤمنون

(تفسیر جمل، جلد ۳، ص۲۹۶ بحوالہ نورانی نسب)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ منتقل ہونا آپ ﷺ کا سجدہ کرنے والوں میں مفسرین کرام نے ساجدین کی تفسیر مومنین سے کی ہے جس سے مراد اللہ تعالیٰ آپ علیہ الصلوۃ والسلام کو پشتوں سے ارحام امہات میں منتقل ہوتے دیکھتا رہا ہے۔ سیدنا آدم علیہ السلام اور سیدہ حواء سلام اللہ علیہا سے لے کر حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ اور سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا تک نبی کریم ﷺ کے تمام مرد اور عورتیں سبھی مومن تھے۔

(۵) ابوالقاسم امام قشیری علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ:

تقلبك فی اصلاب آبائك من المسلمين الذين عرفوا الله

(تفسیرقشیری، جلد۲، ص۴۰۷، بیروت لبنان بحواله عظمت والدین مصطفی)

کہ آپ ﷺ اپنے مسلمان اور اللہ کی معرفت رکھنے والے آباء کرام کی پشتوں میں ہوتے آئے۔ علاوہ ازیں زیر نظر آیت کریمہ کی تفسیر میں دیگر معتبر کتب تفاسیر میں تقریباً یہی مضمون بیان کیا گیا ہے کہ ساجدین سے مراد نبی کریم ﷺ کہ تمام آباء وامہات توحید پرست مومن تھے کوئی بھی ان میں مشرک نہ تھا۔

(۶) اسی طرح قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتِهٖ (سورۃالانعام آیت:۱۲۴)

ترجمہ ''اللہ خوب جانتا ہے جہاں اپنی رسالت کو رکھتا ہے''۔

اس آیت کریمہ میں یہ بات بڑی وضاحت کے ساتھ ثابت ہو رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے منصب رسالت ونبوت کے لئے کسی عظیم مقام کا انتخاب فرماتا ہے ایک تو یہ کہ یہ عظیم منصب کس کو عطا کرنا ہے اور دوسرا یہ کہ یہ مقدس امانت کسی کافرومشرک کو عطا نہیں فرماتا کیونکہ

اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَس

(پاره:۱۰، سورة التوبه، آیت:۲۸)

''بے شک مشرک ناپاک ہیں۔''

لہٰذا کسی ناپاک مشرک کو اللہ تعالیٰ نور نبوت کا امین نہیں بناتا اور جب کے تمام انبیاء کرام علیھم السلام کے والدین کریمین سب مومن تھے تو امام الانبیا ﷺ جو وجہ تخلیق کائنات ہیں۔آپ ﷺ کے والدین کریمین اور آباء واجداد جن میں یہ نور مبارک منتقل ہوتا رہا وہ معاذ اللہ مشرک وکافر کیسے ہو سکتے ہیں؟

یہ بات تو فرمان الٰہی کے خلاف ہے۔

شان آباء واجداد مصطفیٰ بزبان مصطفےٰ ﷺ:

اب نسب مصطفے کریم علیہ السلام کی عظمت، طہارت و پاکیزگی کے متعلق امام الانبیاء ﷺ کے چند فرمان ہدیہ قارئین کرام کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں کہ جن کہ بعد کسی امتی کے ذہن وضمیر میں ان پاک ہستیوں کے بارے میں کسی قسم کے شبہ کی گنجائش نہیں رہنی چاہیے۔

حدیث نمبر 1

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

جب کفار مکہ نے ہمارے کریم آقا علیہ السلام کی شان اقدس میں زبان طعن دراز کی تو:

فقام النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم علی المنبر فقال: من انا؟ فقالوا:انت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال:انا محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ۔ان اللہ خلق الخلق فجعلنی فی خیر ھم [فرقۃ]، ثم جعلھم فرقتین فجعلنی فی خیر ھم فرقۃ ، ثم جعلھم قبائل فجعلنی فی خیرھم قبیلۃ ، ثم جعلھم

بیو تاً فجعلنی فی خیر ھم بیتاً و خیر ھم نفساً۔

(جامع ترمذی، ص١٠٦٩، رقم الحدیث: ٣٦٠٨مطبوعہ دارالسلام للنشر والتوزیع الریاض)۔

ترجمہ:۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر جلوہ افروز ہوئے پھر پوچھا میں کون ہوں؟ تو سب نے عرض کیا آپ عظمت والے رسول ہیں فرمایا میں محمد بن عبداللہ بن عبد المطلب ہوں بیشک اللہ تعالیٰ نے جب مخلوق کو پیدا فرمایا مجھے سب سے بہتر رکھا پھر انکے دو گروہ بنائے اور مجھے بہترین گروہ میں رکھا پھر ان کے قبیلے بنائے مجھے بہترین قبیلہ میں رکھا پھر ان کو گھروں میں تقسیم فرمایا تو مجھے بہترین گھر میں رکھا اور بہترین نفوس قدسیہ میں رکھا۔

حدیث نمبر 2:

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال:"بعثت من خیر قرون بنی اٰدم قرناً فقرناً حتی کنت من القرن الذی کنت منہ۔"

(صحیح البخاری، ص٥٩٧، رقم الحدیث: ٣٥٥٧ مطبوعہ دارالسلام للنشر و التوزیع الرّیاض)

ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں بنی آدم کے بہترین لوگوں میں زمانہ در زمانہ چلتا آیا یہاں تک کہ میری اس زمانے میں ولادت ہوگئی۔

حدیث نمبر 3:۔

عن واثلۃ بن الاسقع رضی اللہ عنہ قال سمعت

رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول:ان الله اصطفىٰ كنانة من ولدا سماعيل وا صطفےٰ قريشا من كنانة واصطفىٰ من قريش بن هاشم واصطفانى من بنى هاشم

(مسلم شریف ،ص ۱۰۰۸، رقم الحدیث: ۵۹۳۸ مطبوعه دارالسلام للنشر والتوزیع الریاض)

ترجمہ:۔ حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوفرماتے ہوئے سنا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے کنانہ کو چن لیا اور کنانہ میں سے قریش کو چن لیا اور قریش میں سے بنی ھاشم کو چن لیا اور بنی ھاشم میں سے مجھے چن لیا۔

حدیث نمبر4:۔

وعن ابن عباس رضى الله عنهما ان النبى صلى الله عليه وسلم قال لم يزل الله تعالىٰ ينقلنى من الاصلاب الكريمة والارحام الطاهرة حتىٰ اخرجنى من ابوىّ لم يلتقيا على سفاحٍ قطً۔

(الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ جلد ۱،ص۴۸۔ الوفا صفحه ۳۵)

ترجمہ:۔ حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مجھے کرامت والی پشتوں اور پاکیزہ رحموں میں منتقل فرماتا رہا حتیٰ کہ مجھے میرے ماں باپ میں سے پیدا کیا

پس دونوں (اصلاب ارحام) برائی کے طریقے سے نہیں ملے۔

حدیث نمبر5:۔

وعن انس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه قال رسول اللّٰه صلی اللّٰہ علیه وسلم و ما افترق الناس فرقتین الاجعلنی اللّٰہ فی خیر هما فا خرجت من بین ابوین فلم یصبنی شیءٍ من عهدا لجاهلیة و خرجت من نکاح ولم اخرج من سفاح من لدن آدم حتی انتهیت الی ابی وامی فانا خیر کم نفسا و خیر کم آباء۔

(دلائل النبوۃ للبیهقی، باب ذکر شرف اصل رسول صلی الله علیه وسلم و نسبه جلد نمبر۱،ص ۱۷۴ مطبوعه بیروت)

ترجمہ:۔حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب بھی لوگوں میں دوگروہ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے مجھے ان میں سے بہتر گروہ میں رکھا پھر مجھے اپنے والدین سے اس حال میں نکالا گیا کہ مجھے زمانے کی جاہلیت کی کوئی چیز نہیں پہنچی تھی اور میں ہمیشہ نکاح سے منتقل ہوا ہوں اور حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر میرے والدین کریمین تک بدکاری سے نہیں منتقل ہوا پس میں خود اور میرے آباءواجداد تم سب سے افضل ہیں۔

حدیث نمبر6:۔

سرکارکریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ذیشان ہے کہ:

لم ازل انقل من اصلاب الطاهرين الى ارحام الطاهرات

ترجمہ:۔ کہ میرا (نور مبارک) ہمیشہ پاک پشتوں سے پاک رحموں سے منتقل ہوتا رہا۔

(تفسير البحر المحيط جلد ۷ ص٦٤٩ المواهب اللدنية، مقصد اول جلد اول ص ١١١ فريد بك سٹال لاهور)

حدیث نمبر 7:۔

اُم المُومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کیا:

يامحمد قلبت مشار قها و مغار بها فلم اجدرجلا افضل من محمد و قلبت مشارقها و مغار بها فلم اجد بنى اب افضل من بنى هاشم

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں نے زمین کے مشارق و مغارب کو دیکھا ہے پر محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل کسی شخص کو نہیں پایا اور زمین کے مشرقوں اور مغربوں کو الٹ پلٹ کر دیکھا ہے کسی باپ کہ بیٹوں کو بنی ھاشم سے افضل نہیں پایا۔

(مسند الفردوس جلد ۳ ص ۱۸۷ دار الكتب العلميه بيروت۔

تفسير ابن كثير جلد ۱ ص ۳۰۰ ضياء القرآن لاهور

البدايه والنهايه جلد۱ حصه ۲ ص ۷۱٤ دار الاشاعت كراچی،

السيرة النبويه جلد۱ ص ۲۰ ضياء القرآن لاهور

سبل الهدى والرشاد جلد۱ ص۱۸۵ زاويه پبلشرز لاهور بحواله عظمت والدين مصطفى صلى الله عليه وسلم)

اسلاف امت کا عقیدہ:

آباء واجداد مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مومن وموحد جنتی ہونے کا عقیدہ جو قرآن کریم اور احادیث طیبہ سے ثابت ہے یہی عقیدہ امت کے اسلاف متقدمین موخرین مفسرین اور محدثین کا ہے۔

1۔ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ۔

ان آباء الا نبیاء ما کانوا کفاراً یدل علیه قوله تعالیٰ الذی یراك حین تقوم و تقلبك فی الساجدین قیل معناہ ینتقل نورہ من ساجد الیٰ ساجد قال ففیه دلالة علیٰ ان جمیع آباءہٖ صلی الله علیه وسلم کا نو ا مسلمین

ترجمہ:۔ بے شک تمام انبیاء کرام علیہم السلام کہ آباء کرام میں سے کوئی شخص کافر نہ تھا اس پر اللہ تعالیٰ کا فرمان واضح دلالت کرتا ہے جو دیکھتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب تو کھڑا ہوتا ہے اور گردش کرنا تیرا سجدہ کرنے والوں میں۔

علماء نے اسکا معنی یہ بیان کیا ہے کہ آیت کریمہ سے مراد یہ ہے کہ ہمیشہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک ایک سجدہ کرنیوالے سے دوسرے سجدہ کرنے والے کی طرف منتقل ہوتا رہا۔

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام آباء واجداد اور امھات مومن تھے۔

(تفسیر کبیر جلد ۱٤ ص ۱۷٤، المواهب اللدنیه مقصد اول جلد اول ص ۱۱۰)

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے آباء و اجداد والدین مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مومن، موحد اور جنتی ہونے پر مکمل چھ کتابیں تحریر فرمائی ہیں۔

1۔ التعظيم و المنة فی ان أبوی النبی صلی الله عليه وسلم فی الجنة۔

2۔ الدرج المنيفة فی الآباء الشريفة۔

3۔ السبل الجليه فی الآباء العليه۔

4۔ مسالك الحنفا ء فی والدی المصطفٰی صلی الله عليه وسلم۔

5۔ المقامة السندسية فی النسبة المصطفوية۔

6۔ نشر العلمين المنيفين فی إحياء الأبوين الشريفين۔

جن میں آپ علیہ الرحمۃ نے والدین کریمین مصطفیٰ ﷺ اور آباء واجداد کے عالی مرتبہ مومن اور جنتی ہونے پر شاندار بے مثل دلائل و مسائل تحریر کئے ہیں۔ جن میں سے چند کا ذکر ہدیہ قارئین کیا جاتا ہے۔

ذهب جمع كثير من الائمه الاعلام الٰی انهما ناجيان و محكوم لهمابالنجاة فی الآخرة

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں بلند درجہ آئمہ دین کا اس بات پر اجماع ہے کہ نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ کے والدین کریمین ناجی (نجات والے) ہیں اور آخر میں ان کی نجات ثابت شدہ ہے۔

آگے فرماتے ہیں ان کی نجات پر تو تمام آئمہ دین کا اتفاق ہے مگر نجات کے دلائل مختلف ہیں۔

پہلا مسلک:

ان کو نبی کریم ﷺ کی دعوت دین نہیں پہنچی اور وہ زمانہ فترت میں وصال کر گئے اور جو زمانہ فترت میں وصال کر گئے ان کے بارے میں فرماتے ہیں۔

"وحکم من لم تبلغه الدعوة باتفاق الائمه الشافعية من الفقهاء والائمة الاشاعرة من اهل الكلام واصول الفقه انه يموت نا جيا و يدخل الجنة نص على ذلك الامام الشافعي رحمة الله عليه و تبعه سائر الاصحاب واستدلو اعلى ذلك (آيات من القرآن)

ترجمہ: جن کو دعوت دین نہیں پہنچی ان کا حکم آئمہ شافعیہ کے فقہاء اورا شاعرہ کے علمائے اهل الکلام اور علمائے اصول فقہ کے نزدیک یہ ہے کہ وہ آخرت میں نجات والے اور جنتی ہیں۔ اس پر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے نص بیان فرمائی ہے ان کی اتباع میں سب کا یہی مسلک ہے جس کو انہوں نے قرآن مجید کی آٹھ آیات بینات اور چھ احادیث مبارکہ سے ثابت کیا ہے۔

جن میں مشہور آیت کریمہ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا (الاسراء، آیت:١٥)

کہ ہم کسی کو عذاب نہیں دیتے یہاں تک ان میں رسول مبعوث نہ فرمادیں۔

تفصیل کے لیے" الدرج المنيفة فى الآباء الشريفة " کا مطالعہ کریں۔

دوسرا مسلک:

کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آباء واجداد اور والدین کریمین میں سے کسی نے بھی شرک نہیں کیا۔

امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ کا یہی قول ہے جس کو انہوں نے اپنی کتاب "اسرار التنزیل" میں لکھا ہے اور بہت سے دلائل سے اس کو ثابت کیا ہے۔

ان میں سے ایک آیت کریمہ الَّذِیْ یَرٰىكَ حِیْنَ تَقُوْمُ o وَ تَقَلُّبَكَ فِی السّٰجِدِیْنَ (الشعراء آیات:۲۱۸۔۲۱۹)

ترجمہ: "آپ کو دیکھتا ہے جب آپ کھڑے ہوتے ہیں اور آپ کا منتقل ہونا سجدہ کرنے والوں میں"۔

اِس آیت کریمہ کا ترجمہ و معنی یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک ایک سجدہ کرنیوالے سے دوسرے سجدہ کرنے والے میں منتقل ہوتا رہا تو اس سے یہی ثابت ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام آباء واجداد مومن تھے اور یہ بات بھی معلوم ہوگئی کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک سجدہ کرنے والوں میں منتقل ہوتا رہا تو آذر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا والد نہیں بلکہ چچا ہے کیونکہ وہ بت پرست مشرک تھا۔ جن کے بارے اللہ تعالیٰ نے فرمایا انما المشرکون نجس کہ مشرک ناپاک ہیں۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ذیشان ہے۔

لم ازل انقل من اصلاب الطاهرین الیٰ ارحام الطاهرات

ترجمہ: کہ میرا نور ہمیشہ پاک پشتوں سے پاک رحموں کی طرف منتقل ہوتا رہا ہے۔

تو اس کا لازم نتیجہ ہے کہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام آباء واجداد و امہات طیب، مومن، موحد، ناجی، جنتی اور زمانے کے بہترین لوگ ہیں۔

تیسرا مسلک:

"ان اللّٰہ احیا هماله فآمنابه"

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کو زندہ فرمایا وہ زندہ ہوکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے۔

اس کو خطیب بغدادی نے "السابق اللاحق" میں اور دار قطنی نے اور ابن عساکر نے ابن شاہین اور علامہ محبّ طبری اور علامہ سہیلی نے "الروض الانف" میں ذکر کیا ہے۔ جس کی تفصیل آگے آئے گی۔

یہاں پر حافظ ابن ناصر الدین الدمشقی علیہ الرحمۃ کے اشعار نقل کئے جاتے ہیں:

حبا اللّٰه النبیّ مزید فضل
علی فضل و کان به رؤوفا
فاحیا امه و کذا اباه
لایمان به فضلا لطیفا

ترجمہ: کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر فضل فرمایا کہ وہ آپ کے ساتھ رؤف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کے والدین کریمین کو زندہ فرمایا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں یہ آپ پر فضل لطیف ہے۔

(ملخصا السیوطی الدرج المنیفة فی الآباء الشریفة ص ۱۱۷، ص ۱۲۰، ص ۱۲۱ دار الکتب العلمیه بیروت)

(اور امام جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ وہ عظیم بزرگ ہیں کہ ان کو حالت بیداری میں بالمشافہ ۷۵ مرتبہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔

(الشعرانی۔الیواقیت والجواهر ص ۴۰ نوریه رضویه پبلی کیشنز لاهور

بعض بزرگوں سے سنا ہے کہ شاید یہی وجہ ہے کہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ پر یہ کرم اس لئے ہوا کہ انہوں نے نبی ﷺ کہ آباء واجداد اور والدین کریمین رضی اللہ عنہ کہ ایمان پر چھ(٦) کتب لکھی ہیں کیونکہ کریم کرم نوازی بھی بہت بڑی کرتے ہیں۔)

امام ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ کا نظریہ:

امام ابن عابدین شامی علیہ الرحمۃ نبی کریم ﷺ کے والدین کریمین کے بارے میں لکھتے ہیں۔

"الاتری ان نبیناﷺ قد اکرمه اللّٰه تعالیٰ بحیاة الجلیه له حتیٰ اٰمنابه کما فی الحدیث صححه القرطبی و ابن ناصرالدین الدمشقی بالایمان بعد علی خلاف القاعدة اکراما لنبیهم ﷺ"

ترجمہ: تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ کے اکرام کی وجہ سے آپ ﷺ کے والدین کریمین کو زندہ فرمایا اور وہ آپ ﷺ پر ایمان لائے۔ جیسا کہ حدیث پاک میں جس کو امام قرطبی اور حافظ ابن ناصر الدین دمشقی نے صحیح قرار دیا ہے۔ یہ تمام معجزہ نبی کریم ﷺ کی وجہ سے ہوا۔

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ:

ومما یدل علیٰ ان آباء محمدﷺ ما کانوا مشرکین قوله علیه السلام لم ازل انقل من اصلاب الطاهرین الی ارحام الطاهرات وقال الله تعالیٰ!"انما المشرکون نجس"فوجب ان لایکون احدفی اجداده مشرکاً۔

ترجمہ:۔اور یہ چیز اس بات پر واضح دلالت کرتی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کہ والدین کریمین مشرک نہ تھے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ میں ہمیشہ پاکیزہ پشتوں سے پاک رحموں کی طرف منتقل ہوتا رہا ہوں اور ارشاد خداوندی ہے کہ "بے شک مشرک نجس ہیں" پس ثابت ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کہ آباء واجداد میں کوئی بھی مشرک نہ تھا۔

(المواهب اللدينه جلد اول مقصد اول ص ٤٣ مطبوعه مصر بحواله نوراني نسب)

امام ابن حجر مکی رحمتہ اللہ علیہ کا عقیدہ

ان آبٰاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم غیر الانبیاء وامهاته الٰی آدم وحواء لیس فیهم کافرا لان الکافر لایقال فی حقه انه مختار ولا کریم ولا طاهر بل هو نجس کمافی آیة"انما المشرکون نجس"وقد صرحت الآحادیث السابقة با نهم مختارون وان الآباء کرام والا مها ت طاهرات..........وایضاً قال الله تعالیٰ وتقلبك فی السا جد ین۔

ترجمہ:۔تحقیق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء واجداد جو غیر انبیاء علیہم السلام ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امھات وجدات میں سے کوئی بھی کافر نہ تھا کیونکہ کفار کے لئے یہ نہیں کہا کہ وہ چنے ہوئے ہیں اور نہ پاکیزہ ہیں۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے"کہ کافر تو ناپاک ہیں" اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام آباء واجداد اور امھات وجدات سب پاک تھے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا"اور تمھارا گردش کرنا سجدہ کرنے والوں میں

ہے“ (ابن حجر:افضل القریٰ بحوالہ نورانی نسب)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

شیخ محقق علی الاطلاق نبراس المحدثین حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علمائے متاخرین نے تحقیق سے ثابت کیا ہے کہ جان دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین مسلمان تھے بلکہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر حضرت آدم علیہ السلام تک سب آباء کرام واُمھات ذیشان کا مسلمان ہونا ثابت ہے یہ وہ علم ہے جو علمائے متقدمین سے پوشیدہ رہا لیکن اللہ تعالیٰ نے متاخرین پر یہ مسئلہ کھول دیا اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہے جس انعام کے ساتھ چاہے اپنے فضل سے خاص کر لیتا ہے۔

(اشعتہ اللمعات جلد ۲ ص ۹۲۷ فرید بک سٹال لاہور بحوالہ عظمت والدین مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم)

الامام یوسف نبھانی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ:

الامام المحقق علامہ یوسف نبھانی علیہ الرحمۃ اپنی ”معرکۃ الآراء“ کتاب ”جواھر البحار“ میں رقم طراز ہیں۔

کہ جس طرح سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اعلیٰ کمال حاصل ہونے کی وجہ سے طیب وطاہر ہے ایسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب بھی طیب وطاھر ہے یعنی حضرت حواء سلام اللہ علیھا سے حضرت سیدہ آمنہ سلام اللہ علیھا تک اور حضرت سیدنا آدم علیہ السلام سے سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ تک سب اعلیٰ وبرتر، پاکیزہ وطیب تھے جس کی احادیث شاھد ہیں

(جواھر البحار جلد سوئم ۲۲۸ مکتبہ حامدیہ لاہور)

والدین مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصوصی اعزازات

یوں تو حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کا سب سے عظیم اعزاز یہ ہے کہ ساری کائنات میں سے اللہ تعالیٰ نے ان کو منتخب فرمایا اور

اپنے محبوب نبی ﷺ کے والدین کریمین ہونے کا شرف عطا فرمایا۔

اسی سبب سے اللہ تعالیٰ نے ان کوکئی خصوصی اعزازات سے بھی نوازا ہے۔ جن میں چند کا ہم ذکر کریں گے۔ بتوفیق اللہ عزوجل۔

والدین مصطفیٰ کریم ﷺ کا زندہ ہوکر ایمان لانا:

یوں تو اس بات میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ نبی کریم ﷺ کے والدین کریمین اعلیٰ مرتبہ کے مومن اور جنتی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں نبی کریم ﷺ کی دعا سے دوبارہ زندہ فرمایا اور ان کوخصوصی طور پر یہ اعزاز بخشا کہ وہ زندہ ہوکر نبی کریم ﷺ پر ایمان لائے جیسا کہ احادیث مبارکہ میں ہے۔

قالت عائشة رضی الله تعالیٰ عنها حج بنا رسول الله ﷺ حجة الوداع فمر علی عقبة الجحون وهو باك حزين مغنم فبكيت لبكابه ثم انزل فقال يا حميرا استمسكی فاسندت الی جنب البعير فمكث مليا ثم عاد الی وهو مبتسم فقال ذهبت القبر امی فسالت ابی ان يحييها فاحيا ها فامنت بی و كذاروی من حديث عائشه رضی الله عنها ايضاً احيا الله ابو يه حتیٰ آمنا به

ترجمہ: اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع کیا۔ جب ہم عقبۃ الحجون کے پاس سے گزرے تو آپ ﷺ رنجیدہ خاطر ہوکر رونے لگے میں بھی آپ ﷺ کے رونے کی وجہ سے رونے لگی پھر آپ ﷺ سواری سے اترے اور مجھ سے فرمایا اے حمیراء یہیں رکو پس میں نے اونٹ کے ایک طرف ٹیک لگالی کچھ دیر بعد جب نبی کریم ﷺ واپس تشریف لائے تو بہت خوش وشاداں تھے فرمایا میں

اپنی امی جان کی قبر انور پر حاضر ہوا اور اللہ تعالیٰ سے عرض کی کہ میری امی جان کو زندہ فرمائیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ فرمایا اور وہ مجھ پر ایمان لائیں اور حضرت اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کہ والدین کریمین دونوں کو زندہ فرمایا وہ دونوں آپ ﷺ پر ایمان لائے۔

(تاریخ الخمیس فی احوال انفس نفیس الجز الاوّل ص ۲۲۲ دارالکتب العلمیه بیروت،

الحاوی للفتاویٰ جلد ۲ ص ۲۱۸ دارالکتب العلمیه بیروت، الناسخ و المنسوخ من الحدیث ص ۲۸٤ بیروت

المواهب اللدنیه جلد اوّل مقصد اوّل ص۱۰۷ فرید بکسٹال لاهور)

مذکورہ احادیث مبارکہ کے بارے میں امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کے والدین کریمین کو زندہ فرمایا اور یہ مسلک محدثین کی ایک جماعت کا ہے جن میں ابن شاہین، خطیب بغدادی، علامہ سہیلی، امام قرطبی، علامہ محبّ طبری اور علامہ ناصر الدین دمشقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم قابل ذکر ہیں۔

(الحاوی للفتاویٰ جلد ۲ ص ۲۱۸، دارالکتب العلمیه بیروت)

علاوہ ازیں بے شمار علماء کرام اور محققین نے اس حدیث سے استدلال فرمایا ہے۔

والدین کریمین کے لیے مقام محمود پر سوال:

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

من قرء القرآن و عمل مافیه البس والده تاجاً یوم القیامة

ضوءہ احسن من ضوء الشمس (مشکوۃ المصابیح)

ترجمہ: جس نے قرآن پڑھا (حفظ کیا) اور اس پر عمل کیا تو اس کے والدین کو قیامت کے دِن ایسے تاج پہنائے جائیں گے جن کی روشنی سورج کی روشنی سے زیادہ ہوگی۔

سبحان اللہ یہ مقام ومرتبہ تو حافظ قرآن کا ہے تو جو خود صاحب قرآن ہو تو اس کے والدین کریمین کا قیامت کے دِن کیا مقام ومرتبہ ہوگا۔

آیئے اس کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان سنیے۔

حضرت سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دِن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کے بارے میں سوال کیا گیا۔

تو میرے کریم آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

سالتھا ربی فیقطیی فیھما وانی لقائم یومئذٍ المقام المحمود

کہ میں اپنے والدین کریمین کے بارے میں رب ذوالجلال سے مقام محمود پر کھڑے ہو کر جو سوال کروں گا اللہ تعالیٰ مجھے عطا فرمائے گا۔

(مستدرک حاکم جلد ۲ ص ۳۹۶ دار الکتب العلمیہ بیروت، تاریخ الخمیس جلد اوّل ص ۴۲۵، بیروت)

کیونکہ بزم حشر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی تو ہوں گے جن کو اللہ تعالیٰ بار بار فرمائے گا۔

سل تعط واشفع تشفع

اے محبوب سوال کرو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا جائے گا جس کی سفارش کرو گے قبول کی جائے گی۔ مقام غور کہ ساری کائنات کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے عرش کے سامنے سجدہ ریز ہو کر شفاعت کا سوال کریں گے مگر اپنے والدین کریمین کے لیے مقام محمود پر کھڑے ہو کر سوال کریں گے تو اندازہ کریں کہ کتنی عظمتوں اور عزتوں سے رب

تعالیٰ اپنے محبوب نبی ﷺ کے والدین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو نوازے گا۔

والدین کریمین کے لیے نماز چھوڑ دینا:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حدیث پاک نقل فرماتے ہیں کہ

حضرت طلق بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو فرماتے سُنا کہ اگر میں اپنے والدین کو پاتا یا ان میں سے کسی ایک کو اور میں نمازِ عشاء میں سورۃ فاتحہ پڑھ چکا ہوتا تو وہ مجھے آواز دیتے ''یا محمد'' (ﷺ) تو میں اُن کی آواز کا جواب دیتے ہوئے ان کے پاس حاضر ہو جاتا۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔

يَآ يُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اسْتَجِيْبُوا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَادَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ

(سورۃ الانفال آیت ۲٤ پارہ ۹)

ترجمہ: ''اے ایمان والو جب تمہیں اللہ اور اس کا رسول بلائیں تو فوراً حاضر ہو جاؤ اور جب رسول تمہیں اس چیز کی طرف بلائیں جو تمہارے لیے حیات آفرین ہو''۔

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا بندہ مومن کو جب بھی نبی اکرم ﷺ بلائیں تو فوراً حاضر خدمت ہو جائیں چاہے وہ نماز ہی کیوں نہ پڑھ رہے ہوں۔ جیسا کہ بخاری اور ترمذی میں روایت ہے۔

کہ ایک صحابی نماز پڑھ رہے تھے ان کو نبی کریم ﷺ نے بلایا وہ نماز سے فارغ ہو کر حاضر ہوئے تو سرکارِ کریم ﷺ نے فرمایا: دیر سے کیوں آئے ہو عرض کی میں نماز پڑھ رہا تھا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا تو نے قرآن میں اللہ تعالیٰ کا فرمان نہیں سنا کہ اللہ اور رسول کے بلانے پر فوراً حاضر ہو جاؤ۔ عرض کیا آئندہ ایسا نہیں کروں گا۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث ٥٠٠٦، سنن ترمذی رقم الحدیث ٢٨٨٤)

امتی کے لیے حکم خداوندی ہے کہ محبوب ﷺ کے بلانے پر حاضر ہو جائیں تو جن کے لیے سرکارِ کریم ﷺ خود فرمائیں میرے ماں باپ مجھے حالت نماز میں بلائیں تو میں ان کی خدمت میں حاضر ہو جاتا۔ ان کی عظمت و شان کیا ہوگی۔

نکتہ:

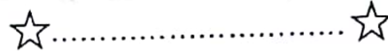
حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی مشہور دعا جو قرآن میں مذکور ہے۔

رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ٥

رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ ٥

(پارہ:١٣، سورۃ ابراھیم، آیات ٤٠-٤١)

یہ دعا سرکار کریم ﷺ ساری ظاہری زندگی میں کرتے رہے تو کیا کوئی منہ زور یہ کہہ سکتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی دعا اپنے والدین کریمین کے لیے قبول نہیں ہوئی ہوگی۔



(1) تذکرہ حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ عبدالمطلب

ولادت:

جناب سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے والد گرامی ہیں۔ آپ عام الفیل سے (۲۵) پچیس برس پہلے مکۃ المکرّمہ میں سید نا عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے گھر پیدا ہوئے۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا نام حضرت فاطمہ بنت عمرو بن عابد بن عمران بن مخزوم بن یقظہ بن کعب بن لوئی تھا۔

(ابـن سـعد:الطبقات الکبریٰ،ذکر نذر عبدالمطلب ان ینحرابنه،جلد۱، ص ۴۳ مطبوعه مکتبه عمریه کوئٹه)

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اپنے بہن بھائیوں میں سب سے چھوٹے اور باپ کے سب سے پیارے فرزند تھے۔

عبداللہ محبوب ترین نام:

عبداللہ کا معنیٰ اللہ تعالیٰ کے لیے جھکنے والا نبی کریم ﷺ نے فرمایا تمہارے ناموں میں سے بہترین نام اور ایک روایت میں اللہ تعالیٰ کہ نزدیک محبوب ترین نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہے۔

(الحلبی:السیرۃ الحلبیۃ،باب:نسبه الشریف ﷺ، جلد۱ ص ۹ مطبوعه المکتبة المعروفیة کوئٹه)

سبحان اللہ کتنی بات ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے والد گرامی کا نام عبداللہ رکھا گیا جو کہ اس بات پر دلیل ہے کہ نام رکھنے والے توحید پرست تھے۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا حسن و جمال:

حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ قریش میں سب سے زیادہ خوبصورت اور حسین تھے۔

وکان نور النبی ﷺ یریٰ فی وجھہ کاالکوکب الدری

ترجمہ:۔کہ نبی کریم ﷺ کا نور مبارک آپ ﷺ کے چہرہ مبارک میں ایسے چمکتا تھا جیسے روشن ستارہ۔

(الحلبی:السیرۃ الحلبیۃ،باب:تزویج النبی ﷺ،جلد۱،ص۵۷ مطبوعہ المکتبۃ المعروفیۃ کوئٹہ)

حضرت عباس رضی اللہ عنہ جو کہ نبی کریم ﷺ کے چچا جان ہیں فرماتے ہیں ''جب حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی شادی ہوئی تو بنی مخزوم بنی عبدمناف سے دوسو (۲۰۰)لڑکیاں ایسی تھیں جنہوں نے حضرت عبداللہ کو نہ پاسکنے سے عمر بھر شادی نہیں کی۔

(الزرقانی: شرح المواھب اللدنیۃ،جلد۱،ص ۱۹۳ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان)

الغرض اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کے والد گرامی کو بے پناہ حسن و جمال اور اپنے زمانے کہ تمام لوگوں سے زیادہ احسن الوجہ بنایا تھا جو کوئی ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ کو دیکھ لیتا وہ فریفتہ ہو جاتا۔

برکات نور مبارک کا ظہور:

حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ پر اکثر نور مصطفیٰ ﷺ کی برکات وخوارق ظاہر ہوتیں۔جب آپ کسی خشک درخت کے نیچے تشریف فرما ہوتے تو وہ سرسبز ہو جاتا آپکے تشریف لے جانے پر پہلی حالت میں آجاتا آپ رضی اللہ عنہ کو اکثر رجال

الغیب (نظر نہ آنے والے لوگ) یوں سلام عرض کرتے

"السلام علیك ایھا الحامل النور المحمدی ﷺ"

ترجمہ:۔اے حامل نور محمدی ﷺ تم پر سلام ہو

(ابن المبرد: الشجرة النبویة فی نسب خیر البریة ﷺ، ص ١٩ مطبوعه دار حراء قاهره)

آپ نے ایک دفعہ اپنے والد گرامی سیدنا عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ میں جبل شبیر پر تھا۔کہ میری پشت سے ایک نور نکلا وہ نور دو حصوں میں تقسیم ہو گیا ایک حصہ مشرق اور دوسرا مغرب کی طرف چلا گیا دیکھتے ہی دیکھتے دونوں حصے بلند ہو کر بادل کی طرح میرے سر کے قریب آئے پھر آسمانوں کی طرف گئے پھر واپس میری پشت میں لوٹ آئے اس واقعہ پر جناب عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے بیٹے تجھے مبارک ہو عنقریب تیری پشت سے خاتم النبیین والمرسلین ﷺ جلوہ گر ہو گا۔

(ابن المبرد: الشجرة النبویة فی نسب خیر البریة ﷺ، ص ١٩ مطبوعه دار حراء قاهره)

پیکر اخلاق کریمانہ:

صاحب خلق عظیم ﷺ کے والد ماجد رضی اللہ عنہ بھی اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے سب کے ساتھ حسن سلوک وحسن اخلاق سے پیش آتے تھے چاہے سامنے دشمن ہی کیوں نہ ہو۔اخلاق مہمان نوازی سخاوت حیاء ادب میں بے مثال تھے۔آپ کی مہمان نوازی کا ایک منظر دیکھتے ہیں۔

ملک شام سے ایک سوار نجومی کا مل فرستادہ آپ رضی اللہ عنہ کے قتل کے ارادہ سے آیا کہ اسکی صلب سے وہ شخص پیدا ہو گا جو سارے مذہبوں کو مٹا دے گا اور سوار نے پوچھا عبداللہ بن عبدالمطلب اس وقت کہاں ملے گا؟ آپ نے فرمایا یہ کھجوریں اور انگور تناول

فرمایئے میں شہر جا کر دریافت کرتا ہوں اس وقت کہاں ہے۔وہ سوار کھانے میں مشغول ہوا آپ شہر میں تشریف لائے اور لذیذ اور عمدہ کھانے لے کر واپس تشریف لائے اس نے پوچھا کچھ پتہ چلا؟ آپ نے فرمایا ہاں لیکن آپ طعام تناول فرمایئے اس نے کھانا کھا کر اور میوہ جات سے فراغت پا کر کہا اب بتایئے! آپ نے نہایت اخلاق سے فرمایا کہ کیا کام ہے اس سے؟ اس نے کہا کہ اب آپ نے میری اتنی خدمت کی ہے پانی پلایا، کھانا کھلایا، میوہ جات پیش کیے۔اب آپ سے کیا چھپانا کیونکہ آپ تو میرے محسن ہیں مجھے ایک یہودی نے دس ہزار دینار کا وعدہ دے کر بھیجا ہے کہ تم جاؤ اور عبداللہ بن عبدالمطلب کا سر لے کر آؤ۔آپ نے مسکرا کر فرمایا عبداللہ بن عبدالمطلب میں ہوں آؤ سر اتار لو تا کہ تمہیں دس ہزار دینار مل جائیں۔وہ آپ کی خدمت گزاری اور مہمان نوازی سے متاثر ہوا اور شرمندہ ہو کر آپ کے قدموں میں گر پڑا اور کہنے لگا جو ایسا مہمان نواز ہو اس کی غلامی باعث نجات ہے لعنت ہو ایسے یہودی پر اور اس کے دس ہزار دینار پر جس نے مجھے آپ جیسے عظیم انسان کا قتل کرنے بھیجا ہے

(ابوین مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ص ۱۵۰ مطبوعہ مکتبہ کنزالایمان لاھور بحوالہ عظمت والدین مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم)

سخاوت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ:

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ ایک دفعہ کمبل اوڑھے ہوئے تھے اور بازار تشریف لے گئے۔سردی کا موسم تھا دیکھا کہ ایک فقیر ننگے جسم پھر رہا ہے۔اس نے عرض کی کہ کمبل مجھے دے دو جب دھوپ نکلے گی تو واپس دے دوں گا میرے پاس اور کپڑے نہیں ہیں آپ نے فوراً اتار کر دے دیا اور فرمایا ''میں تم کو اپنی خوشی سے اور اللہ کی رضا کے لیے دے چکا واپس نہ کرنا اسکے بعد جو لباس پہنا تھا ایک تہمند کے علاوہ سب اتار کر دے دیا سائل عرض کرنے لگا مجھے اب ضرورت نہیں ہے آپ نے فرمایا کہ کمبل تمہارے سوال کرنے پر دیا اور یہ ہم اپنی خوشی سے دے رہے ہیں

(ابوین مصطفیٰ ﷺ، ص ۱۰۱ مطبوعہ مکتبہ کنزالایمان لاہور بحوالہ عظمت والدین مصطفیٰ ﷺ)

سخاوت کا ایک اور منظر:

رئیس مکہ جناب عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اپنے صاحبزادوں میں سے ہر ایک کو روزانہ ایک دینار خرچ کرنے کے لیے دیا کرتے تھے دیگر فرزند تو خرچ کرتے مگر سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ محلّہ میں جا کر بیوہ عورتوں، یتیم بچوں اور مسافروں کو تقسیم کر دیتے اور اپنے ذاتی خرچ میں نہ لاتے ۔ایک دفعہ بھائیوں نے جناب عبدالمطلب کو یہ بات بتائی کہ جناب عبدالمطلب نے حضرت عبداللہ سے دریافت کیا تو انہوں نے جواباً عرض کیا میں اسی کو خرچ کرتا ہوں جو میرے کھانے میں بہتر ہے اور مجھے اس کے بدلے میں جنت کی نعمتیں ملیں گی اور میں احکم الحاکمین سے تجارت کر رہا ہوں، یعنی بیواؤں، یتیموں اور مسکینوں کو دیتا ہوں یہ سب سن کر جناب عبدالمطلب بہت خوش ہوئے اور دعاؤں سے نوازا اس کہ بعد ایک دینار کی بجائے دو دینار ملا کرتے آپ دو دیناروں کو انہی گروہوں میں تقسیم کر دیتے ۔

(ابوین مصطفیٰ ﷺ ص ۱۰۱ مطبوعہ مکتبہ کنزالایمان لاہور بحوالہ عظمت والدین مصطفیٰ ﷺ)

حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کی قربانی:

حضرت سیدنا عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے زم زم کا کنواں کھودا تو قریش نے آپ سے جھگڑا کیا اس وقت آپ نے نذر مانی اے اللہ اگر تو نے مجھے دس بیٹے عطا فرمائے اور وہ جوان ہوکر میرا سہارا بنے تو ان میں سے ایک کو تیری رضا کے لئے ذبح کر دوں گا اللہ کریم نے انکی نذر پوری فرما دی دس بیٹے جوان ہو گئے تو نذر پوری کرنے کا ارادہ فرمایا آپ نے دس بیٹوں کو بلا کر اپنی نذر سے مطلع کیا سب نے سر خم کرتے ہو کہا کہ ہم

سب قربانی کے لیے حاضر ہیں آپ جسکو چاہیں انتخاب فرمالیں۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم سب اپنے اپنے نام ایک ایک پیالے میں لکھ کر لاؤ چناچہ ایسا ہی کیا گیا حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ پیالوں کو لے کر کعبۃ اللہ کہ اندر کفیل کعبہ کے پاس گئے اسے قرعہ اندازای کرنے کا کہا اور خود اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دست بدعا ہو کر اسکی رضا طلب کرنے لگے کفیل کعبہ نے قرعہ اندازی کی تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا نام نکلا جو سب سے پیارے اور محبوب ترین بیٹے تھے مگر آپ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو لے کر زم زم کے پاس ذبح کرنے کی جگہ پر آئے آپ کے ہاتھ میں چھری تھی یہ منظر قریش نے دیکھا تو پوچھا کیا کرنے لگے ہو تو حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے جواب دیا میں اپنی نذر پوری کرنے لگا ہوں تو قریش نے آپ کو ذبح کرنے سے روکا اور کہا کہ آپ بیٹے کو ذبح نہ کریں ورنہ یہ رسم چل نکلے گی کہ کوئی آدمی بھی اسی طرح اپنے بیٹے کو ذبح کر دیا کریگا رہی بات نذر پوری کرنے کی تو جب تک آپ عاجز نہ آئیں اس وقت تک ایسا نہ کریں نذر ادا کرنے کا کوئی اور طریقہ نکال لیتے ہیں خیبر میں ایک راہبہ عورت رہتی ہے چلو اس سے اسکا حل پوچھتے ہیں شائد کوئی حل نکل آئے چناچہ اس رائے کو حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے قبول فرمالیا اور سب مل کر اس راہبہ عورت کے پاس گئے اسے ساری صورت حال سے آگاہ کیا اس نے بات سن کر صبح آنے کو کہا اگلے دن وفد پھر اس عورت سے ملا اس نے کہا تمہارے علاقے میں ایک آدمی کی دیت کتنی ہے انہوں نے جواب دیا دس اونٹ اس وقت دیت یہی تھی وہ عورت کہنے لگی واپس اپنے شہر چلے جاؤ دس اونٹ اور اپنے بیٹے کا نام قرعہ نکالو اگر قرعہ اونٹوں کے نام کا نکلا تو اونٹوں کو ذبح کر دینا اور اگر بیٹے کا نام نہ نکلے تو دس اونٹ بڑھا کر دوبارہ قرعہ اندازی کرنا اسی طرح جب تک بھی قرعہ بیٹے کے نام نکلے تو دس دس اونٹ بڑھاتے جانا یہاں تک کہ قرعہ اونٹوں کہ نام نکل آئے چناچہ یہ قافلہ واپس مکہ میں آیا تو حضرت سیدنا عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے اس عورت کہ کہنے کہ مطابق قرعہ اندازی شروع کی دس

اونٹ اور حضرت عبداللہ اور قرعہ حضرت عبداللہ کہ نام نکلا پھر ۲۰،۳۰،۴۰،حتیٰ کہ ۱۰۰ اونٹ اور حضرت عبداللہ کی قرعہ اندازی ہوئی تو قرعہ اونٹوں کے نام نکلا حضرت عبدالمطلب نے فرمایا قرعہ تین مرتبہ ڈالو تینوں مرتبہ قرعہ اونٹوں کے نام نکلا تو قبول کر وں گا ۔تینوں مرتبہ قرعہ اونٹوں کہ نام نکلا اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجالاتے ہوئے سو اونٹوں کو اللہ کی راہ میں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے بدلہ میں قربان کر دیا اور اذن عام دیا گیا ہر کوئی جتنا چاہے لے جائے حتیٰ کہ کسی درندے کو بھی گوشت سے نہیں روکا گیا۔

(الصالحی:سبل الھدی والرشاد،الباب الرابع:فی شرح اسماء آبائہ ﷺ،جلد ۱، ص ۲۴۴،۲۴۵، مطبوعہ مکتبہ نعمانیہ پشاور)

الحلبی: السیرۃالحلبیۃ،باب:تزویج عبداللہ ابی النبی ﷺ،جلد۱،ص ۵۴، ۵۵مطبوعہ المکتبۃ المعروفیۃ کوئٹہ۔

ابن سعد:الطبقات الکبریٰ،ذکرنذر عبدالمطلب ان ینحرابنہ،جلدا ص ۴۰، ۴۱ مطبوعہ مکتبہ عمریہ کوئٹہ۔

ابن ھشام:السیرۃالنبویۃ،ذکر نذر عبدالمطلب ذبح ولدہ،جلدا، ص ۱۵۷ ، ۱۵۸ مطبوعہ مکتبہ نعمانیہ پشاور۔

دحلان مکی:السیرۃ النبویہ، جلدا، ص ۴۷، مطبوعہ ضیاء القران پبلی کیشنز لاھور۔

عبدالحق دھلوی:مدارج النبوۃ،جلدا،ص ۲۷، ۲۸ مطبوعہ ممتاز اکیڈمی لاھور)

اسی وقت سے انسانی دیت (۱۰۰)اونٹ مقرر ہے

سرکار کریم ﷺ نے فرمایا"انا ابن الذبیحین"

"میں دو ذبیحوں کا فرزند ہوں"

ایک سیدنا اسماعیل علیہ السلام اور دوسرے آپ کے والد گرامی سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ (الحاکم:المستدرك ،کتاب تواریخ المتقدمین من الانبیاء والمرسلین، جلد ٢ ص ٦٠٩ رقم الحدیث: ٤٠٤٨ مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت ،لبنان)

حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کا نکاح:

مکہ کا ہر شریف وکبیر قریشی چاہتا تھا کہ اپنی بیٹی کا نکاح حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے ہوتا کہ نور مبارک انکی اولاد مبارک میں منتقل ہو قبیلہ اسد بن عبدالعزیٰ کی ایک عورت جس کا نام قبلہ تھا جو کہ ورقہ بن نوفل (حضرت ورقہ بن نوفل حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے چچا زاد تھے) کی بہن تھیں کے پاس سے ایک دن گذرے خود بہت حسین وجمیل ہونے کے ساتھ مال دار خاتون تھیں جب اس نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی پیشانی میں نور محمدی دیکھا تو کہنے لگی آپ میرے ساتھ ہمبستری کریں اس کے بدلے آپ کو سو (١٠٠) اونٹ دوں گی

یاد رہے کہ یہ بات اس لیے کہی تھی کہ وہ جانتی تھی کہ یہ حامل مبارک نور خاتم النبیین ﷺ کا ہے حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے حسن وشباب اور مال ودولت کے بدلے کی جانے والی پیشکش کو یہ اشعار کہہ کر ٹھکرا دیا۔

اما الحرام فالممات دونه
والحل لاحل فاستبینه
یحمی الکریم عرضه و دینه
فکیف بالامر الذی تبغینه

ترجمہ! شریف آدمی اپنی آبرو اور دین کی حفاظت کیا کرتا ہے اسلیے تو کیسے ایک غلط کام کی طرف مجھے بلا رہی ہے۔ تو میں ایسا غلط کام کیسے کر

سکتا ہوں جسکی طرف تو بلاتی ہے۔

تذکرہ الصلاح للصفدی میں مزید اشعار ذکر کئے گئے جو حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس کے جواب میں فرمائے ہیں۔

لقد حکم البادون فی کل بلدۃ
بان لنا فضلا علیٰ سادۃ الارض

ترجمہ: دیہاتوں میں رہنے والے ہر ہر شہر میں اعلان کر دیا گیا کہ ساری دنیا کے سرداروں پر ہماری فضیلت مسلمہ ہے۔

وان ابی ذوالمجد والسود والذی
یشاربہ مابین نشز الی خنض

ترجمہ: میرے والدین گرامی عزت اور سرداری والے ہیں جن کی طرف انکی عزت وسرداری کی وجہ سے بلند اور پست ہر جگہ اشارہ کیا جاتا ہے۔

(الحلبی: السیرۃ الحلبیۃ، باب: تزویج عبداللہ ابی النبی ﷺ، جلدا، ص۵۸، ۵۹ مطبوعہ المکتبۃ المعروفیۃ کوئٹہ)

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا نکاح مبارک:

حضرت سیدنا عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو اپنے سب سے پیارے بیٹے سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کی شادی کی فکر دامن گیر ہوئی تو اس عظیم باپ نے عظیم فرزند کے لئے جس خاتون کو دلہن کے طور پر منتخب فرمایا وہ عظیم خاتون بھی قریش کے بنوزہرہ خاندان کے سردار وہب بن عبد مناف بن زہرہ کی لخت جگر سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا تھیں جو کہ اپنے وقت کی قریشی عورتوں میں مقام ونسب کے اعتبار سے افضل ترین تھیں۔

(الحلبی: السیرۃ الحلبیۃ، باب تزویج عبداللہ ابی النبی ﷺ، جلدا، ص ۵۹ مطبوعہ المکتبۃ المعروفیۃ کوئٹہ)

اسی خواہش کو لے کر جناب سیدنا عبدالمطلب رضی اللہ عنہ حضرت وہب کے گھر تشریف لے گئے آنے کا مقصد بیان فرمایا تو جناب وہب نے دیکھا کہ قریش کا سردار اپنے فرزند کے لئے میری نورِ نظر کا رشتہ طلب کر رہا ہے، تو بخوبی قبول کیا۔

بنو زھرہ میں رشتہ کرنے کی وجہ:

ابن سعد الطبر انی النعیم نے لکھا کہ حضرت سیدنا عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم ایک سفر پر یمن میں گئے مجھے یہود کا ایک عالم ملا اس نے کہا آپکا تعلق کس قبیلہ سے ہے میں نے کہا قریش سے اس نے پوچھا کس خاندان سے میں نے کہا بنو ھاشم سے اس نے کہا کیا میں آپ کے جسم کے اعضاء دیکھ سکتا ہوں میں نے کہا ہاں مگر شرم گاہ کے علاوہ۔ اس نے میری ناک کے ایک طرف دیکھا پھر دوسری طرف دیکھا اور کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کی ناک کہ ایک طرف سلطنت اور دوسری طرف نبوت ہے۔ ہم یہ سب بنوزھرہ میں پاتے ہیں کیا جانتے ہو کیسے؟ میں نے کہا نہیں اس نے کہا بنوزھرہ سے تمہاری بیوی ہے میں نے کہا نہیں اس نے کہا واپس جاؤ بنو زھرہ میں شادی کرو۔ جب حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ مکہ واپس آئے تو ھالہ بنت اھیب سے خود نکاح کیا اور اپنے نورنظر حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کا نکاح سیدہ آمنہ پاک رضی اللہ عنہا سے کیا۔

(الحلبی: السیرۃ الحلبیۃ، باب: تزویج عبداللہ ابی صلی اللہ علیہ وسلم، جلد۱، ص۶۵،۶۶ مطبوعہ المکتبۃ المعروفیۃ کوئٹہ)

اس وقت حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک اٹھارہ (۱۸) سال چنانچہ دنیا کا سب سے خوش نصیب جوڑا شادی کے مبارک بندھن میں بندھ گیا یوں اللہ تعالیٰ کے مقدس نور کی امانت سیدہ طاہرہ مخدومہ کائنات حضرت آمنہ سلام اللہ علیہا کے نصیب میں ہوئی۔

اہل سیر نے بیان کیا کہ حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سے بہت زیادہ عورتیں شادی کی خواہش مند تھیں۔

کئی ایک شادی نہ ہونے کہ سبب مر گئیں اور کئی بیمار پڑ گئیں۔

(الحلبی: السیرة الحلبیة، باب : تزویج عبداللہ ابی صلی اللہ علیہ وسلم، جلد۱، ۵۸ مطبوعہ المکتبة المعروفیة کوئٹہ)

حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کا وصال باکمال:

قریش چونکہ تجارت کیا کرتے تھے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو بھی والدگرامی نے ایک تجارتی قافلے کے ساتھ ملک شام روانہ فرمایا دوران واپسی آپ رضی اللہ عنہ کی طبیعت مبارک ناساز ہوئی مدینے پہنچنے پر تکلیف کی شدت میں اضافہ ہو گیا جس کی وجہ سے سفر جاری رکھنا مشکل ہو گیا قافلہ تو مکہ واپس آ گیا مگر آپ رضی اللہ عنہ بیماری کی وجہ سے اپنے ننھیال بنی نجار کے پاس ٹھہر گئے۔ جب آپ رضی اللہ عنہ کی بیماری کی خبر سیدنا عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو ملی تو انہوں نے اپنے بیٹے حارث اور زبیر کو مدینہ خبر لینے بھیجا جب یہ مدینہ طیبہ پہنچے تو معلوم ہوا حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کا وصال ہو گیا ہے انا للّٰہ وانا الیہ راجعون آپ کی اچانک وفات کا غم بوڑھے باپ کو کتنا ہوگا اسکا اندازہ کون لگائے اور سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا پر جو قیامت صغری آئی ہوگی انکے دردمند دل کہ احساسات کا اندازہ آپ ان اشعار سے کرنے کی کوشش کریں جو کہ سیدہ آمنہ پاک رضی اللہ عنہا نے وفات کی خبر ملنے پر کہے۔

عفا جانب البطحاء من آل هاشم
وجاور لحدًا خارجاً فی الغمائم

ترجمہ:۔وادی بطحاء کہ کنارے نے ھاشم کے فرزند کو موت کی نیند سلا دیا وہ مختلف پردوں میں لپٹا ہوا مکہ کہ باہر قبر کا پڑوسی بن گیا۔

دعته المنایا دعوة فاجابها
وماترکت فی الناس مثل ابن هاشم

ترجمہ:۔موتوں نے اس کو اچانک بلایا تو اس نے وہ دعوت قبول کر لی موت نے آل ھاشم میں اسکا کوئی ہم مثل نہیں چھوڑا۔

عشية راحو يحملون سريره

نُعاوره اصحابه فی التذ امم

ترجمہ:۔عشاء کہ وقت انکے ساتھی انکی چارپائی کو اٹھا کر لے جارہے تھے تو بھیڑ کی وجہ سے باری باری کندھا بدل رہے تھے۔

فـان تك غـالتـه وريبهـا

فـقـد كـان معـطـاء كثيرا لتـراحـم

ترجمہ:۔اگر موت اور اسکی مشکلات نے اسے چھین لیا مگر حقیقت میں وہ بہت سخی اور رحم کرنے والے تھے۔

(الـديـار الـكـبـرى:تـاريـخ الخميس،الطليعة الثالثة،ذكر حمل آمنة برسول صلی اللہ علیہ وسلم،جلدا ص ٣٤٠ مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت،لبنان

ابـن سـعـد:الـطـبـقـات الـكـبرىٰ،ذكروفاة عبدالله بن عبدالمطلب، جلدا، ص ٤٦مطبوعه مكتبه عمريه كوئٹه

دحلان مكى:السيرة النبويه، جلدا، ص ٥٢ مطبوعه ضياء القران پبلی كيشنز لاهور)

ابن سعد نے لکھا۔

بوقت وصال مبارک حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کی مبارک عمر ۲۵ برس تھی اور علامہ علائی اور علامہ ابن حجر نے اٹھارہ (۱۸) سال بھی کہا ہے

(الـصـالـحـى: سبـل الهـدى والـرشـاد، جماع ابواب مولده الشريف، الباب الثالث:فى وفاةعبدالله جلدا، ص ٣٣١-٣٣٢ مكتبه نعمانيه پشاور)

حضور اکرم ﷺ کو یتیم پیدا کرنے کی حکمتیں:

علامہ احمد بن زینی دخلان نے "السیرۃ النبویۃ" میں نقل کیا ہے۔ حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے وفات پائی تو فرشتوں نے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں عرض کی اے ہمارے رب ہمارے سردار تیرا نبی یتیم ہو گیا اسکا باپ نہ رہا تو اللہ نے فرمایا ہم اس کے محافظ و مددگار ہیں دوسری روایت میں اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو فرمایا میں اسکا دوست، نگہبان اور مددگار ہوں اور پروردگار ہوں۔ اس کو رزق دینے بلکہ ہر بات میں اس کو کافی ہوں پس اس پر تم درود پڑھا کرو اس کے نام سے برکت حاصل کیا کرو اور حضرت سیدنا امام جعفر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ نبی کریم ﷺ کو یتیم پیدا کرنے کی حکمت کیا تھی آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اسکی کئی حکمتیں ہیں ان میں ایک یہ ہے کہ کسی مخلوق کا حق آپ ﷺ پر نہ رہے۔

(دحلان مکی: السیرۃ النبویہ، جلد ۱، ص ۵۲ مطبوعہ ضیاء القران پبلی کیشنز لاھور

الصالحی: سبل الھدی والرشاد، جماع ابواب مولدہ الشریف، الباب الثالث: فی وفاۃ عبداللہ بن عبدالمطلب، جلد ۱، ص ۳۳۳ مکتبہ نعمانیہ پشاور۔

الدیار البکری: تاریخ الخمیس، باب: ذکر حمل آمنۃ برسول ﷺ جلد ۱، ص ۳۴۱ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت، لبنان)

حضرت امام محمد بن یوسف صالحی شامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "سبل الھدی والرشاد" میں ایک روایت درج کی ہے

اخذ الالہ ابا الرسول ولم یزل

برسولہ الفرد الیتیم رحیما

ترجمہ:۔اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کے والد ماجد پر وفات طاری فرما دی وہ اپنے یکتا اور منفرد رسول اکرم ﷺ پر بہت رحیم ہے۔

نفسی الفداءُ بفر دِفی یتمہٖ

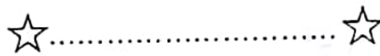
والد راحسن ما یکون یتیما

ترجمہ: میری جان اس جان پر قربان جو اپنے یتیم ہونے پر بھی منفرد ہے موتی اگر یتیم ہو تو منفرد ہوتا ہے۔

(الصالحی: سبل الهدی والرشاد، جماع ابواب مولده الشريف، الباب الثالث:فی وفاة عبدالله بن عبدالمطلب، جلد۱، ص ۳۳۱ مكتبه نعمانيه پشاور)

حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کے وصال با کمال کے وقت امام الانبیاء ﷺ کا نور مبارک شکم سیدہ آمنہ علیھا السلام میں منتقل ہوئے دو ماہ ہو گئے تھے آپ رضی اللہ عنہ نے ترکہ میں ایک لونڈی حضرت اُم ایمن رضی اللہ عنہا ۵ اونٹ کچھ بکریاں چھوڑیں۔

(الصالحی: سبل الهدی والرشاد، جماع ابواب مولده الشريف، الباب الثالث:فی وفاة عبدالله ، جلد۱، ص ۳۳۲ مكتبه نعمانيه پشاور)



(2) تذکرہ سیدہ کائنات حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کا نسب عالی:

کائنات کی خوش نصیب، بخت آور اور اھل ایمان کی عقیدتوں کا محور سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کا سلسلہ نسب یہ ہے۔ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا بنت حضرت وہب بن حضرت عبد مناف بن حضرت زہرہ بن حضرت کلاب بن حضرت مرہ بن حضرت کعب بن حضرت لوئی بن حضرت غالب بن حضرت فہر بن حضرت نضر رضی اللہ عنھم ہے۔

خاندانی اور ذاتی شرافت وعظمت:

ابن ھشام نے کہا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حسب ونسب کے لحاظ سے والد گرامی اور والدہ ماجدہ کی طرف سے بھی تمام اولاد آدم علیہ السلام میں اشرف و افضل ہیں۔

(ابن هشام: السيرة النبوية، ذكر المرأة المتعرضة لنكاح عبد الله ، جلد ۱ صفحه ۱۶۰ مطبوعه مکتبه نعمانیه پشاور)

کہ ایک طرف حضرت سیدنا عبد المطلب رضی اللہ عنہ بنو ھاشم کے سردار تھے اور دوسری طرف حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے والد گرامی حضرت وہب بن عبد مناف قبیلہ بنو زھرہ کے سردار تھے۔

انہی دونوں قبیلوں کے بارے میں سید الانبیاء ﷺ نے فرمایا۔

خرجت من افضل حيين من العرب هاشم و زهره

کہ میں عرب کے سب سے افضل قبیلے بنو ھاشم اور بنو زھرہ میں جلوہ گر ہوا ہوں۔

(السیوطی: کفایة الطالب اللبیب فی خصائص الحبیب المعروف بہ خصائص الکبریٰ، جلد ١ صفحہ ٦٦ مطبوعہ دارالکتب العلمیه بیروت، لبنان)

دوسرا یہ کہ آپ رضی اللہ عنہا خاندان قریش سے تعلق رکھتی تھیں اور قریش کی نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت عظمت وشان بیان فرمائی۔

حضرت اُم ھانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ:

أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: فضل اللّٰه قريشا بسبع خصال لم يعطها احداً قبلهم ولا يعطيها احداً بعد هم: فضل اللّٰه قريشاً بأني منهم، وان النبوة فيهم، و أن الحجابة فيهم، وأن السقاية فيهم و نصرهم على الفيل، وعبداللّٰه عشر سنين لايعبده غير هم، وأنزل فيهم سورة من القرآن لم تنزل في أحد من غير هم۔

(الصالحی: سبل الهدی والرشاد، جماع ابواب نسبه الشریف صلی الله علیه وسلم، الباب الاول: فی فضل العرب وحبهم، جلد١ صفحه ٢٣٣ مطبوعه مکتبه نعمانیه پشاور)

حضرت اُم ھانی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا!

سات فضیلتوں سے اللہ تعالیٰ نے قریش کو فضیلت بخشی جو نہ کہ ان سے پہلے کسی کو عطا کی گئیں نہ ہی بعد میں عطا کی جائیں گی۔

(۱) رب تعالیٰ عزوجل نے قریش کو یہ فضیلت عطا کی کہ میں ان سے ہوں

(۲) نبوت ان میں ہے۔

(۳) حجابہ ان میں ہے۔

(۴) سقایہ ان میں ہے۔

(۵) ہاتھی والوں کے خلاف انکی مدد کی گئی۔

(۶) دس سال تک انہوں نے رب تعالیٰ کی اس طرح عبادت کی کہ ان کے علاوہ کوئی اور اسکی عبادت نہیں کرتا تھا انکے بارے قرآن پاک کی سورۃ نازل فرمائی انکے علاوہ کسی کے بارے سورۃ نازل نہیں فرمائی۔

یہ تو خاندان کی عظمت و شرافت ہے اب ذرا سیدہ آمنہ سلام اللہ علیھا کی ذاتی عظمت ومنزلت اورعبادت و پرہیزگاری، پاکیزگی اورعزت ملاحظہ کریں کہ عرب کا وہ معاشرہ جس میں مرد وزن کا اختلاط رہتا تھا اِس دور میں بھی سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا باپردہ تھیں اور گھر سے بغیر ضرورت کے باہر نہ نکلتی تھیں جیسا کہ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ

وهی یومئذ أفضلُ امرأة فی قُرَیش نسباوموضعا

یہی وجہ ہے کہ آمنہ رضی اللہ عنہا نسب و مقام کے اعتبار سے افضل ترین خاتون تھیں۔

(السھیلی: الروض الانف فی شرح السیرة النبویة لابن هشام، ذکر المرأة المتعرضه لنکاح عبد الله بن عبد المطلب، جلد ۲ ص ۱۳۵ مطبوعه مکتبة ابن تیمیه قاهره۔

الحلبی: السیرة الحلبیة، باب: تزویج عبد الله أبی النبی صلی الله علیه وسلم، جلد ۱ ص ۵۹ مطبوعه المکتبة المعروفیة کوئٹه)

حضرت سیدنا عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں

فرمایا:

کریمة من کرائم قومی آمنة بنت وهب بن عبدمناف

کہ میری قوم کی باکرامت عورتوں میں سے ایک عزت وشرف والی عورت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا بنت عبدمناف ہیں۔

(البیهقی: دلائل النبوة، جلد ۲ ص ۱۳ مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت، لبنان)

حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی عزت وشرافت کی گواہی قریش کی ایک کاہنہ عورت نے دی جسکا نام سودہ بنت زمعہ تھا۔

ایک دن وہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے خاندان میں آئی اور کہنے لگی!

تم میں ایک عورت نذیرہ ہے یا اس سے نذیر پیدا ہوگا۔ لہذا تم میرے سامنے اپنی لڑکیوں کو پیش کرو چنانچہ خاندان بنی زھرہ کی تمام لڑکیاں اِسکے سامنے آئیں کہ دیکھے کس میں نبوت کی علامتیں پائی جاتی ہیں مگر جب سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کا اسکے سامنے سے گزر ہوا تو فوراً بول پڑی یہی نزیرہ ہے یا اِس سے نزیر (نبی) پیدا ہوگا۔

(الحلبی: السیرة الحلبیة، باب: تزویج عبد الله أبی النبی صلی الله علیه وسلم، جلد ۱ ص ٦٨ مطبوعه المکتبة المعروفیة کوئٹه۔)

اللہ تعالیٰ کی شان کہ والدہ ماجدہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام ومرتبہ کو کس قدر بلند فرمایا اور زمانے کی تمام عورتوں میں افضل ترین بنایا ایسا ہوتا بھی کیوں نہ کہ یہ کوئی عام خاتون نہیں بلکہ رحمۃ للعلمین ﷺ کی والدہ ماجدہ ہیں۔

اور خود نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لوادرکت والدی اوأنافی صلوة العشاء وقد قراء ت فاتحة الکتاب تنادی یا محمد صلی اللّٰه علیه

وسلم لاجتبها لبیك

کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ نمازِ عشاء پڑھاتے ہوئے بہت زیادہ روئے نماز کے بعد صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آج نماز میں اتنا رونے کی وجہ کیا ہے تو سرکار کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج نماز میں مجھے میری والدہ ماجدہ یاد آگئیں تھیں آج میرا دل چاہ رہا ہے کہ کاش میرے والدین یا میری والدہ ماجدہ حیات ہوتیں اور میں نماز عشاء پڑھ رہا ہوتا وہ مجھے آواز دیتیں تو میں نماز چھوڑ کر اپنی والدہ ماجدہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوجاتا۔

اِس فرمان رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم ہوتا ہے کہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے والدین سے کتنا پیار تھا اور انکا مقام مرتبہ نگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں کتنا تھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جن کے لئے نماز چھوڑنے کو تیار تھے اور وہ بھی نفل نہیں بلکہ فرض یہ انکے ایمان کی مستند گواہی ہے۔

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی عظمت کے مزید چند گوشے:

سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے مقام وعظمت کا اندازہ کون کرسکتا ہے کہ جن کو اللہ تعالیٰ اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کی مقدس امانت عطا فرمائی جو ساری کائنات کیلئے وسیلہ حیات اور ذریعہ نجات ہیں۔

اور پھر سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کو اس نور مبارک کی برکتیں کتنی میسر آئیں کہ خود سیدہ فرماتی ہیں جب سے نور مبارک کی نعمت مجھے رب تعالیٰ نے عطا فرمائی میرے جسم سے خوشبو آنے لگی اور مکہ کے جانور مجھے جھک جھک کر سلامی دیتے تھے اور نوکیلے پتھر میرے قدموں کے نیچے موم ہوجاتے تھے اور کنوؤں کے پانی میرے لیئے خود اوپر آجاتے تھے اور ہر ماہ اللہ تعالیٰ کے نبی مجھے خواب میں آکر مبارکباد دیتے کہ اے سیدہ

آمنہ رضی اللہ عنہا

انک حملت بسید المرسلین۔

تجھے مبارک ہو تو نبیوں کے سردار کی ماں بننے والی ہے۔

اور پھر وقت میلاد شریف آپکے پاس جنتی حوروں کا آنا اور نور مبارک سے ساری کائنات کا روشن ہوجانا اور ملک شام کے محلات کا مشاہدہ کرنا الغرض بے شمار عزتیں اور عظمتیں عطا فرمائیں جو کہ نہ صرف جناب سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی عزت مرتبہ پر دلیل ہیں بلکہ آپکے مومنہ ہونے پر بھی عظیم دلیل ہیں۔

سلام عقیدت:

ہمارا سلامِ عقیدت ہو مکہ کے ان پتھروں کو، مکہ کے ان جانوروں کو مکہ کے اُن پانیوں کو جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ سلام اللہ علیھا کا احترام کرتے تھے کتنے بدنصیب ہیں وہ لوگ جو امتی ہونے کا دعوی کرنے کے باوجود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کا نہ صرف احترام نہیں کرتے بلکہ انکی شان میں زبان درازی کرتے ہوئے گلے پھاڑ کر معاذ اللہ مشرک و کافر ثابت کرتے ہیں کہ سرکار کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین جنتی نہیں ارے تو اپنی خیر منا اللہ تو لوگوں کو حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے صدقے سے جنت عطا فرمائے گا تو حضور کے والدین کریمین کا مقام کیا ہوگا؟

تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب نجدی دور ہو
ہم رسول اللہ کے جنت رسول اللہ کی

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کا وقت وصال سرکار علیہ الصلوۃ والسلام سے گفتگو فرمانا:

سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کریم آقا علیہ السلام کی عمر چھ برس تھی کو لیکر جب مدینہ طیبہ اپنے شوہر نامدار کی قبر انور کی زیارت کے لیئے گئیں واپسی پر تین نفوس قدسیہ پر یہ قافلہ

ابوائشریف کے مقام پر پہنچا تو سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی طبیعت مبارکہ زیادہ علیل ہوگئی اور اپنے وصال کا یقین ہوگیا تو اپنے لخت جگر، نورنظر سیدالانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں اپنا سر مبارک رکھ کر کچھ باتیں ارشاد فرمائیں!

ذرا قلب وجگر تھام کر پڑھیں کہ والدگرامی کا وصال میلاد شریف سے قبل ہو چکا اب چھ برس کی عمر میں والدہ ماجدہ بھی رخت سفر باندھ رہی ہیں۔ اور وہ بھی حالت سفر میں۔

بارك فيك الله من غلام

ياابن الذی من حومة الحمام

ترجمہ: اے بیٹے اللہ تعالیٰ تجھے برکت عطا فرمائے۔ اس شخص کے بیٹے جواچانک موت آنے سے نجات پاگئے۔

رجا بعون الملك الحلام

فودی غداة الضرب بالسهمام

ترجمہ: بہت حلم والے بادشاہ کی مدد سے جس دن ان کیلئے قرعہ اندازی کی گئی۔

وانت مبعوث الی الانام

من عند ذی الجلال والاكرام

ترجمہ: اور دنیا والوں کی طرف نبی بنایا جائے گا رب ذوالجلال کی طرف سے

تبعث فی الحل و فی الحرام

تبعث بالحقيق والاسلام

ترجمہ: تیری نبوت عامہ حل وحرام دونوں کیلئے ہوگی اور تم اسلام کے حقائق کے ساتھ مبعوث ہوگے۔

دين ابيك البرابراهام

تبعث بالتخفيف والاسلام

ترجمہ: تمہارے نیک باپ ابراھیم علیہ السلام کے دین پر تو مبعوث کیا جائے گا تخفیف اور سلام کے ساتھ

ان لاتو الیها مع الاقوام
فاللّٰه انفاك عن الاصنام

ترجمہ: ان گمراہ قوموں کے ساتھ نہ ملنا میں تجھے بتوں سے روکتی ہوں۔

پھر اسکے بعد آخری نظر اپنے نور نظر لخت جگر سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ کی طرف اُٹھائے ہوئے آخری اور الوداعی کلمات یوں فرمائے۔

کل حیی میت، و کل جدید بال، و کل کبیر یغنی، وانا میتة و ذکری باق، وقد ترکت خیر اوولدت طهرا

کہ ہر زندہ کو فوت ہونا ہے ہر نئی چیز پرانی ہوتی ہے اور ہر بڑی عمر فنا ہو جائے گی میں تو دنیا سے جارہی ہوں مگر میرے بیٹے میرا ذکر باقی رہے گا کیونکہ میں بھلائی چھوڑ کر جارہی ہوں ایک طیب بیٹے کو جنم دیا ہے۔

پھر سیدہ آمنہ علیھا السلام کا وصال ہو گیا۔

اناللّٰه و انااليه راجعون

(الصالحی: سبل الهدی والر شاد، جلد ۲ ص ۱۲۱ مطبوعه مکتبه نعمانیه پشاور۔

الديار البكری: تاريخ الخميس، الركن الاول:فی الحوادث من عام ولادته صلی اللّٰه عليه وسلم الی زمان نبوته، وفاة آمنه جلد ۱ ص ۲۲۱ مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت ، لبنان۔

دحلان مكی: السيرة النبويه جلد ۱ ص ۷۸ مطبوعه ضياء

القرآن پبلی کیشنز لاہور۔

قسطلانی: المواہب اللدنیہ، جلد۱ ص ۱۰۵ مطبوعہ فرید بک سٹال اردو بازار لاہور۔

الزرقانی: شرح المواہب اللدنیۃ، جلد ۱ ص ۳۱۰ ص ۳۱۱ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت، لبنان)

سبحان اللہ! سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا نے وقت وصال کتنا ایمان افروز باکمال کلام فرمایا جس میں اللہ تعالیٰ پر ایمان کامل، انبیاء کرام خصوصاً حضرت ابراھیم علیہ السلام کے دین پر ایمان اور بتوں اور گمراہ لوگوں سے نفرت کا اظہار فرمایا اور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی بشارت اور اپنے ذکر خیر کے باقی رہنے کی خبر دی ایسی ہستی کے بارے میں یہ بات سوچی بھی جاسکتی ہے؟ کہ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔ وہ مومنہ نہیں تھیں۔

حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے مزار مبارک کی قدرتی حفاظت:

کفار مکہ جب جنگ احد کیلئے مدینہ منورہ آرہے تھے تو ان کا گزر مقام ابواء شریف سے ہوا تو انہوں نے ارادہ کیا حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کا جسد مبارک نکال کر لے جائیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھا کر اذیت دیں اور کہیں:۔

ھٰذہ رمة امك واعظمها

کیا یہ تمہاری والدہ کا جسم اور ہڈیاں ہیں۔

فکفهم اللّٰه بهذا لقول اکراما لام النبی صلی اللّٰه علیه وسلم۔

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کے اعزاز و اکرام کیلئے کفار کو اِس ناپاک ارادے سے باز رکھا۔

(ابن الاثیر: الکامل فی التاریخ، جلد ۱ ص ۲۷۵ بحوالہ عظمتِ

والدین مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم)

معلوم ہوا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ رضی اللہ عنہا کے مزار شریف کی توہین کرنا کفار کا کام اور طریقہ ہے۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو والدین کریمین علیھم السلام کے ذریعے اذیت دینا بھی انہی کا کام ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید فرقان حمید میں فرماتا ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَاباً مُّهِيناً

کہ جو لوگ اللہ اور اسکے رسول کو اذیت دیتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت فرمائی اور ان کے لئے ذلت آمیز عذاب تیار کر رکھا ہے۔(پارہ:۲۲:سورۃ الاحزاب،آیت:۵۷)

ذرا سنبھل کر اے مسلمان!

ہو درود تجھ پر بھی آمنہ تیرے چاند پر بھی سلام ہو
تیری گود کتنی عظیم ہے ملا جس کو ماہ تمام ہے

سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے وصال پر جنات کی نوحہ گری:

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی والدہ نے فرمایا:

''ہم جنات کو حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا پر نوحہ گری کرتے سنتے تھے'' ان کے اشعار میں سے ہمیں یہ اشعار یاد رہ گئے۔

نبكي الفتاة البرة الامينة

ذات الجمال العنة الرزينة

ترجمہ: ہم اس محترم خاتون پر گریہ بار ہیں جو محسنہ، مطیعہ اور امینہ تھیں جو

باجمال، پاکباز اور وقار والی تھیں۔

زوجة عبدالله والقرينة

ام نبی الله ذی السكينة

ترجمہ: وہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ اور ساتھی تھیں وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مطمئن اور پُرسکون والدہ ماجدہ ہیں۔

وصاحب المنبر بالمدينة

صارت لدی حفر تها رهينه

ترجمہ: وہ مدینہ طیبہ میں منبر پر جلوہ افروز ہوں گے۔ حضرت آمنہ اپنی قبر انور میں مدفون ہیں۔

لوفوديت لفوديت ثمينة

وللمنايا شفرۃ سنينه

ترجمہ: اگر ان کا فدیہ ادا کیا جائے تو ان کا فدیہ بڑا گراں ہوگا، اموات کے پاس تیز چھری ہے۔

لاتبق ظعانا ولا ظعينه

الا اتت وقطعت و تينه

ترجمہ: یہ اموات ہر مرد و عورت کے پاس آتی ہیں اور اس کی شہ رگ کاٹ کر رکھ دیتی ہیں۔

اما حللت ايها الحزينه

عن الذی ذوالعرش يعلی دينه

ترجمہ: اے غمزدہ! یہ موت آپ کو اس ذات کی طرف سے آئی ہے جو عرش کی مالک ہے اور جو حضور کے دین کو غالب کرے گی۔

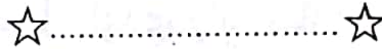
فکلنا والهة خزينه

نبكيك للعطلة اولزينه

اوللضعيفات وللمسكينة

ترجمہ: ہم سب غم زدہ اور افسردہ ہیں، ہم آپ کی اس جدائی اور فراق پر گریہ بار ہیں ہم کمزور اور مسکین عورتوں پر آہ وفغاں کرتے ہیں۔

(دحلان مکی: السیرة النبویه، جلد ١ ص ٧٨ ص ٧٩ **مطبوعه** ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاهور)



(3) تذکرہ حضرت سیدنا عبدالمطلب بن ھاشم (رضی اللہ عنہ)

حضرت سیدنا عبدالمطلب (رضی اللہ عنہ) کا اصل نام شیبۃ الحمد تھا۔ انکی کنیت ابوالحارث بڑے بیٹے کی وجہ سے اور ایک کنیت ابوالبطحاء بھی تھی کیونکہ آپ وادی بطحاء مکۃ المکرّمہ (زاداللہ شرفھا) کے سردار تھے۔ ایک قول کے مطابق آپکا نام عامر تھا۔

(الصالحی: سبل الھدی والرشاد، الباب الرابع: فی شرح أسماء آبائہ صلی اللہ علیہ وسلم جلد ۱ ص ۲۶۲ مطبوعہ مکتبہ نعمانیہ پشاور)

نام شیبہ کی وجہ تسمیہ:

جناب حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کہ نام شیبہ کے بارے میں چند اقوال مؤرخین و سیرت نگاروں نے ذکر کیے ہیں۔

(ا) کہ جب آپ پیدا ہوئے تو سر مبارک پر کچھ بال سفید تھے۔ شیبہ سفیدی کو کہتے ہیں نیک فال کی وجہ سے شیبہ کہا گیا کہ انکی عمر زیادہ ہوگی۔

(ب) کہ لوگ حضرت عبدالمطلب (رضی اللہ عنہ) کے پاکیزہ اور کریمانہ اخلاق کی وجہ سے آپکی تعریف کیا کرتے تھے اور قریش کسی بھی مصیبت میں اور اہم کاموں میں آپکی طرف رجوع کرتے تھے۔ آپکے ہم عمر لوگوں میں کوئی کمالات و نیک خصائل و صالح اعمال میں آپکا مد مقابل نہ تھا۔

(الحلبی: السیرۃ الحلبیۃ، باب: نسبہ الشریف صلی اللہ علیہ وسلم، جلد ۱ ص ۹ مطبوعہ المکتبۃ المعروفیۃ کوئٹہ)

(ج) یہ کہ شیبہ نام رکھنے کی وصیت آپکے والد گرامی حضرت ھاشم (رضی اللہ عنہ) نے آپکی والدہ کوفرمائی تھی۔

(الصالحی: سبل الهدى والرشاد، الباب الرابع: فی شرح أسماء آبائهِ صلى الله عليه وسلم جلد ۱ ص ۲٦۲ مطبوعه مكتبه نعمانيه پشاور)

حضرت عبدالمطلب (رضی اللہ عنہ) کی ولادت

حضرت عبدالمطلب (رضی اللہ عنہ) کی ولادت یثرب (مدینہ طیبہ) میں ہوئی۔ تفصیل اسکی یہ ہے کے آپکے والد گرامی حضرت ھاشم تجارت کے لیے ملکِ شام جارہے تھے راستے میں انکا گزر جب یثرب کی بستی سے ہوا تو چند روز کے لیے بنونجار کے سردار عمرو بن لبید الخزرجی کے ہاں قیام کیا۔ اسی دوران ان کی بیٹی سلمٰی بنت عمرو کا رشتہ طلب کیا تو عمرو بن لبید نے بڑی خوشی کے ساتھ سردار مکہ حضرت ھاشم کے لیے اپنی بیٹی کا رشتہ منظور کیا۔ شادی ہوگئی البتہ عمرو بن لبید نے شرط لگائی کہ جب میری بیٹی کے ہاں ولادت کا وقت آئے گا تو یہ یہاں یثرب میں بچی یا بچہ جنے گی۔ حضرت ھاشم اپنی تجارت کے سلسلہ میں ملکِ شام چلے گئے۔ واپسی پر اپنی بیوی سلمٰی کو لے کر مکہ پہنچے کچھ عرصہ وہاں رہے جب وہ حاملہ ہوئیں بچے کی ولادت کا مرحلہ قریب آیا تو حسبِ وعدہ ان کو لے کر اپنے سسرال یثرت چھوڑ آئے۔ جہاں پر حضرت عبدالمطلب کی ولادت ہوئی۔ حضرت ھاشم تجارتی قافلوں کے ساتھ ملک شام دوبارہ گئے تو راستے میں غزہ جو کہ فلسطین کے قریب ہے وہاں آپکا وصال ہوا اور وہیں پر مدفون ہوئے۔

ادھر حضرت عبدالمطلب کی ولادت ہوئی۔ آپ اپنی والدہ سلمٰی بنت عمرو کے ساتھ یثرب (مدینہ طیبہ) میں ہی قیام پذیر رہے۔ سات یا آٹھ سال تک وہیں رہے۔ ایک دن اتفاقًا مکہ کا ایک شخص جو کہ بنو حرث بن عبدمناف کے قبیلے سے تھا۔ اسکا گذر یثرب سے ہوا تو اس نے وہاں بچوں کو تیراندازی کرتے دیکھا۔ ایک بچہ جب اسکا تیر نشانے

پر لگتا تو وہ بڑی خوشی اور فخریہ انداز میں کہتا۔

انا ابن ھاشم انا ابن سید البطحاء۔

ترجمہ: کہ میں ھاشم کا بیٹا ہوں میں بطحاء کے سردار کا بیٹا ہوں۔

وہ شخص جب مکہ آیا تو قریش مکہ کی مجلس میں گیا وہاں حضرت ھاشم کے بھائی مطلب بھی موجود تھے۔ سارا واقعہ انکو سنانے کے بعد کہا کے یہ کسی طرح مناسب نہیں کہ سردار مکہ ھاشم کا بیٹا غریب الوطنی کی زندگی بسر کرے۔ اسکو اپنے وطن لاؤ کہ وہاں اسکی پرورش ہو۔ مطلب نے کہا میں ابھی جا کر اپنے بھائی کے بیٹے کو لاتا ہوں چنانچہ اسی وقت تیار ہوئے۔ ایک شخص نے ان کو اپنی تیز رفتار اونٹنی پیش کی جس پر سوار ہو کر وہ یثرب پہنچے۔ بنو نجار میں اترے وہاں اپنے بھائی کی بیوہ سلمٰی بنت عمرو سے ملاقات کی اور کہا کہ تم ماں بیٹا ہمارے ساتھ مکہ میں چلو تا کہ میرا بھتیجا صحیح ماحول میں تربیت پا سکے۔ سلمٰی نے خود تو انکار کر دیا مگر اپنے فرزند کو مکہ چچا مطلب کے ساتھ روانہ کر دیا۔

اور ایک روایت کے مطابق جب یثرب پہنچے تو رات کا وقت تھا وہاں بنو عدی بن نجار کے لوگوں سے ملے۔ صورت حال سے آگاہ کیا تو انہوں نے مطلب کی ملاقات بھتیجے سے کروائی۔ وہیں سے رات کو لے کر ماں کو بتائے بغیر مکہ لے آئے۔ لیکن پہلی روایت زیادہ درست معلوم ہوتی ہے۔ جب آپ کو لے کر مطلب مکہ پہنچے تو دوپہر کا وقت تھا۔ قریش کے رئیس اپنی اپنی مجلس لگائے بیٹھے تھے جب مطلب کا گذر انکے پاس سے ہوا تو انہوں نے پوچھا یہ بچہ کون ہے تو جواب دیا یہ میرا غلام ہے۔ اس طرح شیبہ عبدالمطلب کے نام سے مشہور ہو گئے۔ گھر جا کر انکو نہلایا نیا لباس پہنایا اور واپس آکر لوگوں کو بتایا کہ یہ میرے بھائی ھاشم کا بیٹا شیبہ ہے لیکن عبدالمطلب نام کو ایسی مقبولیت حاصل ہوئی کے زندگی بھر سے لے کر آج تک اسی نام سے پکارے جاتے ہیں۔

(الحلبی: السیرۃ الحلبیۃ، باب: نسبه الشریف صلی اللہ علیه وسلم، جلد ۱ ص ۱۳ مطبوعه المکتبة المعروفیة کوئٹه

الـصـالحي: سبل الهدى والرشاد، الباب الرابع: في شرح أسماء آبائه صلى الله عليه وسلم، جلد١ ص ٢٦٢ ص ٢٦٣ مطبوعه مكتبه نعمانيه كوئٹه)

حضرت عبدالمطلب ؓ کے فضائل وخصائل:

حضرت عبدالمطلب دراز قامت طاقتور جسم کے مالک تھے بہت فصاحت اور سخی تھے اور سخاوت کی وجہ سے آپکو فیاض بھی کہا جاتا لوگوں کی ضروریات کو پوری کرتے تھے آپ آسمانی پرندوں اور پہاڑوں میں رہنے والے جانوروں کو بھی کھانا کھلایا کرتے تھے آپ کے جسم سے خالص کستوری کی خوشبو آیا کرتی تھی اور رسول کریم علیہ السلام کا نور مبارک آپکی پیشانی میں چمکتا تھا اور قریش کو جب قحط کا سامنا ہوتا تو وہ آپ رضی اللہ عنہ کولیکر جبل ثبیر پر جا کر آپ کے توسل سے دعا مانگتے تو اللہ تعالیٰ بارش عطا فرمادیتا۔

آپ رضی اللہ عنہ پہلے وہ شخص تھے جو غار حراء میں جا کر اللہ کی عبادت کرتے جب ماہ رمضان کا چاند دیکھتے تو غار میں تشریف لے جاتے آپکی دعا ہمیشہ قبول ہوتی تھی۔

حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے فضائل کا اعتراف قریش اور عام عرب قبائل کے ساتھ ساتھ شاہان وقت نجاشی کسریٰ اور یمن کے بادشاہ بھی کیا کرتے تھے۔

(دحلان مکی: السيرة النبويه جلد ١ ص ٣٥ مطبوعه ضياء القرآن۔

الحلبی : السيرة الحلبية جلد ١ ص ٩ مطبوعه كوئٹه،

ابـن الـمبـرد الشجرة النبوية فی نسب خير البرية ص ٣٢ مطبوعه دارحراء قاهره)

دین عبدالمطلب رضی اللہ عنہ:

حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اپنے جدامجد حضرت ابراھیم علیہ السلام کے دین ملت حنیف پر تھے آپ نے زمانہ جاھلیت میں کبھی بھی بت پرستی نہیں کی اور بتوں کے

نام پر ذبح ہونے والے جانوروں کا گوشت بھی نہیں کھایا اور نہ کبھی شراب پی اور حرم شریف کا حق ادا کیا۔

(ابن المبرد: الشجرة النبوية فی نسب خير البرية (صلی الله عليه وسلم) (حاشيه) ص ۲۱ مطبوعه دارِ حراء قاهره)

بیئر زمزم کی کھدائی:

حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے عظیم کارناموں میں سے ایک زمزم کے کنویں کی کھدائی ہے۔

بیئر زمزم وہ مبارک کنواں ہے جسکو اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام اور سیدہ حاجرہ رضی اللہ عنہا کے لیے جاری فرمایا۔ جب جدالانبیاء حضرت سیدنا ابراھیم خلیل اللہ علیہ السلام اپنے ننھے لخت جگر حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام اور اپنی رفیقہ حیات صابرہ شاکرہ حضرت سیدہ حاجرہ سلام اللہ علیھا کو وادی غیر ذی زرع (مکۃ المکرّمہ) میں چھوڑ کر واپس تشریف لے گئے جب کھانا پانی ختم ہوا تو سیدہ حاجرہ سلام اللہ علیھا نے پانی کی تلاش میں صفا و مروہ پر سات چکر لگائے تو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ایڑیاں رگڑنے سے اللہ تعالیٰ نے پانی کا چشمہ جاری فرمایا تو حضرت حاجرہ سلام اللہ علیھا نے دیکھا تو پانی کے گرد ریت کی دیوار بناتے ہوئے فرمانے لگیں مـــاءً زمـــزم تب سے یہ مقدس چشمہ جاری تھا قبیلہ بنو جرھم آباد ہوا وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ انکی برائیاں بڑھتی گئیں کعبۃ اللہ کی بے حرمتی پر اتر آئے۔ اللہ تعالیٰ نے اِن پر بنو خزاعہ کو مسلط کر دیا جنہوں نے بنو جرھم کو مکہ سے جلا وطن کر دیا جاتے ہوئے قبیلہ بنو جرھم کے سردار جسکا نام مضاض بن عمرو جرھمی تھا اسنے کعبہ شریف کے اندر کے سونے کی چیزیں تلواریں اور قیمتی سامان سب زمزم کے کنویں میں ڈال کر اس کو مٹی سے بھر دیا تاکہ بنو خزاعہ اس سے فائدہ نہ اُٹھا سکیں۔

اس طرح سینکڑوں سال چاہ زمزم بند پڑا رہا یہاں تک کہ لوگوں کے ذہنوں سے

اس کی یاد بھی مٹ گئی۔ بنو خزاعہ قصی کی سرداری کا پورا زمانہ گزر گیا یہ بھی لوگ بھول گئے کہ زمزم کہاں تھا یا اس نام کا کوئی کنواں تھا یا نہیں ایک روایت کے مطابق پانچ سو سال تک چاہ زمزم بند رہا۔ حتیٰ کہ حضرت جناب عبدالمطلب کی سرداری کا زمانہ آیا تو ایک دن وہ حطیمِ کعبہ میں سو رہے تھے خواب میں کسی نے آ کر کہا اخفر طیبہ طیبہ کھودو۔ انہوں نے پوچھا کہ طیبہ کیا ہے تو کہنے والا غائب ہو گیا اگلی رات جب سوئے تو دوبارہ کسی نے خواب میں کہا اخفر برہ۔ برّہ کھودو۔ جب کہنے والے سے پوچھا تو وہ بتائے بغیر غائب ہو گیا جب تیسری رات سوئے تو پھر کوئی خواب آیا۔ اِخفر مضنونہ۔ مضنونہ کھودو۔ پوچھنے پر پھر غائب ہو گیا اگلی رات جب سوئے تو وہی شخص خواب میں آیا تو اس نے کہا اخفر زمزم زمزم کھودو آپ نے پوچھا زمزم کیا ہے تو اس نے بتایا کہ

زمزم آپ کے بزرگوں اور باپ کی میراث ہے ایسا چشمہ جسکا پانی کبھی ختم نہیں ہوتا اور نہ اسکا پانی کم ہوتا ہے حاجیوں کو اس سے سیراب کیا جاتا ہے گوبر اور خون کے درمیان ہے جہاں کوا چونچ مار رہا ہے چیونٹیوں کی بستی کے قریب ہے۔

جب خواب میں آنے والے نے چاہ زمزم کی نشانیاں بتائیں تو صبح اٹھ کر اپنے بیٹے حارث کو لے کر کدال پکڑ کر اس جگہ آئے (اس وقت آپ کا ایک بیٹا تھا) اساف اور نائلہ نامی بتوں کے پاس وہ جگہ تھی جسکی خواب میں نشان دہی کی گئی تھی یہاں پر لوگ ان بتوں کے نام پر جانور ذبح کیا کرتے تھے۔

(ابن سعد: الطبقات الکبریٰ، ذکر عبدالمطلب بن ھاشم، جلد ۱ ص ۳۸ مطبوعہ مکتبہ عمریہ کوئٹہ۔

الحلبی: السیرۃ الحلبیۃ، باب تزویج عبداللہ أبی النبی صلی اللہ علیہ وسلم آمنۃ أمہ وحفر زمزم وما یتعلق بذلك جلد ۱ ص ۴۹ ص ۵۰ مطبوعہ المکتبۃ المعروفیۃ کوئٹہ)

اساف ونائلہ بتوں کی حقیقت:

زمانہ قدیم میں اساف نامی ایک شخص نے نائلہ نامی ایک عورت سے کعبۃ اللہ میں زنا کیا تو اللہ تعالیٰ نے انکو بطور سزا پتھر بنا دیا۔ لوگوں نے عبرت کے لیے ایک کوکوہ صفا اور دوسرے کومروہ پر رکھ دیا تا کہ کعبۃ اللہ کی بے حرمتی کرنے والوں کے انجام سے لوگ عبرت حاصل کریں۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ جب بت پرستی کی رسم حجاز میں آئی تو اساف اور نائلہ کا قصہ بھی لوگ بھول گئے تو ان کو بھی قدیم بت سمجھ کو پوجنا شروع کر دیا اور انکے نام پر جانور بھی ذبح ہونے لگے۔

زمانہ جاہلیت میں لوگ صفا مروہ کی سعی کرتے تو بطور برکت انکو چھوا کرتے تھے اسلام کے آنے کے بعد جب کعبۃ اللہ میں رکھے ہوئے بتوں کوتوڑا گیا تو لوگوں نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زمانہ جاہلیت میں تو طریقہ یہ تھا کہ صفا مروہ پر سعی کرتے ہوئے انکو برکت کیلئے چھوتے تھے اب چونکہ ہم مسلمان ہو چکے ہیں تو یہ سعی چھوڑ دیں تو اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوگئی۔

إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِن شَعَآئِرِ اللّٰهِ

کہ صفا ومرہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں۔

(پارہ:۲ سورۃ البقرۃ، آیت:۱۵۷)

اسی طرح حق تعالیٰ نے یہ حقیقت ظاہر فرمادی کے صفا ومروہ کی سعی بتوں کے لیے نہیں بلکہ سیدہ حاجرہ سلام اللہ علیھا کی یاد کو تازہ کرنے کے لیے ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی بندی حاجرہ سلام اللہ علیھا کے قدم لگنے کی وجہ سے اللہ کریم کی نشانیاں ہیں۔

دوران کھدائی قریش کا جھگڑا

ان بتوں کے نام ذبح کیے جانے والے جانوروں کی آلائشیں گوبر وخون وغیرہ پڑا تھا ایک کوا وہاں غلاظت میں چونچ مار رہا تھا پاس ہی چیونٹیوں کی ایک بل تھی ساری

نشانیاں ملنے پر آپ نے کھدائی شروع کر دی قریش یہ سب دیکھ کر حیران ہو گئے اور کہنے لگے یہاں سے تمہیں کیا ملے گا مگر جب ایک ایسی تہہ آئی جس سے کامیابی کے امکانات روشن ہوئے تو آپ نے نعرہ تکبیر بلند کیا جسکو سن کر قریش آ گئے اور دیکھا کے پانی تو نکل آئے گا۔ انہوں نے مطالبہ شروع کر دیا کہ زمزم ہم سب کے باپ کی میراث ہے اس لیے ہمیں بھی اس میں شریک کرو آپ نے وہی جواب دیا جو سیدہ حاجرہ سلام اللہ علیھا نے قبیلہ بنو جرہم کو دیا تھا اسکا پانی پی سکتے ہو مگر اسکی ملکیت پر میرا حق ہے مگر وہ نہ مانے انہوں نے آپ سے جھگڑا کرنا چاہا تو آپ نے فرمایا کہ میں تنہا ہوں میرا صرف ایک بیٹا ہے تم ایسا کرو کسی کو ثالث مقرر کر لو جو وہ فیصلہ کرے دونوں فریق اسکو قبول کریں گے چنانچہ قبیلہ بنی سعد بنی حزیم کی ایک کاہنہ کو ثالث مقرر کیا گیا جو کہ ملک شام کے علاقہ میں رہتی تھی دونوں فریق اپنے اپنے قافلوں کو لیکر ملک شام کی طرف ثالثہ کے پاس روانہ ہوئے۔

یہاں پر حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے کعبۃ اللہ میں نذر مان لی کہ یا اللہ اس وقت میرا ایک بیٹا ہے اگر تو نے مجھے دس بیٹے عطا فرمائے اور وہ جوان ہو گئے تو میں ایک بیٹے کو تیری راہ میں قربان کروں گا۔

ملک شام کو روانگی اور موت کا انتظار

دونوں قافلے ملک شام کی طرف روانہ ہو گئے راستہ میں چٹیل میدانوں اور صحراؤں سے گزرتے ہوئے ایک جگہ پر حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے قافلے والوں سے پانی ختم ہو گیا۔ انہوں نے دوسرے فریق سے پانی طلب کیا مگر انہوں نے انکار کر دیا یہ لوگ شدت پیاس سے نڈھال ہو رہے تھے صحرا میں پانی ختم ہونے کا مطلب موت تھا سب کو موت سامنے نظر آنے لگی۔

حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے ساتھیوں سے مشورہ کیا ہم سب اپنی اپنی قبریں کھود کر اسکے قریب بیٹھ جائیں جب کوئی بھی دم توڑے تو اسکو اسکی قبر میں دفن

کردیں گے آخر میں جو آدمی رہ جائے گا اگر اسکو کسی نے دفن نہ بھی کیا تو کوئی حرج نہیں بجائے اسکے کہ سب کے لاشے بے گورو کفن پڑے رہیں چنانچہ سب نے اپنی اپنی قبر کا گڑھا تیار کر لیا اور موت کا انتظار کرنے لگے فریق مخالف یہ سب دیکھ رہے تھے۔ اچانک بیٹھے بیٹھے حضرت عبدالمطلب کو خیال آیا ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہنا اور موت کا انتظار کرنا کہاں کی دانشمندی ہے جب تک جسم میں جان ہے قدم آگے بڑھاؤ ممکن ہے اللہ کریم ہماری مدد فرمائے۔

حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی کرامت اور قافلوں کی مکہ واپسی:

یہ سوچ کر آپ اٹھے سواری کے قریب آئے اس پر سوار ہو کر اسکو اٹھایا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا جان کے لیے سواری کے قدم کی جگہ سے ٹھنڈے اور میٹھے پانی کا چشمہ جاری فرمادیا سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم۔ سب نے خدا تعالیٰ کی اس مدد پر سجدہ شکر ادا کیا سیر ہو کر پانی پیا مشکیزے بھرے سواریوں کو پانی پلایا۔ تو اب آپ نے دوسرے قافلے والوں کو فرمایا کہ تم نے تو ہمیں پانی دینے سے انکار کر دیا تھا اب آؤ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے چشمہ جاری فرمایا ہے اس سے پانی پیو۔ انہوں نے بھی پانی پیا۔ جب فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا اب چلو رخت سفر باندھو اس ثالثہ کے پاس چلیں تا کہ ہم اپنا فیصلہ کرائیں قریش کے اس قافلے والوں نے بیک زبان کہا اے عبدالمطلب اب آگے بڑھنے کی ضرورت نہیں اور فیصلہ یہاں ہی ہو گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری کرامت کے لیے اس لق دق صحرا میں پانی کا چشمہ جاری کیا تو زمزم بھی تمہاری ملکیت ہے۔ ہم اپنا مطالبہ واپس لیتے ہیں اس طرح دونوں فریق واپس مکہ آگئے۔

حضرت عبدالمطلب نے زمزم کی کھدوائی شروع کر دی تو زمزم سے پانی کے ساتھ سونے کی دو ہرن تلواریں قیمتی ہتھیار برآمد ہوئیں جو کہ مضاض بن عمرو جرہمی نے اس میں رکھی تھیں۔

قریش کا نیا مطالبہ اور انکی ناکامی

اب قریش نے نیا مطالبہ کر دیا کہ کنویں پر تو آپکا حق تسلیم ہے مگر اس سامان سے ہمیں بھی حصہ دو پھر جھگڑنے کی سنگین صورت اختیار کرلی تو آپ نے فرمایا اسکا فیصلہ اب فال کے ذریعے کر لیتے ہیں ۔ فال کی صورت یہ ہوئی کہ دو حصے کعبہ کے دو حصے میرے دو حصے قریش کے جب قرعہ اندازی ہوئی تو سونے کے ہرن کعبہ کے لیے نکلے تلواریں اور قیمتی سامان حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے لیے نکلے اور قریش کے لیے خالی تیر نکلے۔ قریش کو یہاں بھی ناکامی کا سامنا کرنا پڑا یوں زمزم کی کھدائی مکمل ہوئی حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے سونے کے ہرنوں کو پگھلا کر کعبۃ اللہ کے دروازے آراستہ کر دیئے اور تلواروں کو بھی حفاظت بیت اللہ کے لیے وقف کر دیا۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں سب سے پہلے جس نے کعبہ کو سونے سے آراستہ کیا وہ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ ہیں۔

(الحلبی: السیرۃ الحلبیة، باب: تزویج عبدالله رضی الله عنه ابی النبی صلی الله علیه وسلم آمنة أمه و حفر زمزم وما یتعلق بذالك جلد ۱ ص ٤٨ تا ص ٥٠ مطبوعه المکتبة المعروفیة کوئٹه۔

ابن سعد: الطبقات الکبریٰ، ذکر عبدالمطلب بن هاشم جلد ۱ ص ٣٨ مطبوعه مکتبه عمریه کوئٹه۔

دحلان مکی: السیرۃ النبویه، جلد ۱ ص ٣٨ تا ص ٤١ مطبوعه ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاهور)

نوٹ: اس واقعہ میں مزید بھی روایات ہیں جن کو اختصار کے پیش نظر چھوڑا گیا ہے۔

واقعہ فیل اور حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ:

حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی زندگی کا عظیم واقعہ ابرہہ کی بیت اللہ پر لشکر کشی

ہے۔ حبشہ کے بادشاہ نے یمن فتح کرنے کے بعد ارباط کو اپنا گورنر بنایا اور ابرہہ کو اسکا نائب مقرر کیا جلد ہی ان دونوں میں اقتدار کے حصول کی کشمکش شروع ہوگئی۔ چنانچہ دونوں لشکر جنگ کے لیے صف آراء ہوگئے ابرہہ نے تجویز دی جنگ کرنے کی بجائے میں اور تو آپس میں زور آزمائی کر لیتے ہیں جو غالب آجائے گا ساری فوج واقتدار اسکے حوالے کردیا جائے گا دونوں اس تجویز کو مان کر مقابلے میں آئے اس لڑائی میں ارباط مارا گیا تو یمن کا اقتدار ابرہہ کے ہاتھ آگیا ابرہہ نے کعبۃ اللہ کے مقابلے مقام صنعاء پر ایک خوبصورت کنیسہ تعمیر کیا کہ وہ لوگ جو دوردراز سے مکۃ المکرّمہ بیت اللہ کا حج کرنے جاتے ہیں وہ اس خوبصورت اور فن تعمیر کے شاہکار عمارت کو دیکھنے آیا کریں اہل عرب کو جب ابرہہ کے اس ارادے کا علم ہوا تو ان کے غضب کی انتہاء نہ رہی چنانچہ بنو کنانہ کے ایک شخص نے وہاں جا کر قضاء حاجت کر کے اسکی دیواروں پر نجاست مل دی ایک روایت کے مطابق اس نے آگ جلائی جس سے وہ کنیسہ جل کر راکھ ہوگیا جب اس واقعہ کا علم ابرہہ کو ہوا تو اس کے سینہ میں آتش انتقام بھڑک اٹھی اور مکہ پر حملہ کرنے کی ٹھان لی اس مہم کے لیے اس نے بہت بڑا لشکر تیار کیا جس کو ہر قسم کے اسلحہ سے مسلح کرنے کے ساتھ اس میں تیرہ ہاتھی بھی تھے ان میں ایک بہت بڑا ہاتھی تھا جسکا نام محمود تھا اس کی وجہ سے اس واقعہ کو اصحاب فیل کہا جاتا ہے کیونکہ فیل عربی میں ہاتھی کو کہتے ہیں۔

ابرہہ کے راستہ میں جنگی رکاوٹیں

جب وہ مکہ پر چڑھائی کے ارادہ سے چلنے لگا تو اہل یمن کی ایک جماعت جسکی قیادت ذونفر کر رہا تھا جو کعبۃ اللہ کی تعظیم کرتی تھی اسکے مقابلے میں آئی ان میں باہم زبردست جنگ ہوئی ذونفر کے لشکر کو ابرہہ کے مقابلے میں شکست کا سامنا کرنا پڑا اور ذونفر کو گرفتار کر کے ابرہہ کے سامنے پیش کیا گیا ابرہہ نے اسکی گردن اُڑانے کا حکم دیا تو ذونفر نے کہا مجھے قتل نہ کر میری زندگی تیرے لیے بہتر ہے یوں ابرہہ نے اسکو قید کر کے

لشکر کے ساتھ چل پڑا۔

جب وہ بنی خشعم کے علاقے سے گزرا تو نفیل بن حبیب خشمی نے عرب قبائل کے ساتھ مل کر اس کے ساتھ جنگ کی مگر اب کی بار بھی ابرہہ کو فتح ملی یوں نفیل بن حبیب کو قیدی بنا لیا گیا اور ابرہہ کے سامنے پیش کیا تو نفیل نے اپنے دونوں ہاتھ ابرہہ کے سامنے جوڑ دیے اور اپنی اور اپنے قبائل کی اطاعت کی یقین دہانی کرائی یوں ابرہہ نے اسے معاف کر دیا اور راستہ کی رہنمائی کے لیے اسے اپنے ساتھ لے کر روانہ ہوا۔

اہل مکہ کو لشکر کی خبر

ادھر اہل مکہ کو جب ابرہہ کے اس لشکر کی خبر ملی تو حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو آپ نے ان سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے گھر کی حفاظت فرمائے گا حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ قریش کو لیکر جبل شبیر پر چڑھ گئے اچانک آپ کی پیشانی مبارک سے ایک نور نکلا جسکی شعاع حرم شریف تک گئی تو آپ نے فرمایا اس نور کا چمکنا ہماری فتح و نصرت کی علامت ہے اللہ نے ہم کو ابرہہ کی آفت سے بچا لیا۔ ادھر ابرہہ کے لشکر کے مقدمۃ الجیش نے اہل مکہ کی چراگاہوں میں چرنے والے اونٹوں کو ہانک کر اپنے لشکر میں شامل کر لیا جس میں 200 سو اونٹ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے بھی تھے۔

حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ ابرہہ کے پاس

پھر ابرہہ نے اپنے خاص قاصد جسکا نام حباط الحمیر ی تھا کو مکہ بھیجا کہ اہل مکہ سے کہو ہم تمہارے ساتھ جنگ کرنے نہیں آئے ہم تو کعبہ گرانے آئے ہیں اگر تم ہمارے راستے کی روکاوٹ نہیں بنو گے تو ہم تمہیں امان دیں گے ورنہ جنگ۔ یہ پیغام لے کر جب حباط الحمیر ی مکہ میں آیا تو اہل مکہ نے اسکی ملاقات حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے کروائی آپ نے فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کا حرمت والا گھر ہے اسکو اس کے حکم سے اس کے خلیل علیہ السلام نے تعمیر کیا تھا وہ خود ہی اسکی حفاظت کا بندوبست فرمائے گا ہم میں یہ

طاقت نہیں کہ ابرہہ کا مقابلہ کرسکیں حباط آپکا جواب سن کر آپ کو اپنے ساتھ ابرہہ کے پاس لے گیا جب حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ ابرہہ کے خیمے میں تشریف لے گئے تو وہ اپنے تخت پر بیٹھا ہوا تھا جب اس نے آپ کے وقار حسن و جمال اور چہرے سے وجاہت وشرافت کے آثار دیکھے تو تخت سے اتر کر آپکا استقبال کیا اور یہ تو پسند نہ کیا کہ انکوبھی اپنے ساتھ تخت پر بٹھائے لیکن خودبھی تخت پر نہ بیٹھا پیچھے قالین پر ہی اپنے ساتھ بٹھایا۔

یہاں قابل ذکر بات یہ ہے کہ جب حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو مرعوب کرنے کے لئے اپنے فیل بان سے کہا کہ محمود نامی ہاتھی کو لے کر آئیجب وہ اس ہاتھی کو لے کر آیا تو اس ہاتھی کی نظر حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے چہرہ مبارک پر پڑی تو اونٹ کی طرح بیٹھ کر آپ کے سامنے سر جھکا لیا اور اپنی زبان سے کہنے لگا اے عبدالمطلب اس نور پر سلام ہو جو آپ کی پشت مبارک میں ہے۔

(الحلبی: السیرۃ الحلبیۃ، باب: ذکر مولدہ صلی اللہ علیہ وسلم وشرف و کرم، جلد ۱ ص ۸۸ مطبوعہ المکتبۃ المعروفیۃ کوئٹہ۔

ابن المبرد: الشجرۃ النبویۃ فی نسب خیر البریۃ صلی اللہ علیہ وسلم (حاشیہ) ص ۲۲ ص ۲۳ مطبوعہ دارِ حراء قاھرہ

الدیارالبکری:تاریخ الخمیس، المقدمۃ ، فی الحوادث من اول خلق نورہ صلی اللہ علیہ وسلم الی زمن ولادتہ، قصۃ اصحاب الفیل جلد ۱ ص ۲٤٥ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

اب اس نے ترجمان کے ذریعے آپ سے پوچھا کے کس کام سے آئے ہوتو آپ نے فرمایا تیرے سپاہیوں نے ہمارے اونٹ پکڑے ہیں وہ مجھے واپس کر دیئے جائیں ابرہہ آپ کا جواب سن کر بہت حیران ہوا کہنے لگا میں نے جب آپکو دیکھا تو آپ کی شخصیت سے بڑا متاثر ہوا تھا مگر جب آپکی بات سنی تو آپ کی قدرومنزلت میری

نظروں سے گر گئی کہ آپ کو اپنے اونٹوں کی تو فکر ہے اس گھر کی کوئی فکر نہیں جسکو میں گرانے آیا ہوں حالانکہ یہ گھر آپ کی اور آپ کے آباء واجداد کی وجہ عزت ہے حضرت عبدالمطلب نے بڑی بے نیازی سے جواب دیا کہ میں اونٹوں کا مالک ہوں اس گھر کا بھی ایک مالک ہے جو ہمارا رب ہے وہ خود ہی اسکی حفاظت فرمائے گا ابرہہ نے بڑے تکبر سے کہا کہ تو اب کوئی بھی اسکو میرے ہاتھوں سے نہیں بچا سکتا آپ نے فرمایا یہ تو جان اور وہ جانے جسکا گھر ہے۔ یہ فرما کر حضرت عبدالمطلب واپس مکہ آ گئے اور قریش کو فرمایا کے مکہ سے نکل کر پہاڑوں کی چوٹیوں اور غاروں میں پناہ گزیں ہو جائیں اور خود چند آدمیوں کو لیکر بیت اللہ شریف میں آئے اور اسکے حلقہ کو پکڑ کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ابرہھہ کے لشکر پر فتح ونصرت کی فریاد کرنے لگے

جو دعا آپ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں کی اسکے چند اشعار یوں ہیں۔

لاھمّ اِن العبد یمنع   رحله فامنع رحلك

لایغلبنّ صلیبھم   ومحالھم غدوا محالك

ان کنت تارکھم   وقبلتنا فا مرما بدالك

ترجمہ:

اے اللہ بندہ بھی اپنے کجاوے کی حفاظت کرتا ہے تو بھی اپنے گھر کی حفاظت فرما ایسا نہ ہو کہ انکی صلیب تیرے گھر پر غالب آجائے اور یہاں نصب کردی جائے اگر تو ان کو اور ہمارے قبیلہ کو آزاد چھوڑنے والا ہے تو وہ کر جو تیری رضا ہے۔

اس دعا کے بعد تمام قریش پہاڑوں پر چلے گئے مگر حضرت عبدالمطلب حرم شریف میں ہی رہے۔

اگلے دن ابرہہ نے مکہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا اپنے ہاتھی جسکا نام محمود تھا اور لشکر کو تیار کیا تو ایک روایت کے مطابق نفیل بن حبیب نے ہاتھی کے کان کو پکڑ کر کہا

ابرك محمودا وارجع راشدا حيث جئت فانك فی بلدالله الحرام

کہ اے ہاتھی محمود بیٹھ جایا جدھر سے آیا ہے واپس چلا جا کیونکہ تو اللہ تعالیٰ کے حرمت والے شہر میں ہے۔

یہ سنتے ہی ہاتھی بیٹھ گیا فیل بانوں نے بہت کوشش کی مگر اس نے اٹھنے سے انکار کر دیا اس کے سر پر تبر سے چوٹیں لگائیں اور اسکے پیٹ میں نیزے بھی مارے جس سے وہ لہولہان ہوگیا لیکن اٹھنے کا نام ہی نہ لیتا تھا جب اسکا رخ شام یا یمن کی طرف کرتے تو وہ بھاگنے لگتا جب مکہ کی طرف کرتے تو بیٹھ جاتا اسی اثنا میں اللہ تعالیٰ نے سمندر کی جانب سے سفید رنگ سنہری چونچ سیاہ سر والے پرندوں کا ایک غول بھیجا جس کو ابابیل کہتے ہیں۔ ہر پرندے کی چونچ میں ایک کنکری تھی جو کہ چنے اور مسور کے دانوں کے برابر تھی ان پرندوں نے ابرھہ کے لشکر پر سنگ باری شروع کر دی وہ کنکر جس کے اوپر پڑتا اسکی فولادی خود کو چیرتا ہوا اسکی پیٹھ سے نکل جاتا لشکر میں بھگدڑ مچ گئی واپسی کے لیے بھاگتے مگر راستہ نہیں ملتا انہوں نے نفیل بن حبیب کو تلاش کیا کہ وہ انہیں واپسی کا راستہ بتائے مگر وہ پہاڑ کی چوٹی پر بیٹھ کر عذاب الہٰی کے اس منظر کو دیکھ رہا تھا اور کہہ رہا تھا۔

این المفر والا له الطالب

والا شرم المغلوب ليس غالب

ترجمہ: اب بھاگنے کا راستہ کہاں سے جب تمہارے تعاقب میں اللہ تعالیٰ ہے ابرہہ جو ہونٹ کٹا ہے اب مغلوب ہے غالب نہیں ہوسکتا۔

(ابـن هشـام: السيرة النبوية، امرالفيل، وقصة النساة، جلد ١ ص ٦٩ ص ٧٠ مطبوعه مكتبه عمريه كوئٹه)

ابرہہ کی عبرت ناک موت:

ابرہہ کے لشکر میں تیرہ ہاتھی محمود کے سوا سب ہلاک ہو گئے جس کو پتھر لگا وہ بھی سلامت نہ رہا ابرہہ کی حالت بڑی عجیب تھی اسکو پتھر لگنے کی وجہ سے اسکا جسم گل گل کر گرنے لگا خون اور پیپ بہنے لگی جس سے بے انتہاء بدبو آنے لگی جب اسے صنعاء میں واپس لائے تو وہ ایک چوزے کی طرح تھا مرنے سے پہلے اس کا سینہ پھٹ گیا اور دل باہر نکل آیا اور اذیت ناک انجام سے دوچار ہوا اس عظیم واقعہ کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں سورۃ الفیل میں ذکر فرمایا یہ واقعہ یکم محرم کو پیش آیا جب کہ ذوالقرنین کو آٹھ سو سال گزر چکے تھے اس وقت نوشیرواں کی حکومت تھی جسکے اقتدار کو چالیس سال گزر گئے تھے اور حضرت کعب بن لوی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جداعلی کے وصال کو چار سو انتالیس سال گزر چکے تھے اس وقت حضرت عبدالمطلب کی عمر مبارک ایک سو سال سے اوپر تھی۔

اسی سال سے عرب میں سن اور تاریخ کا آغاز ہوا۔

یہی وہ مبارک سال تھا جس میں تاجدار کائنات فخر بنی آدم سید الانبیاء حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا میلا د شریف ہوا۔

قارئین کرام! حضرت سیدنا عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی سیرت کے روشن واقعات میں اور ہر موقع پر اللہ تعالیٰ کی نصرت وتائید وکرامات کا سبب بالیقین نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کا وصال:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ سیدہ آمنہ سلام اللہ علیھا کا جب سے وصال ہوا تو حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے سے بھی بہت پیار و محبت کیا کرتے تھے آپ اپنی صلبی اولاد سے بھی زیادہ محبت و شفقت

سے پیش آتے ہر وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پاس رکھتے حالانکہ سونے اور تنہائی کے وقت بھی جب کے کسی کی مجال نہ تھی کہ انکے پاس آئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت بھی انکے بستر پر تشریف فرما ہو جاتے یہ دیکھ کر آپ فرماتے **دعو البنی انه لیونس ملکاً۔**

میرے بیٹے کو رہنے دو وہ ملک وسلطنت سے مانوس نظر آتا ہے۔

ایک مرتبہ قبیلہ مدلج کے کچھ لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کے نشانات دیکھے تو جناب عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے عرض کرنے لگے

احتفظ بهِ فانا لم نر قدما اشبه بالقدم النبی فی المقام منه۔

اس فرزند کی حفاظت کرو کیونکہ مقام ابراھیم علیہ السلام کا جو نشان قدم ہیں اس کے ساتھ اس لڑکے کے قدموں سے مشابہ ہم نے کسی کا قدم نہیں دیکھا۔ اس پر حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے جناب ابوطالب سے کہا سن لو یہ لوگ کیا کہہ رہے ہیں میرے وصال کے بعد تم نے انکی حفاظت احتیاط میں کوئی کمی نہیں چھوڑنی۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دایہ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کو بھی وصیت فرمائی۔

یابر کته لاتغفلی أن ابنی فانی وجدته الغلمان قریباً من السدرة وان اهل الکتاب یزعمون ان ابنی هذا نبی هذه الامة۔

ترجمہ: اے برکت والی میرے اس بیٹے سے غافل نہ رہنا میں نے چند لڑکوں کے ساتھ ان کو درخت کے پاس دیکھا اور اھل کتاب یہود یہ گمان کرتے ہیں یہ میرا بیٹا اس امت کا نبی ہے۔

وقت وصال آپ نے اپنی بیٹیوں سے کہا مرثیہ کہو سب نے مرثیے کہے تو جب امیمہ

کی باری آئی تو آنکھیں بند ہو رہی تھیں انکا کلام سن کر سر ہلانے لگے یہ اپنی زندگی کا آخری اشارہ تھا کہ تو نے سچ کہا۔ امیمہ جو اشعار اس وقت پڑھ رہی تھیں ان میں سے چند یہ ہیں۔

اعینی جوّد ابدمع دِرر

علی طیب الخیم و المعتصر

ترجمہ: ''اے میری دونوں آنکھو آنسو بہاؤ ایسے شخص پر جو طیب و عادات کا پاک وطیب تھا اور عطیات دینے میں کریم اور فیاض تھا اور اس

علی ماجد الجدو اری الزّناد

جمیل المعمیا عظیم الخطر

ترجمہ: اس پر جو صاحب مجد و عظمت تھا نصیبہ ور تھا اہل حاجت کا معین و مددگار تھا خوبرو تھا عالی رتبہ و عظیم القدر تھا۔

علی شیبة الحمدذی المکرمات

وذی المجدو العزّ والعزو المفتخر

ترجمہ: ''آنسو بہاؤ شیبۃ الحمد پر آنسو بہاؤ اور اس صاحب کرامت و بزرگی عزت وفخر والے شخص کو روؤ۔

اتتهُ المنایا فلم تشوِہٖ

بصرف اللیالی وریب القدر

ترجمہ: یہ سارے فضائل اس میں جمع تھے مگر موت آئی تو گردش ایام و حادثۂ تقدیر سے کوئی چیز اس کو نہ بچا سکی۔

حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو مقام حجون میں اپنے جد اعلیٰ حضرت قصی کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے تابوت کے ساتھ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جاتے دیکھا آپ کی

مبارک آنکھوں میں مہربان و مشفق دادا کی جدائی اور وصال کے غم کے آنسو تھے۔

(ابن سعد: الطبقات الکبریٰ، وفاة عبدالمطلب، ومارثي به من الشعر، جلد ۱ ص ۱۷۰ ص ۱۷۸ مطبوعه مكتبه عمريه كوئٹه)

وقت وصال آپکی عمر مبارک میں مختلف اقوال ہیں جو درج ذیل ہیں۔

ا۔ کہ آپکی عمر مبارک ایک سو بارہ سال تھی۔

ب۔ آپکی عمر مبارک ایک سو بیس سال تھی۔

(ابن سعد: الطبقات الکبریٰ، جلد ۱ ص ۵۶ مطبوعه مکتبه عمريه كوئٹه)

ج۔ آپ کی عمر مبارک ایک سو چالیس سال تھی۔

(الحلبی: السيرة الحلبية، باب:وفاة عبدالمطلب، جلد ۱ ص ۱۶۵ مطبوعه المكتبة المعروفية كوئٹه)

حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی اولاد:

حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی اولاد میں بارہ لڑکے اور چھ لڑکیاں تھیں۔

جنکے نام یہ ہیں۔

۱۔ حارث ۲۔ ضرار ۳۔ مقوم ۴۔ عبدالکعبہ ۵۔ جنابؓ ابوطالب ۶۔ حضرت عباس ۷۔ حجل ۸۔ زبیر ۹۔ ابولھب ۱۰۔ الفیداق ۱۱۔ حضرت حمزہ ۱۲۔ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ

لڑکیاں جنکے نام یہ ہیں۔

۱۔ حضرت صفیہ ۲۔ برہ ۳۔ عاتکہ ۴۔ ام الحکیم البیضا ۵۔ اروىٰ ۶۔ امیمہ

اوّلیات حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ:

وہ کام جو سب سے پہلے حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے کیے۔

☆ سب سے پہلے غار حراء میں عبادت خداوندی کی۔

☆ کعبۃ اللہ کے دروازے کو سونے سے مزین فرمایا۔
☆ کعبۃ اللہ کے گرد سات چکر طواف کے متعین فرمائے اس سے پہلے کوئی تعداد معین نہ تھی۔
☆ انسانی جان کی دیّت 100 اونٹ سے جاری ہوئی۔
☆ حاجیوں کو آب زمزم پلانے کا بندوبست، سب سے پہلے آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔
☆ زمین سے نکلنے والے خزانوں سے خمس اللہ تعالیٰ کی راہ میں دینے کا رواج سب سے پہلے آپ نے جاری فرمایا۔
☆ آپ رضی اللہ عنہ نے اولاد پر باپ کی منکوحات کو حرام قرار دیا۔

نوٹ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام میں حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی ان اوّلیات کو ثابت رکھا اور جاری فرمایا۔

(الحلبی: السیرة الحلبية، باب: نسبه الشريف صلى الله عليه وسلم، جلد ١ صفحه ٩ صفحه ١٠ مطبوعه المكتبة المعروفية كوئٹه)

☆..............................☆

(4) تذکرۂ حضرت ہاشم رضی اللہ عنہ بن عبد مناف

نام:

حضرت سیدنا ہاشم رضی اللہ عنہ کا اصل نام عمرو العلاء بن عبد مناف ہے آپ کی والدہ ماجدہ کا نام عاتکہ بنت مرہ بن ہلال فالح بن ذکوان ہے۔

القابات مع وجہ تسمیہ:

آپ ہاشم کے نام سے مشہور ہیں، ہاشم ''ہشم'' سے ماخوذ ہے جس کا معنی چورہ کرنے والا توڑنے والا، وجہ تسمیہ اس کی یہ ہے کہ:

ایک مرتبہ قریشِ مکہ کو قحط سالی کا سامنا کرنا پڑا اس قحط میں لوگوں کا مال و متاع سب ختم ہو گیا بھوک و افلاس نے آلیا تو حضرت ہاشم رضی اللہ عنہ نے ملکِ شام کا سفر کیا وہاں سے جو کی بہت سی روٹیاں اور کیک بنوا کر بوریوں میں بھر کر اُونٹوں پر لاد کر مکہ لائے واپسی پر اُنہوں نے اِن روٹیوں کو توڑ کر ثرید بنوائی اُونٹوں کو ذبح کر کے باورچیوں کو حکم دیا کے گوشت پکائیں جب سالن تیار ہو گیا تو روٹی کے ٹکڑوں کو بڑے برتنوں میں ڈال کر اوپر گوشت اور شوربا ملایا اور مکہ والوں کو خوب شکم سیر ہو کر کھانا کھلایا۔ جو قحط میں مبتلا تھے اور یہ بھی کہا گیا حضرت سیدنا ابراھیم علیہ السلام کے بعد سب سے پہلے ثرید بنانے والے آپ ہی ہیں۔

(الصالحی: سُبل الهدی والرشاد، الباب الرابع: فی شرح أسماء أبائه صلی الله علیه وسلم جلد ۱ ص ۲۶۸ مطبوعه مکتبه نعمانیه کوئٹه

الحلبی: السیرة الحلبیة، باب: نسبه الشریف صلی الله علیه وسلم، جلد ۱

ص ١٠ ص ١١ مطبوعه المكتبة المعروفية كوئٹه

ابـن هشـام: السيـرة الـنبـوية، حـلف الفضول، جلد ١ ص ١٤٢ مطبوعه كوئٹه)

حضرت ہاشم رضی اللہ عنہ کا ایک لقب ''ایلاف قریش'' بھی ہے۔ یعنی قریش کا وہ طریقہ سفر جو گرمیوں کے موسم میں تجارت کے لئے ملک شام، فلسطین، غزّہ کی طرف جاتے سردیوں میں حبشہ و یمن کی طرف جانے کے موجد و بانی آپ ہی تھے اس وجہ سے آپ کو ایلاف قریش کہا جاتا ہے جس کو قرآن عظیم سورۃ قریش میں رِحۡلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيۡفِ فرمایا۔

(ابـن سـعـد: الـطبقات الكبرىٰ، ذكر هاشم بن عبد مناف، جلد ١ ص ٣٤ مطبوعه مكتبه عمريه كوئٹه)

رِحۡلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيۡفِ کے موجد:

قریش کی تجارت مکہ مکرمہ سے آگے نہ تھی جبکہ عجمی لوگ تجارت میں ان سے بڑھ کر تھے ایک مرتبہ حضرت ہاشم رضی اللہ عنہ ایک قافلے کے ساتھ ملک شام قیصر روم کے پاس گئے وہاں دوران قیام ہر روز ایک بکری ذبح کر کے گوشت پکا کر سب اکٹھے مل کر ایک برتن میں کھاتے اس بات کا تذکرہ قیصر سے کیا گیا کہ قریش کا ایک سردار ہے جو روٹی کا چورہ کر کے اس پر گوشت اور شوربا ڈالتا ہے اور سب مل کر کھاتے ہیں حالانکہ ہم عجم کے کھانے کا طریقہ الگ الگ برتنوں میں کھانے کا ہے۔ قیصر نے آپ کو بلوایا گفتگو کی، کئی ایک ملاقاتیں ہوئیں۔ ایک دفعہ آپ نے موقعہ دیکھ کر اس کو کہا ہم تاجر لوگ ہیں اگر تم مناسب سمجھو تو ایک امان لکھ دو جو کہ راستہ کی پُرامن تجارت کی ضمانت ہو کہ ہم لوگ تمہارے پاس حجاز سے چمڑے اور کپڑے لے کر آئیں اور یہاں فروخت کیا کریں اور یہاں سے سامان مکہ لے جایا کریں۔ تو قیصر نے وہ امان کا خط لکھ کر آپ کے سپرد کر دیا یوں مکہ کے تاجروں کے لئے ملک شام کی طرف تجارتی قافلوں کی

آمدورفت ممکن ہوئی۔ اسی دوران آپ کے بھائی عبدمناف نے نجاشی والی حبشہ سے، نوفل بن عبدمناف نے کسریٰ شاہ ایران سے، مطلب بن عبدمناف نے حمیر کے بادشاہوں سے اجازت نامے حاصل کئے۔ جس کی بدولت اہل مکہ کے تجارتی قافلے چاروں طرف آزادی سے تجارت کرنے لگےاور قریش میں خوشحالی آنے لگی۔

(الصالحی: سُبل الهدی والرشاد، الباب الرابع: فی شرح أسماء آبائه صلی الله علیه وسلم، جلد ۱ ص ۲٦۸ مطبوعه مکتبه نعمانیه پشاور۔

ابن سعد: الطبقات الکبریٰ، ذکر هاشم بن عبدمناف، جلد ۱ ص ۳۵ مطبوعه مکتبه عمریه کوئٹه)

رسم اختقاد کا خاتمہ:

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ سے روایت ہے قریش زمانہ جاہلیت میں اختقاد کیا کرتے تھے۔ اختقاد یہ تھا کہ اہل عرب کے جس خاندان کے پاس مال ومتاعِ حیات ختم ہو جاتا وہ کسی صحرا کی طرف چلے جاتے وہاں جاکر خیمہ زن ہو جاتے وہیں اس شرم سے ایک ایک کر کے مرجاتے کہ ان کی مفلسی کا کسی کو علم نہ ہو۔ جب حضرت ہاشم جوان ہوئے تو آپ نے اس رسم کو دیکھا تو قوم کو جمع کیا اور کہا اے گروہ قریشیو اختقاد سے مرنے کی بجائے میری ایک رائے ہے اگر تم اس پر عمل کرو تو میں تمہارے سامنے رکھوں سب نے کہا ہم آپ کی رائے وتجویز کا احترام کریں گے فرمایا:

ہم اپنے غریبوں کو امیروں کے ساتھ ملا دیں ایک غنی ایک غریب خاندان کو ساتھ ملا کر تجارتی سفر کریں وہ اس کی دوران سفر مدد کرے اور یوں مال تجارت کے منافع میں اس کو بھی حصہ دار بنایا جائے تو یہ غربت اور جاہلیت کی رسم اختقاد ختم ہو جائے گی سب نے آپ کی خوبصورت تجویز کو قبول کیا اور لوگوں میں باہمی الفت پیدا ہوئی کچھ عرصہ میں یہ رسم مٹ گئی۔

(الصالحی: سبل الهدی والرشاد، الباب الرابع: فی شرح أسماء آبائه صلی الله علیه وسلم جلد ۱ ص ۱۶۹ مطبوعه مکتبه نعمانیه پشاور)

حضرت ہاشم کے بھائی:

حضرت ہاشم رضی اللہ عنہ عبدمناف بن قصی کے سب سے بڑے بیٹے تھے ان کے ساتھ ان کے دوسرے بھائی عبد شمس بن عبدمناف جڑواں پیدا ہوئے وقت ولادت حضرت ہاشم رضی اللہ عنہ کے پاؤں کی ایک انگلی عبدشمس کے ماتھے سے ملی ہوئی تھی جس کو الگ کرنے کے لئے تیز دھار آلہ کا استعمال کیا گیا جس سے خون کے چند قطرے گرے لوگوں نے قیافہ کیا کہ ان کی اولادوں کے درمیان خون ریزی ہوگی۔

حضرت ہاشم کے تیسرے بھائی کا نام نوفل بن عبدمناف تھا ان کی والدہ واقدہ تھیں اور چوتھے بھائی کا نام مطلب بن عبدمناف تھا۔ ان کی والدہ اور حضرت ہاشم کی ایک تھیں جن کا نام عاتکہ بنت مرہ تھیں اُن کی کنیت اُم ہاشم تھی۔ حضرت ہاشم کو اپنے بھائی مطلب کے ساتھ والہانہ پیار اور محبت تھی

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

نحن و بنی المطلب هكذا و شبك بين اصابع يديه

ترجمہ: ’’ہمارا (یعنی بنو ہاشم) اور بنو مطلب کا تعلق آپس میں بہت گہرا ہے جس کو آپ نے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو ملا کر بیان فرمایا۔‘‘

(ابن المبرد: الشجرة النبوية فی نسب خير البرية صلی الله عليه وسلم (حاشيه)، ص ۲۸ مطبوعه دارحراء قاهره)

سب بھائیوں کی فیاضی و سخاوت عرب میں مشہور تھی اسی وجہ سے اہل عرب ان سب بھائیوں کو اقداح، نضار کہا کرتے تھے جس کا مفہوم ہے کے ان کا دسترخواں کھلا

رہتا ہے اور یہ بڑی عزت وشرف والے ہیں۔

حِلف المطیبین اور لاعقۃ الدم:

حضرت ہاشم رضی اللہ عنہ کے داداجان قصی بن مرہ جو کہ مکہ کے سردار تھے نے مکہ کی سرداری اور مناصب خمسہ رفادہ، سقایہ، لواء، حجابہ، ندوہ کو اپنے بیٹے عبدالدار کے سپرد کر دیا جس پر حضرت ہاشم کے والد عبدمناف نے کوئی جھگڑا نہ کیا اور نہ ہی ان کی زندگی میں ان کے بیٹوں نے عبدالدار کی اولاد سے کوئی جھگڑا کیا لیکن جب یہ دونوں بھائی عبدمناف اور عبدالدار راہی ملک عدم ہوئے تو عبدمناف کی اولاد اس ناانصافی پر زیادہ دیر خاموش نہ رہی انہوں نے اپنی شجاعت وسخاوت کی اور خوبیوں کی بدولت سمجھا کہ وہ ان مناصب (سقایہ، رفادہ، لواء، حجابہ، ندوہ) کے چچا زاد بھائیوں سے زیادہ حق دار ہیں انہوں نے طے کر لیا کہ وہ اپنا حق ضرور لیں گے۔ کیونکہ ان کو قوم میں برتری وفضیلت بھی حاصل تھی۔ چنانچہ انہوں نے بنوعبدالدار کو للکارا کہ ہم یہ مناصب تم سے لیکر رہیں گے جب دونوں قبیلوں میں یہ کشیدگی بڑھی تو بنوعبدمناف نے اپنے اس حق کو حاصل کرنے کے لئے عرب کے مختلف قبائل سے معاہدہ کیا جس کو حِلف المطیبین کہا جاتا ہے خوشبو والوں کا معاہدہ۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ انہوں نے خوشبو سے بھرا ایک پیالہ صحن حرم میں رکھا اور اعلان کیا جو قبیلہ اس مہم میں ان کا ساتھ دینا چاہے وہ خوشبو کے اس پیالے میں ہاتھ ڈبو کر حرم کی دیوار کو لگائے۔ چنانچہ بنوعبدمناف کا ساتھ دینے کی بنوزہرہ، بنواسد، بنوتمیم بن مرہ بنو حارث، بنومہر قبائل نے مذکورہ طریقہ پر قسمیں کھائیں اور دوران قسم الفاظ یہ تھے ماء بَلَّ بحر صوفہ کہ یہ معاہدہ اس وقت تک موکد ہے جب تک سمندر میں ایک بھیڑ کی اون تر کرنے کی صلاحیت ہے اور اس مہم میں بنوعبدالدار کے مقابلے کی خوب تیاری کی انہوں نے بھی عرب قبائل کو امداد کے لئے بلایا اور خون کا ایک پیالہ رکھا اور کہا جوان کا ساتھ دیتا ہے وہ اس پیالے میں اپنا ہاتھ ڈبو کر انگلی چاٹے جو ایسا کرے گا وہ ہمارا حلیف ہوگا چنانچہ کئی قبائل نے ان کا

ساتھ دینے کے لئے ایسا کیا جو کہ یہ ہیں بنو مخزوم، بنو سہم، بنو عدی اس دن سے ان کے معاہدے کو لاعقۃ الدم یعنی خون چاٹنے والے کہا گیا۔

دونوں کی باہمی صلح:

جب طرفین نے مقابلے کی ٹھان لی تو بعض دانشمند صالح اور نیک فطرت افراد کی مخلص کوششوں سے ان میں صلح کی صورت پیدا ہوئی دونوں کی باہمی رضا مندی سے یہ طے پایا کہ رفادہ اور سقایہ کے مناصب عبدمناف کے بیٹوں کو ملیں گے اور حجابہ اور لواء عبدالدار کی اولاد کو ملیں گے اور دارندوہ ہی دونوں مشترک ہونگے۔ یوں یہ خون ریزی ٹل گئی۔

مناصب خمسہ کی تفصیل:

محترم قارئین! آپ نے گزشتہ صفحات میں مناصب خمسہ میں رفادہ، سقایہ، لواء، حجابہ اور ندوہ کی اصطلاحات پڑھیں ہم ذرا ان کی تفصیل بیان کرتے ہیں تا کہ سمجھنے میں آسانی پیدا ہو جائے۔

منصبِ رفادہ:

اس مبارک منصب کے بانی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جدّ اعلیٰ حضرت قصی بن مرہ رضی اللہ عنہ ہیں جب وہ قوم عرب کے سردار بنے تو اپنی قوم کو جمع کیا اور خطبہ دیا کہ اے اہل مکہ لوگ اللہ تعالیٰ کے اس مبارک گھر کی دور و نزدیک سے زیارت وطواف کرنے آتے ہیں اور ہم مقامی ہیں ہمارا یہ اخلاقی فریضہ ہے کہ خدا کے مہمانوں کی ضیافت کریں لہٰذا تم سب اپنے اپنے حلال مالوں کا حصہ دو تا کہ ایک فنڈ جمع ہو سکے جس سے ہم ضیوف الرحمٰن (اللہ کے مہمانوں) کی عزت و تکریم کے ساتھ خدمت کیا کریں ساری قوم نے حضرت قصی رضی اللہ عنہ کی اس رائے کو پسند کیا اور دل کھول کر حصہ دیا کرتے اور ایام حج میں اس فنڈ سے سارے حاجیوں کو کھانا کھلایا جاتا اور یہ طریقہ اسلام کے

برسراقتدار آنے کے بعد بھی عباسی دور خلافت کے خاتمے تک جاری رہا۔

منصبِ حجابہ:

یہ بھی ایک عظیم المرتبت منصب تھا اس کے موجد بھی حضرت قصی رضی اللہ عنہ بن مرہ ہیں اس سے مراد بیت اللہ کی خدمت تھی جس کو بھی یہ منصب ملتا تو بیت اللہ کے دروازوں کو بند کرنا کھولنا بھی اس کی ذمہ داری ہوتی اور بیت اللہ میں رکھی جانے والے امانتوں، قیمتی تحائف نذرانوں کی حفاظت بھی اسی کے ذمہ میں تھی۔

منصب سقایہ:

حجاج کرام کو پانی پلانے کا منصب، حج کے دنوں میں قریش مکہ بہت سا پانی جمع کرتے اور اس کو خوش ذائقہ بنانے کے لیے اس میں کشمش ڈال کر تمام حجاج کو پلاتے۔

منصبِ اللواء:

جھنڈا گاڑنے کا منصب اس کو بھی حضرت قصی بن مرہ نے ایجاد کیا تھا کہ جب بھی کوئی بیرونی خطرہ محسوس ہوتا تو ایک شخص کھلی بلند جگہ پر ایک علم گاڑ دیتا جس کا مطلب یہ ہوتا کہ اے اہل مکہ، اہل وطن تمہاری آزادی کو خطرہ ہے اس کے تدارک کے لئے میدان میں نکلو اور جب یہ علَم لہرایا جاتا تو تمام قریش بلا استثناء سربکف ہو کر میدان میں نکل آتے۔

دارالندوہ:

اہل مکہ نے جب بھی کوئی سیاسی و معاشی حالات پر گفتگو کرنی ہوتی تو کبھی کسی کھلی جگہ پر کبھی کسی پہاڑ پر کبھی کہیں جا کر جمع ہوتے حضرت قصی رضی اللہ عنہ نے ایک شاندار کھلی عمارت تعمیر کی جس کا دروازہ بیت اللہ شریف میں کھلتا تھا تاکہ قریش پیش آنے والے

مسائل پر باآسانی معزز طریقے سے بیٹھ کر مشورہ کر سکیں اس عمارت کو دارالندوہ کہا جاتا تھا اور اس میں باقاعدہ رکنیت کے لیے ۴۰ سال کی عمر کی قید تھی۔اسی جگہ پر چھوٹے بڑے فیصلے کیے جاتے۔نکاح کی تقاریب سے لے کر بچوں کے ختنوں کی رسم بھی یہاں ہوتی الغرض دارالندوہ ایک باقاعدہ ادارہ کا نام تھا۔یہ پانچوں مناصب قریش میں باعث فخر و شرف سمجھے جاتے یہی وجہ ہے کہ ہر ایک کی کوشش ہوتی کہ ان کو حاصل کرے۔

نوٹ: ان سب مناصب کے بانی حضرت قصی رضی اللہ عنہ تھے۔

(ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ذکر هاشم بن عبدمناف جلد٤ ص٣٥٣ مطبوعه مکتبه عمریه کوئٹه)

امیہ بن عبد شمس کا حضرت ہاشم رضی اللہ عنہ سے منافرہ:

قارئین کرام! جیسا کے آپ پڑھ چکے ہیں حضرت ہاشم اور عبد شمس جوڑے کے بھائی جب پیدا ہوئے تو حضرت ہاشم رضی اللہ عنہ کے پاؤں کا انگوٹھا عبد شمس کے ماتھے کے ساتھ لگا ہوا تھا جس کو تلوار سے جدا کیا گیا اور اس وقت لوگوں نے پیشین گوئی کی کہ ان کی اولاد میں بھی خون ریزی ہوگی چنانچہ وہ پیشین گوئی پوری ہوئی اور ان میں پہلی عداوت کی وجہ حسد تھا کہ حضرت ہاشم رضی اللہ عنہ بہت سخی رحم دل انسان تھے اور قوم کے سردار بھی انہی خصال حمیدہ کی وجہ سے وہ ہر دل عزیز بھی تھے امیہ بن عبد شمس جو آپ سے بھی زیادہ مال دار تھا اور اس نے بھی بڑا بننے کی کوشش کی کبھی سخاوت کرتا کبھی حضرت ہاشم کی نقل میں لوگوں میں عزیز بننے کی کوشش کرتا مگر بے سود قریش اسے سمجھایا کرتے کہ تم حضرت ہاشم رضی اللہ عنہ سے مقابلہ نہ کرو مگر وہ باز نہ آیا اور حضرت ہاشم کو منافرہ کا چیلنج دے دیا۔

منافرہ کی تفصیل:

عربوں میں رواج تھا کہ جب دوفریق اپنی اپنی عظمت وشرف پر زور دیتے تو قوم میں کسی کو اپنا ثالث مقرر کرتے کہ دونوں کی عظمت کو سنے اور کسی ایک کے حق میں فیصلہ کرتے کہ دونوں میں معزز ومحترم کون ہے اس کو منافرہ کہتے تھے۔

منافرہ میں اُمیہ کی شکست:

حضرت ہاشم رضی اللہ عنہ نے اپنے منصب اور وقار کے پیش نظر منافرہ کے چیلنج کو قبول کرنے سے انکار کیا جب امیہ باز نہ آیا اور مسلسل چیلنج کرتا رہا تو لوگوں کے اصرار پر حضرت ہاشم رضی اللہ عنہ نے ان شرطوں کے ساتھ منافرہ کو قبول کیا کہ جو فریق بھی شکست کھا جائے وہ دوسرے کو پچاس اونٹنیاں دے جن کی آنکھیں کالی ہوں اور دس سال کے لئے مکہ سے جلاوطن ہو جائے۔ امیہ نے یہ شرطیں منظور کرلیں اور عسفان کے کاہن الخزاعی کو ثالث مقرر کیا گیا اس کے پاس دونوں فریق اپنے ہمرائیوں کے ساتھ گئے اس سے قبل کہ وہ اپنی آمد کا مقصد بیان کرتے وہ ثالث کاہن خود ہی کہنے لگا:

والقمر الباهر، والكوكب الزاهر، والغمام الماطر، ومابالجومن طائر، وما اهتدى بعلم مسافر، من منجدوغائر، لقدسبق هاشم أمية الى المفاخر

ترجمہ: ''قسم ہے چمکنے والے چاند کی، قسم ہے جھلملانے والے ستاروں کی، قسم ہے برسنے والے بادلوں کی، قسم ہے فضا مین اُڑنے والے پرندوں کی اور قسم ہے اس کی جس نے اُبھری ہوئی اور دھنسی ہوئی علَناؤں کے ذریعے مسافر کی رہنمائی کی کہ بڑائیوں اور مرتبوں میں ہاشم، اُمیہ پر سبقت لے گیا۔''

اسی پر امیہ منافرہ کی بازی ہار گیا اور پچاس اونٹنیاں حضرت ہاشم رضی اللہ عنہ کو دیں

اور خود دس سال کے لئے ملک شام جلا وطن ہو گیا حضرت ہاشم رضی اللہ عنہ نے ان پچاس اونٹنیوں کو حرم میں ذبح کرا کر ان کا گوشت تقسیم فرمادیا۔

(الحلبی: السيرة الحلبية، باب: نسبه الشريف صلى الله عليه وسلم، جلد ١ ص ١٠ مطبوعه المكتبة المعروفية كوئٹه۔

ابن سعد: الطبقات الكبرىٰ، ذكر هاشم بن عبد مناف، جلد ١ ص ٣٤ مطبوعه مكتبه عمريه كوئٹه۔

الصالحی: سبل الهدى والرشاد، الباب الرابع : فی شرح أسماء آبائه صلى الله عليه وسلم جلد ١ ص ٢٧١ مطبوعه مكتبه نعمانيه پشاور)

ایک منافرہ میں حضرت ہاشم رضی اللہ عنہ بطور ثالث:

ایک دفعہ قریش اور بنوخزاعہ کے دو قبیلے حضرت ہاشم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور باہمی منافرت میں آپ کو ثالث مقرر کرنے کی درخواست کی تو آپ نے بجائے ثالث بننے کے متنفر دلوں کو جوڑنے کے لئے ایک بلیغ فصیح انداز میں خطبہ ارشاد فرمایا جس میں آپ نے فرمایا۔

''اے لوگو! ہم آل ابراھیم علیہ السلام اور اولاد اسماعیل علیہ السلام ہیں، اور نضر بن کنانہ کے بیٹے ہیں اور قصی بن کلاب کے فرزند ہیں ہم مکہ کے مالک ہیں حرم کے رہائشی ہیں حسب ونسب کی بلندی ہمارے لئے ہے۔ جو کسی سے دوستی کا معاہدہ کرے اگر وہ اس کو پکارے تو وہ اس کی آواز پر لبیک کہے اور اس کی بوقت ضرورت مدد و اعانت کرے سوائے اس کے کہ اس کی دعوت اپنے قبیلہ سے سرکشی اور قطع رحمی کی ہو۔ اے قصی کے بیٹو! تم اسی طرح ہو جس طرح درخت کی دو ٹہنیاں ہوتی ہیں کہ اگر انمیں سے ایک ٹوٹ جائے دوسری بھی وحشت زدہ ہو جاتی ہے۔ تلوار کی حفاظت اس کی نیام سے ہوتی ہے جو شخص اپنے ہی قبیلہ سے تیراندازی کرے وہ خود بھی اپنے تیر کا نشانہ بن جاتا ہے۔ اے لوگو! حلم و بردباری میں عظمت ہے، صبر کامیابی کی چابی ہے بھلائی ایک خزانہ

ہے، سخاوت سرداری ہے، جہالت کمینگی ہے دن اور زمانہ بدلتے رہتے ہیں ہر انسان کی نسبت اپنے کام کی طرف کی جاتی ہے دن اور زمانہ بدلتے رہتے ہیں اچھے کام کرو لوگ تمہاری تعریف کریں گے، فضول باتوں سے بچو بے وقوف تم سے الگ رہیں گے، پاس بیٹھنے والوں کی عزت کرو تمہاری مجلسیں بارونق رہیں گی اپنے شریک کی حفاظت کرو لوگ تمہاری پناہ لینے کی کوشش میں رہیں گے اپنے آپ سے بھی انصاف کرو تم پر اعتماد کیا جائے گا اخلاق کی خوبیوں کو اپناؤ اسی میں تمہاری عظمت ہے اور بُری عادتوں سے دور رہو کیونکہ اس سے عزت خاک میں مل جاتی ہے اور شہرت کو نقصان ہوتا ہے۔''

(الماوردی: اعلام النبوة ، الباب الثامن عشر: فی مبادئ نسبه و طهارة مولده صلی الله علیه وسلم ، صفحه ۱۵۹ ص ۱۶۰ مطبوعه دار الکتب العلمیه بیروت ، لبنان)

کتنے دلنشین انداز میں ان قبیلوں کو باہم منافرت کی بجائے باہمی الفت و یگانگت کا درس دیا۔

حضرت ہاشم رضی اللہ عنہ اور احترام زائرینِ حرم:

حضرت ہاشم رضی اللہ عنہ یکم ذوالحجہ صبح حرم کعبہ میں جا کر قبائل قریش کو جمع کر کے ایک خطبہ دیتے کہ اے گروہ قریش! تم نسب کے اعتبار سے تمام عرب کے سردار ہو سب سے زیادہ حسین و جمیل ہو سب سے زیادہ دانشمند ہو اور رشتہ داری کے لحاظ سے ایک دوسرے کے قریب ہو تم بیت اللہ کے پڑوسی ہو اللہ تعالیٰ نے تمہیں عام اولادِ اسماعیل علیہ السلام کے مقابلے میں بیت اللہ کی خدمت کا شرف عطا فرمایا ہے تمہارے پاس اللہ کے مہمان حج کرنے کے لئے یہاں آتے ہیں جن کے دلوں میں اس گھر کی عظمت ہے تو تم اللہ تعالیٰ کے مہمانوں کی عزت افزائی و خدمت کے زیادہ حق دار ہو دور دراز علاقوں سے لوگ سفر کر کے پراگندہ حالت میں گرد و غبار میں اَٹے ہوئے آتے ہیں لہٰذا تم خدا کے مہمانوں اور زائرین کی توقیر کرو قسم ہے اس گھر کے رب کی اگر میرے

پاس اتنا مال ہوتا جوان کی میزبانی کے لئے کافی ہوتا تو میں تنہا ہی تم سب کی بجائے ان کے لئے خرچ کرتا، اب میں بھی اپنے پاکیزہ اور حلال مال سے بہت بڑا حصہ نکالتا ہوں اورتم میں سے جو اس کارِ خیر میں حصہ ڈالنا چاہے وہ اپنے حلال مال پر جو نہ ظلماً لیا گیا ہو نہ کسی کی حق تلفی کی گئی ہو، چنانچہ قریش اس خطبہ کو سُن کر بڑھ چڑھ کر مال تعاون کے لئے پیش کرتے جسے حاجیوں کی خدمت کیلئے دارالندوہ میں جمع کیا جاتا

(الحلبی: السیرۃ الحلبیۃ، باب: نسبہ الشریف صلی اللہ علیہ وسلم جلد ۱ ص ۱۲ مطبوعہ المکتبۃ المعروفیۃ کوئٹہ)

حضرت ہاشم رضی اللہ عنہ اسی طرح ہر سال بہت سامال حاجیوں کی خدمت کے لئے نکالتے ایام حج میں چمڑے کے بڑے بڑے حوض بنواتے ان میں پانی بھر کر کشمش ملا کر حاجیوں کو پلاتے۔

۸ ذوالحجہ سے قبل ہی حاجیوں کے لئے کھانے کا انتظام کرتے منیٰ، عرفات میں حاجیوں کی دعوتِ شاہانہ جس میں گوشت، روٹی، گھی اور کھجور کی ثرید ہوتی الغرض یہ لنگرِ ہاشمیہ لوگوں کے اپنے اپنے علاقوں میں واپس چلے جانے تک جاری رہتا۔

(الصالحی: سبل الھدی والرشاد، الباب الرابع: فی شرح أسماء آبائہ صلی اللہ علیہ وسلم جلد ۱ ص ۲۷۰ مطبوعہ مکتبہ نعمانیہ پشاور۔

ابن سعد: الطبقات الکبریٰ، ذکر ھاشم بن عبد مناف جلد ۱ ص ۳۵ مطبوعہ مکتبہ عمریہ کوئٹہ)

حضرت ہاشم رضی اللہ عنہ حاملِ نورِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم:

علامہ سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ اپنی معرکۃ الآراء کتاب "بلوغ الارب" میں لکھتے ہیں:

وكان نور رسول الله صلى الله عليه وسلم يتلالأفي وجههِ لايَراهاحد الاقبل يدهٔ ولايمر بشيى الاسجده لهٔ وكان يضرب بجودهٖ المثل

ترجمہ: ''اور اللہ تعالیٰ کے رسول کا نور آپکے چہرہ پر ضوفشاں رہتا تھا جو آدمی بھی آپ کی زیارت کرتا آپ کے ہاتھ چوم لیتا، جب بھی آپ کسی چیز کے پاس سے گزرتے تو وہ سجدہ میں گرجاتی آپ کی سخاوت بطور ضرب المثل عرب میں مشہور تھی۔

(آلوسی: بلوغ الارب جلد ۱ ص ۲۷۳)

امام ابوسعد نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:

كان النوريُرى على وجهه كا لهلال يتوقد، لايراه أحد الا احبه و اقبل نحوه

ترجمہ: ''ان کے چہرے پر نور نبوت دیکھا جا سکتا تھا۔انہیں جو بھی دیکھتا تھا ان کی محبت میں گرفتار ہو جاتا تھا۔''

(الصالحی: سبل الهدی والرشاد، الباب الرابع: فی شرح أسماء آبائه صلى الله عليه وسلم جلد ۱ ص ۲۷۰ مطبوعه مکتبه نعمانیه پشاور)

حضرت ہاشم رضی اللہ عنہ کا عقد نکاح:

قارئین کرام! جیسا کے آپ پڑھ چکے ہیں کہ حضرت ہاشم رضی اللہ عنہ کے چہرہ مبارک میں نور نبوت ضوفشاں تھا ہر کوئی دیکھ کر کشش محسوس کرتا بڑے بڑے سردار یہ تمنا رکھتے کہ حضرت ہاشم رضی اللہ عنہ سے انکا رشتہ دامادی قائم ہو جائے تا کہ وہ نور نبوت ان کی اولاد میں منتقل ہو جائے تا کہ ان کو شرف وعزت نصیب ہو اسی غرض سے وہ آپ

کو ہدیے تحائف پیش کرتے اور اپنی تقاریب میں بطور مہمان خاص مدعو کیا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ قیصر روم نے جب آپ کو دیکھا تو اپنی بیٹی کے رشتہ کی پیش کش کی کیونکہ اس نے انجیل میں آپ کے اوصاف پڑھے تھے مگر آپ نے معذرت کر لی۔

(الصالحی: سبل الهدی والرشاد، الباب الرابع:فی شرح أسماء آبائه صلی الله علیه وسلم جلد ۱ ص ۲۷۰ مطبوعه مکتبه نعمانیه پشاور)

آپ نے پہلا نکاح خاندان قریش کی ایک عورت جس کا نام قیلہ بنت عامر بن مالک الخزاعی سے کیا جس سے آپ کے بیٹے اسد بن ہاشم متولد ہوئے مگر نورِ نبوت بدستور آپ کے چہرۂ مبارک میں جلوہ گر تھا۔

ایک دن آپ نے حرمِ کعبہ میں طواف کرتے ہوئے دعا کی اے اللہ! اس نور کی امانت کو اُٹھانے والا فرزند عطا فرما۔ اسی رات خواب میں حکم ہوا کہ قبیلہ بنو نجار کی سلمیٰ بنت عمرو سے نکاح کریں، تو آپ تجارت کے سلسلہ میں ملک شام گئے راستہ میں یثرب (مدینہ طیبہ) سے گزر ہوا جہاں آپ نے سلمیٰ بنت عمرو سے نکاح فرمایا جس کی تفصیلات حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے تذکرہ میں گزر چکی ہیں۔ جن سے حضرت عبد المطلب بن ہاشم رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔

(ابن المبرد: الشجرة النبوية فی نسب خير البرية صلی الله عليه وسلم (حاشيه)، ص ۲۹ مطبوعه دارِ حراء قاهره

ابن سعد: الطبقات الکبریٰ ، ذکر هاشم بن عبد مناف ، جلد ۱ ص ۳۵ ص ۳۲ مطبوعه مکتبه عمريه کوئٹه)

اس کے علاوہ حضرت ہاشم رضی اللہ عنہ نے اور عورتوں سے بھی نکاح فرمائے جن کا تذکرہ آپ کی اولاد کے باب میں آئے گا۔

حضرت ہاشم رضی اللہ عنہ کا وصال:

حضرت ہاشم رضی اللہ عنہ تجارتی قافلوں کے ساتھ ملک شام گئے راستہ میں کچھ دن انہوں نے سسرال کے ہاں قیام کیا بعدازاں شام کی طرف روانہ ہوئے غزہ جو کہ فلسطین کے نواح میں ایک شہر ہے وہاں پہنچ کر آپ علیل ہو گئے کچھ دن بیمار رہنے کے بعد داعی اجل کو لبیک کہا اور وہیں وصال فرمایا مقام غزہ میں ہی آپ کو دفن کیا گیا جس کو غزہ ہاشم کہا جاتا۔

(ابن سعد: الطبقات الکبریٰ، ذکر هاشم بن عبد مناف ، جلد ۱ ص ۳٦ مطبوعه مکتبه عمریه پشاور)

عمر مبارک:

خداداد صلاحیتوں کے مالک حضرت ہاشم رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک ابھی پچیس سال کے قریب تھی عین عنفوان شباب کے عالم میں اس دار فانی سے دار البقا کے راہی بن گئے۔

حضرت ہاشم رضی اللہ عنہ کی اولاد:

آپ رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے چار فرزند اور چھے لڑکیاں عطا فرمائیں:
جنکی تفصیل درج ذیل ہے۔

(۱۔) شیبۃ الحمد جن کو عبدالمطلب بن ہاشم کہا جاتا ہے۔

(۲۔) رقیہ بنت ہاشم یہ کمسنی کے عالم میں ہی انتقال کر گئیں، ان دونوں کی والدہ حضرت سلمیٰ بنت عمرو بن زید تھیں جو کہ قبیلہ بنو نجار سے تھیں۔

(۳۔) ابو صیفی بن ہاشم ان کا نام عمرو تھا۔

(۴۔) صیفی بن ہاشم ۔ ان دونوں بھائیوں کی ماں ہند بنت عمرو بن ثعلبہ بن حارث تھیں یہ قبیلہ خزرج سے تھیں۔

(۵۔) اسد بن ہاشم

ان کی والدہ قیلہ بنت عامر بن مالک تھا یہ قبیلہ خزاعہ سے تھیں

(۶۔) نفلہ بنت ہاشم

(۷۔) شفاء بنت ہاشم

(۸۔) رقیہ بنت ہاشم

ان تینوں کی والدہ امیہ بنت عدی بن عبداللہ بن دینار تھیں جو کہ قبیلہ قضاعہ سے تھیں۔

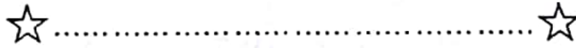
(۹۔) ضعیفہ بنت ہاشم

(۱۰۔) خالدہ بنت ہاشم.

ان کی والدہ کا نام اُمِ عبداللہ واقدہ بنت ابی عدی تھا، ان کا قبیلہ مازنیہ تھا

(۱۱۔) حنہ بن ہاشم ان کا نام عدی بنت حبیب بن حارث

(ابن سعد: الطبقات الکبریٰ، ذکر ھاشم بن عبدمناف، جلد ۱ ص ۳۶ مطبوعه مکتبه عمریه کوئٹه)



(5) تذکرہ حضرت عبد مناف المغیرہ رضی اللہ عنہ بن قصی

نام

آپ رضی اللہ عنہ کا اصل نام مغیرہ بن قصی تھا اور عبد مناف کے نام سے مشہور ہو گئے۔ آپکی والدہ کا نام حیی بنت خلیل بن حبشہ تھا۔

وجہ تسمیہ:

امام صالحی رضی اللہ عنہ نے علامہ سہیلی کے حوالے سے یوں نقل کیا ہے:

قال السهيلى مفعل من اناف ينف انافةاذا ار تفع۔ وقال المفضل رحمة الله تعالىٰ الاناقة الاشراف والز يادة ويه سمى عبد مناف

ترجمہ: امام سہیلی نے کہا ہے: یہ اناف ینیف سے مفصل کے وزن پر ہے۔اس کا معنی ہے بلند ہونا مفضل کہتے ہیں کہ الانـاقة الاشـراف اور الزیادۃ کو کہتے ہیں ۔اسی وجہ سے ان کا نام عبد المناف پڑ گیا۔

(الصالحی :سبل الهدی والرشاد ، الباب الرابع ، فی شرح اسماء آبائه ﷺ جلد ۱ ص۲۷۱ مطبوعه مکتبه نعمانیه پشاور)

اس لیے بھی آپ اپنی عمدہ عادات اور مکارم اخلاق کی وجہ سے اپنے زمانہ کے لوگوں سے اعلی وارفع تھے اور اپنی غیر معمولی فہم وفراست کی بدولت اپنے والد حضرت قصی رضی اللہ عنہ کے بعد اپنی قوم کے سردار مقرر ہوئے۔

ان کے بارے میں ایک شاعر نے کہا:

کانت قریش بیضة فتفلقت فالمح خالصه لعبد الدار

ترجمہ: قریش ایک انڈے کی مثل تھے۔ جب اسے توڑا گیا تو اس کا مغز اور جوہر عبدالمناف تھے۔

(الصالحی: سبل الهدی والرشاد، الباب الرابع، فی شرح اسماء ﷺ جلد ۱ ص ۲۸۲ مطبوعه مکتبه نعمانیه پشاور

دحلان مکی: السیرة النبویه، جلد ۱ ص ۳۱ مطبوعه ضیاء القرآن لاهور)

قمر بطحاء:

حضرت عبد مناف رضی اللہ عنہ حسن و جمال میں یکتاء زمانہ تھے۔ اس وجہ سے آپ کو لوگ ''قمر بطحاء'' یعنی مکہ کا چاند کہا کرتے تھے۔

زرقانی شریف میں یوں مرقوم ہے:

ويدعى القمر بجماله وكان فيه نور رسول صلى الله عليه وسلم

ترجمہ: اور خوبصورتی کی وجہ سے انہیں چاند کہا جاتا تھا ان کی پیشانی میں نور محمدی ﷺ جلوہ فگن رہتا تھا۔

(الزرقانی :شرح مواهب اللدنیه، المقصد الاول: تشریف رسول ﷺ جلد ۱ ص ۱۳۹ مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت)

حاصل نور محمدی ﷺ:

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انہیں ایک پتھر ملا جس پر یہ عبارت لکھی ہوئی تھی کہ:

انا المغيرة بن قصي اوصى قريشا بتقوى الله جل

وعلا وصلة الرحم وكان يبغض الاصنام وكان يلوح عليه نور النبى ﷺ

ترجمہ: میں مغیرہ بن قصی ہوں۔ میں قریش کو وصیت کرتا ہوں کہ وہ اللہ جل شانہ سے ڈرتے رہا کریں اور رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کریں۔ اور آپ کو بتوں سے سخت نفرت تھی۔ نبی کریم ﷺ کا نور انکے چہرے پر چمکتا تھا۔

(الزرقانی: شرح المواهب اللدنيه ، المقصد الاول :تشريف رسول ﷺ جلد ١ ص١٣٩ مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت

دحلان مكى: السيرة النبوية، جلد ١،ص ٣٠ مطبوعه ضياء القرآن پبلی کیشنز لاهور)

خوف خدا کا درس:

حضرت عبد مناف رضی اللہ عنہ خود بھی بتوں سے نفرت کرتے اور قریش کو اللہ تعالی سے تقوی کی وصیت فرماتے۔ انکے ہاتھوں میں اسماعیل علیہ السلام کی کمان اور نزار کا جھنڈا ہوتا تھا۔

(دحلان مكى: السيرة النبوية جلد ١، ص ٣٠ مطبوعه ضياء القرآن پبلی کیشنز لاهور)

معاہدہ حلف الاحباش:

مخلوق خدا کی مدد اور مظلوموں کی دادرسی کیلئے حضرت عبد مناف رضی اللہ عنہ نے قریش اور بنو کنانہ، بنو خزیمہ اور بنی ہزیل کے درمیان ایک معاہدہ فرمایا، جس کو "**حلف الاحباش**" کہا جاتا تھا۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ تھی کہ یہ معاہدہ مکہ مکرمہ زاد اللہ شرفھا کے ایک پہاڑ کے دامن میں ہوا جسکو اس وقت جبل حبشی کہا جاتا تھا۔

معاہدہ کیا تھا اور کس طرح ہوا:

اسکی تفصیل یہ ہے کہ ایک آدمی قریش سے اور ایک ایک مذکورہ قبائل سے اٹھتا اور

رکن بیت اللہ کے پاس آ کر اس پر ہاتھ رکھ کر قسم کھاتا کہ اس حرمت وعزت والے گھر اور رکن اور مقام ابراہیم کی قسم کہ تمام مخلوق خدا کی ممکن حد تک مدد کریں گے اور جس نے ان قبائل سے جنگ کی ہم سب اسکی مدد کریں گے اور مظلوموں کی دادرسی کیلئے انکا بھرپور ساتھ دیں گے اور یہ معاہدہ اس وقت تک رہے گا جب تک سورج مشرق سے طلوع ہو کر مغرب میں غروب ہوتا رہے گا۔ (یعنی قیامت تک)

حضرت عبد مناف کا عقد نکاح اور اولاد:

حضرت عبد مناف رضی اللہ عنہ نے تین عورتوں سے نکاح فرمایا:

سب سے پہلے عاتکہ کبری بنت مرہ بن ہلال بن مالج سے نکاح کیا جن سے آپ کے تین بیٹے اور پانچ بیٹیاں پیدا ہوئی۔

ا۔ ھاشم ۲۔ عبد شمس دونوں بھائی جڑواں ہوئے۔

۳۔ مطلب بن عبد مناف

(۱) تماضر بنت عبد مناف (۲) حنہ بنت عبد مناف

(۳) قلابہ بنت عبد مناف (۴) برہ بنت عبد مناف

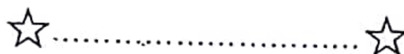
(۵) ھالہ بنت عبد مناف

دوسرا نکاح واقدہ بنت ابو عدی سے کیا جن سے تین فرزند پیدا ہوئی۔

(۱) نوفل بن عبد مناف انہوں نے کسریٰ شاہ ایران سے اجازت نامہ لیا جس کی بدولت قریش عراق کے علاقوں میں تجارت کر سکیں۔

آپ نے تیسرا نکاح ثقیفہ نامی خاتون سے کیا جن سے ایک لڑکی زیطہ بنت عبد مناف متولد ہوئیں۔

(ابن هشام : السيرة النبوية جلد ۱، ص۱۱۶۔۱۱۷ مطبوعه مكتبه عمريه كوئٹه)



(6) تذکرہ حضرت قصی بن کلاب رضی اللہ عنہ

اصل نام اور قصی کی وجہ تسمیہ:

حضرت قصی رضی اللہ عنہ نسب عالی میں سید الانبیاء کے پانچویں جداعلی ہیں انکا اصل نام زید بن کلاب تھا اور قصی بن کلاب سے مشہور تھے۔

قصی کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کے والد ماجد حضرت کلاب رضی اللہ عنہ کا جب وصال ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ ابھی چھوٹے بچے تھے۔

آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ جنکا نام فاطمہ بنت سعد تھا ان کے قبیلہ کے لوگ جو کہ ملک شام کی سرحد کے پاس عذرہ نامی بستی میں رہتے تھے لیکر واپس اپنے قبیلہ ملک شام چلے گئے والدہ کیساتھ حضرت قصی رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ وہاں انہوں نے ربیعہ بن حرام سے نکاح کر لیا تو حضرت قصی رضی اللہ عنہ نے اپنے وطن وقوم سے دور پرورش پائی اسی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ کا نام قصی یعنی اپنے وطن وقوم سے دور رہنے والا پڑ گیا۔

(الصالحی: سبل الھدی والرشاد، الباب الرابع، فی شرح اسماء آبائه ﷺ جلد ۱ ص ۲۵۳ مطبوعه مکتبه نعمانیه پشاور۔

ابن سعد: الطبقات الکبریٰ، ذکر قصی بن کلاب، جلد ۱، ص ۳۰ مطبوعه مکتبه عمریه کانسی روڈ کوئٹه

الحلبی: السیرۃ الحلبیة: باب نسبه والشریف ﷺ، جلد ۱، ص ۱۳ مطبوعه المکتبة المعروفیه کانسی روڈ شالدره کوئٹه)

واپسی مکۃ المکرّمہ، زاد اللہ شرفھا:

حضرت قصی رضی اللہ عنہ عذرہ نامی ملک شام کی بستی میں جوان ہوئے۔ تیراندازی اور نشانہ بازی میں مہارت تامہ حاصل کی۔ ایک روز وہاں بنو قضاعہ کے ایک لڑکے جسکا نام رقیع تھا اس سے تیراندازی میں مقابلہ ہوا جس میں فتح آپ رضی اللہ عنہ کو ملی اسی دکھ میں اس نے آپ کو غریب الوطنی کا طعنہ دیا اور کہا تم ہم میں سے نہیں جاؤ واپس اپنی قوم کے پاس یہ سن کر حضرت قصی کو بہت صدمہ ہوا۔ افسردہ دل کے ساتھ اپنی والدہ کے پاس آئے اور حقیقت حال پوچھی تو ماں نے کہا بیٹا اس میں پریشان ہونے کی کوئی بات نہیں تُو تو ایسے خاندان کا چشم و چراغ ہے جسکی سارے عرب میں عزت وتکریم کی جاتی ہے۔ تو حسب ونسب میں ان سے اعلیٰ وارفع ہے تیرے باپ کا نام کلاب بن مرہ ہے جو کہ قریش کا سردار اور مکہ کا رئیس تھا اور تیرا قبیلہ اور تیرا بھائی زبیر بن کلاب مکہ مکرمہ زاد اللہ شرفھا میں اب بھی مقیم ہیں۔ جب ماں سے یہ ماجرہ سنا تو کہا اب میں اپنے قبیلہ اور وطن سے دور نہیں رہ سکوں گا مجھے اجازت دیں تاکہ میں ان کے پاس چلا جاؤں۔

جب بیٹے کا اصرار دیکھا تو ماں نے کہا بیٹا کچھ دیر انتظار کرلو جب حاجیوں کے قافلے مکہ مکرمہ کو جائیں گے تو میں تمہیں اسکے ساتھ روانہ کردوں گی تاکہ سلامتی کے ساتھ اپنے وطن پہنچ جاؤ۔

چنانچہ جب حج کا موسم آیا تو حجاج کے قافلے کے ساتھ آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ اور ماں جائے بھائی زراخ بن ربیع کے ساتھ آپ رضی اللہ عنہ کو الوداع کیا۔

یہاں آکر آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے بڑے بھائی زھرہ بن کلاب جو کہ حضرت سیدہ آمنہ سلام اللہ علیھا کے جد بھی ہیں کے ہاں قیام کیا جو اس وقت بوڑھے ہو چکے تھے۔

انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو پہچان لیا اور عزت و احترام کے ساتھ اپنے پاس ٹھہرایا۔ قریش بھی بہت خوش ہوئے کہ انکے سردار حضرت کلاب رضی اللہ عنہ کے فرزند واپس اپنی قوم میں آگئے ہیں یوں عزت و وقار کے ساتھ حضرت قصی رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ زاد اللہ شرفھا میں

مقیم ہو گئے۔

(الصالحی : سبل الهدی والر شاد ، الباب الرابع، فی شرح اسماء آبائه ﷺ جلد ۱ ص۲۷۳ مطبوعه مکتبه نعمانیه پشاور

ابن سعد : الطبقات الکبریٰ ، ذکر قصی بن کلاب، جلد ۱، ص ۲۹۔ ۳۰ مطبوعه مکتبه عمریه کوئٹه)

حضرت قصی رضی اللہ عنہ بن کلاب حامل نور مبارک:

حضرت قصی رضی اللہ عنہ حامل نور مصطفیٰ ﷺ تھے اور نور محمدی انکے چہرے پر چمکتا تھا اور عمدہ رائے والے اور سچ اور سخاوت میں اپنی مثال آپ تھے۔

(ابن المبرد : الشجرة النبوية فی نسب خير البرية ﷺ (حاشيه) ص۳٤ مطبوعه دار حراء قاهره)

عقد نکاح اور پاک دامنی میں مشہور:

ایک دفعہ ایک تاجر بہت سا چمڑا لے کر مکہ مکرمہ زاد اللہ شرفھا میں آیا اسے فروخت کیا اور بہت رقم حاصل ہوئی تو اس کی وفات کا وقت آ گیا اسکا کوئی وارث بھی نہیں تھا تو اس نے ساری رقم حضرت قصی رضی اللہ عنہ کو ہبہ کر دی۔

حضرت قصی رضی اللہ عنہ نے خلیل بن حبشہ جو کہ اس وقت حرم پاک کا نگران تھا کی بیٹی حبی بنت خلیل کو پیغام نکاح دیا جسکو خلیل نے بخوشی قبول کر کے حضرت قصی رضی اللہ عنہ سے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا۔

جن کے بطن سے آپکی اولاد ہوئی خلیل نے بڑھاپے میں کمزوری کی وجہ سے کعبہ کی تولیت اپنی بیٹی حبی کے سپرد کر دی اس نے کہا میں تو کعبہ کے دروازے کھولنے اور بند کرنے اور دیگر معاملات نہیں کر سکتی تو اس نے یہ ذمہ داری اپنے بیٹے ابوغبشان جنکا نام الخرش تھا کو دے دی وہ شراب کا عادی تھا موقع پا کر حضرت قصی رضی اللہ عنہ نے اسکو ایک

سارنگی اور شراب کا مشکیزہ دیا اور کعبہ کی تولیت کا حق خرید لیا۔
اس سودے سے عرب میں ایک ضرب المثل مشہور ہوئی کہ جب کوئی شخص خسارے کا سودا کرتا تو سب کہتے:

"اخسر صفقة من ابی غبشان"

کہ اس نے تو ابو غبشان سے بھی گھاٹے کا سودا کیا۔
یوں حضرت قصی رضی اللہ عنہ کعبہ اللہ ازاد اللہ شرفھا کے متولی بن گئے۔

(الصالحی: سبل الهدی والرشاد، الباب الرابع فی شرح اسماء آبائه صلی الله علیه وسلم جلد ۱، ص ۲۷۳۔ ۲۷۴ مطبوعه مکتبه نعمانیه پشاور
ابن سعد: الطبقات الکبری، ذکر قصی بن کلاب، جلد ۱ ص ۳۰ مطبوعه مکتبه عمریه کوئٹه
دحلان مکی: السیرة النبویة، جلد ۱ ص۲۶۔ ۲۷ مطبوعه ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاهور)

بنوخزاعہ کی حضرت قصی رضی اللہ عنہ سے جنگ:

حضرت قصی رضی اللہ عنہ کے سسر خلیل بن حبشہ جو کہ کعبۃ اللہ کے متولی تھے انکا تعلق بنو خزاعہ سے تھا ان کی رحلت کے بعد حضرت قصی رضی اللہ عنہ نے کعبۃ اللہ کی تولیت کو ابو غبشان سے خرید لیا یہ بات بنوخزاعہ کو ناگوار گزری کہ حضرت قصی سے یہ منصب واپس لیا جائے اس کیلئے انہوں نے اپنے حلیف قبیلہ بنو بکر کو اپنی مدد کیلئے بلایا دونوں قبیلے حضرت قصی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ کی تیاری میں لگ گئے۔

ادھر حضرت قصی رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی ماں جائے بھائی زراخ بن ربیعہ اور دیگر بھائیوں کو پکارا جو کہ خود بھی ایک جمعیت لے کر اور قبیلہ قضاعہ کے جوانوں کا ایک لشکر

لے کر مکہ آئے۔فریقین کے درمیان تولیت کے معاملہ میں خوب گھمسان کا رن پڑا بہت سے آدمی مارے گئے مگر فتح وشکست کا فیصلہ نہ ہوسکا۔اب فریقین نے مزید جنگ کرنے کی بجائے ثالث سے فیصلہ کرانے میں ہی رضا مندی ظاہر کی۔ دونوں نے یعمر بن عوف بن کعبہ کو اپنا ثالث مقرر کیا وہ جو بھی فیصلہ کرے گا دونوں کو من وعن قبول ہوگا۔ اس پر یعمر بن عوف نے دونوں فریقین کی باتیں سن کر فیصلہ کیا کہ جنگ میں بنوخزاعہ کے جتنے آدمی مارے گئے انکا کوئی خون بہانہ ہوگا اور حضرت قصی رضی اللہ عنہ کے حامیوں سے جتنے لوگ جنگ میں مارے گئے بنوخزاعہ پر انکی دیت لازم ہوگی اور کعبہ اللہ زاداللہ شرفھا کے متولی حضرت قصی رضی اللہ عنہ ہوں گے۔ یوں حضرت قصی رضی اللہ عنہ نے کعبہ کی تولیت کے ساتھ مکہ کا اقتدار بھی بلاشرکتِ غیرے سنبھال لیا۔

(سبل الهدى والرشاد، الباب الرابع، في اسماء آبائه ﷺ جلد ١ ص ٢٧٤ مطبوعه مكتبه نعمانيه پشاور

ابن سعد: الطبقات الكبرى، ذكر قصي بن كلاب، جلد ١ ص٢٩۔٣٠ مطبوعه مكتبه عمريه كوئٹه

دحلان مكى: السيرة النبويه، جلد ١ ص٢٦ مطبوعه ضياء القرآن پبلى كيشنز لاهور)

حضرت قصی رضی اللہ عنہ کا مکۃ المکرّمہ میں قریش کو آباد کرنا:

حضرت قصی رضی اللہ عنہ اھل عرب میں زیرک اور دانشمند انسان تھے۔ زمام اقتدار سنبھالنے کے بعد آپ نے اپنی قوم قریش کے وہ خاندان جو جزیرہ عرب میں رہائش پذیر تھے کو مکہ مکرمہ زاداللہ شرفھا میں جمع کر کے وہاں آباد کیا اوران کو مکانات بنانے کی اجازت دی اور شہر مکہ کو چار حصوں میں تقسیم کر کے وہاں قریش کو آباد کیا۔

وادی مکہ میں جو مقیم ہوئے انہیں قریش البطاح کے نام سے موسوم کیا۔

جو مکۃ المکرّمہ زاد اللہ شرفھا کے بالائی حصہ میں بسے انکو قریش الظواہر کہا جانے

لگا۔

اور قریش کو مکۃ المکرّمہ میں بسانے کی وجہ جو خود حضرت قصی رضی اللہ عنہ نے اپنی قوم سے خطاب میں کہی۔

"اے قریش تم سب کعبۃ اللہ کے ارد گرد مقیم ہو جاؤ اھل عرب تمہارے ساتھ جنگ کرنا حلال نہیں سمجھتے کیونکہ تم ان میں محترم ہو۔"

(الصالحی: سبل الهدی والرشاد ، الباب الرابع، فی شرح اسماء آبائه ﷺ جلد ۱ ص ٢٧٤ مطبوعه مكتبه نعمانيه پشاور)

یوں آپ رضی اللہ عنہ نے آل حضرت اسماعیل علیہ السلام کو اپنے آبائی شہر میں عزت و وقار آزادی کے ساتھ زندگی بسر کرنے اور بیت اللہ کی خدمت کا موقع عطا فرمایا۔

ایک شاعر نے اس کارنامے کو یوں بیان کیا:

وابو کم قصی کان یدعی مجمعا

به جمع الله القبائل من فهر

وانتم بنو زید وزید ابو کم

به زیدت البطحاء فخرا علی فخر

کہ اے قریش! تمہارے باپ قصی ہیں جن کو مجمع (جمع کرنے والا) کہا جاتا ہے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آل فہر کے قبائل کو (مکہ میں) جمع کیا۔

تم زید کے بیٹے ہو اور زید تمہارے باپ ہیں (زید حضرت قصی کا اصل نام تھا) اس کے کارناموں کی وجہ سے وادی بطحا کو عزت و شرف ملا۔

(الصالحی: سبل الهدی والرشاد، الباب الرابع : فی شرح اسماء آبائه ﷺ جلد ۱ ص ٢٧٥ مطبوعه مكتبه نعمانيه پشاور)

حضرت قصی رضی اللہ عنہ کی شاندار اصلاحات:

حضرت قصی رضی اللہ عنہ کو جب زمام اقتدار ملی تو آپ رضی اللہ عنہ نے ایسے اہم امور کی بنیاد رکھی جسکی بدولت اہل مکہ کو ایک منظم مربوط اور عزت کی زندگی گزارنے کا موقع ملا۔

جو اصلاحات آپ رضی اللہ عنہ نے فرمائیں ان میں کچھ یہ ہیں۔

۱۔ تمام قوم قریش کو مکہ میں مکانات بنانے کی عام اجازت دی تاکہ وہ اپنے آبائی وطن میں عزت کی زندگی گزاریں۔

۲۔ دارالندوہ کی تعمیر، اس عمارت کا دروازہ صحن حرم کی طرف کھولا گیا۔ اسی جگہ قریش کے تمام معاملات کا فیصلہ کیا جاتا، جنگ، صلح، نکاح قریش کا کوئی قافلہ تجارت یا کسی غرض کیلئے مکہ سے نکلتا تو یہیں سے رخصت کیا جاتا۔ اور واپسی بھی یہیں آکر اترتے۔

۳۔ حاجیوں کی خدمت کے لیے سقایہ (پانی پلانے کا انتظام)

۴۔ رفادہ (حاجیوں کیلئے کھانا کھلانے کیلئے فنڈ کا قیام)

۵۔ حجابہ (حرم شریف کی خدمت کی ذمہ داری) لواء جنگ کیلئے جھنڈا بلند کرنا (جنکی تفصیل حضرت ہاشم رضی اللہ عنہ کے تذکرہ میں گزر چکی ہے)

۶۔ مزدلفہ میں آگ روشن کرنے کا آغاز

۹۔ ۱۰ ذوالحج کی شام کو مزدلفہ میں آپ رضی اللہ عنہ نے آگ روشن کرنے کی رسم کا آغاز کیا۔ جسکا مقصد یہ تھا جو لوگ میدان عرفات سے آرہے ہیں اس روشنی کو دیکھ کر اپنی راہ متعین کر سکیں اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ رسم زمانہ اسلام میں حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے عہد تک جاری رہی۔

(ابن سعد : الطبقات الکبریٰ ، ذکر قصی بن کلاب ، جلد ۱ ص ۳۲ مطبوعه مکتبه عمر یه کانسی روڈ کوئٹه)

قارئین کرام حضرت قصی رضی اللہ عنہ کے حالات سے یہ نتیجہ اخذ کرنا مشکل نہیں کہ!

حضرت قصی رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالی نے بے پناہ خوبیوں سے نوازا تھا جس کی بدولت انہوں نے ایسے تاریخی کارنامے سرانجام دیئے جو کہ ایک منظم اور کامیاب حکومت کے سنگ میل ہیں۔ ان کارناموں میں انسانی زندگی کی فلاح و بہبود کا راز پوشیدہ ہے۔اور زائرین حرم کی ہر لحاظ سے خدمت کو اپنی قوم اور اپنے لیے اعزاز بنایا یقیناً حضرت قصی رضی اللہ عنہ کی انسانی ہمدردی کی اعلیٰ مثال ہے۔

حضرت قصی رضی اللہ عنہ کا یوم العروبہ (یوم جمعہ) کو خطبہ:

حضرت قصی رضی اللہ عنہ قریش کو جمعہ کے دن اکٹھا کر کے خطبہ دیا کرتے تو اس وقت اس دن کو العروبہ کہا جاتا تھا۔

جس میں آپ وعظ و نصیحت کے ساتھ ساتھ اھل مکہ کو بت پرستی سے باز رہنے کی تلقین بھی کرتے اور لوگوں کو آگاہ کرتے کہ عنقریب ان میں ایک عظیم نبی معبوث ہونے والا ہے۔ جب وہ تشریف لائیں انکی دعوت پر لیت ولعل کے بغیر فوراً ایمان لے آنا۔

حضرت قصی رضی اللہ عنہ کی وفات:

قوم قریش کو عزت و وقار کی زندگی اور روشن مستقبل کی راہ پر گامزن کرنے والے حضرت قصی رضی اللہ عنہ کا وصال مکۃ المکرّمہ زاد اللہ شرفھا میں بڑھاپے کی عمر میں ہوا۔ اس سانحے میں انکی بیٹی جن کا نام تخمرہ بنت قصی ہے نے کچھ اشعار پڑھے جو کہ ہدیہ قارئین ہیں۔

طرق النعی بعید یوم الھجد

فنعی قصّیا ذالندی والسودہ

فنعی المھذب من لوی کلھا

فانھل دمعی کالجمان المفرد

فارقت من جزن وھم داخل

ارق السلیم لوجدہ المتفقد

ترجمہ: کہ سونے والے رات سو رہے تھے کہ کچھ دیر بعد موت کی خبر دینے والے نے دروازہ پر دستک دی اور حضرت قصی رضی اللہ عنہ کی موت کی خبر سنائی جو کریم سخی سردار تھے۔

اور ایسے شخص کی موت کی خبر سنائی جو تمام خاندان لوئی میں سب سے زیادہ مہذب تھا یہ خبر سن کر میرے آنسوؤں کی لڑی بہنے لگی اس غم کی وجہ سے میری نیند اُچاٹ ہوگئی جیسے سانپ کے ڈسے ہوئے کی حالت ہوتی ہے۔

حضرت قصی رضی اللہ عنہ کو مقام حجون میں دفن کیا گیا آپ رضی اللہ عنہ کے بعد لوگوں نے اس مقام پر مردوں کی تدفین شروع کردی۔

(الصالحی: سبل الھدی والرشاد، الباب الرابع : فی شرح اسماء آبائه ﷺ جلد ۱ ص۲۷۶ مطبوعه مکتبه نعمانیه پشاور

ابن سعد: الطبقات الکبری ، ذکر قصی بن کلاب ، جلد ۱ ص ۳۳ مطبوعه مکتبه عمریه کوئٹه)

حضرت قصی رضی اللہ عنہ کی اولاد:

حضرت قصی رضی اللہ عنہ کی اولاد میں چار فرزند اور دولڑکیاں ہیں جن کے نام درج ذیل ہیں۔

۱۔عبدمناف بن قصی
۲۔عبدالدار بن قصی
۳۔عبدالعزی بن قصی
۴۔عبد بن قصی

۱۔تخمر بنت قصی
۲۔برہ بنت قصی

ان سب کی والدہ کا نام حبی بنت خلیل بن حبشہ تھا۔

(ابن هشام: السيرة النبوية ، تزويج قصى بن كلاب حبيى بنت خليل، جلد ١ ص١٢٦ مطبوعه مكتبه نعمانيه پشاور

ابن سعد: الطبقات الكبرى ، ذكر قصى بن كلاب ، جلد ١ ص٣١ مطبوعه مكتبه عمريه كوئٹه)

حضرت قصی رضی اللہ عنہ کا اپنے مناصب اولاد کو تقسیم کرنا:

قارئین کرام جیسا کہ آپ پڑھ چکے ہیں حضرت قصی رضی اللہ عنہ نے اھل مکہ اور حاجیوں کیلئے بہت سے فلاحی امور کی بنیاد رکھی قریش جن پر ہمیشہ فخر کیا کرتے تھے بالخصوص پانچ منصب دار الندوہ سقایہ، رفادہ، اللواء، اور حجابہ پر مناصب قریش میں سرداری کی علامت اور ہمیشہ باعث عزت وشرف سمجھے جاتے تھے۔

چونکہ انکے بانی حضرت قصی رضی اللہ عنہ تھے تو اب تقسیم مناصب جو روایتوں میں ہیں کہ حضرت قصی رضی اللہ عنہ جب بڑھاپے کی وجہ سے کمزور ہوئے تو آپ نے یہ پانچوں منصب اپنے سب سے بڑے بیٹے عبدالدار کو دے دیئے باقی بیٹوں کو اس سعادت سے محروم رکھا۔ اسکی وجہ سے علامہ محمد بن سعد صاحب ''طبقات'' نے یہ لکھی ہے۔

عبدالدار اگرچہ حضرت قصی رضی اللہ عنہ کے بڑے فرزند تھے مگر دوسرے بھائی ان سے خوبیوں اور خداداد صلاحیتوں میں بڑھ کر تھے عبدالدار کو چھوٹے بھائیوں کے برابر کرنے کے لیے یہ پانچوں مناصب دیئے۔

دوسری روایت جس کو امام محمد بن یوسف صاحب ''سبل الھدی'' نے لکھا کہ حضرت قصی رضی اللہ عنہ نے اپنے مناصب سب بیٹوں میں تقسیم فرمائے منصب سقایہ اور ندوہ عبدمناف کو انہی کی ذریت سے نبی کریم ﷺ ہوئے اور حجابہ اور اللوء عبدالدار کو دیا۔ اور حاجیوں کو کھانے کھلانے کا منصب رفادہ عبدالعزی کو دیا اور عبد بن قصی کو مکہ مکرمہ کی حفاظت کی ذمہ داری دی۔

(الصالحی : سبل الهدی والرشاد ، الباب الرابع: فی شرح اسماء آبائه ﷺ جلد ۱ ص۲۷٦ مطبوعه مکتبه نعمانیه پشاور)

تقسیم مناصب کے بارے میں یہ روایت زیادہ درست معلوم ہوتی ہے کہ کیونکہ حضرت قصی رضی اللہ عنہ جیسے مدبر اور زیرک انسان سے یہ توقع نہیں کی جاسکتی کہ وہ سارے بیٹوں کو محروم رکھ کر ایک ہی بیٹے کو تمام مناصب دے دے۔ واللّٰہ اعلم و رسوله اعلم

حضرت قصی رضی اللہ عنہ کے حکیمانہ اقوال:

حضرت قصی رضی اللہ عنہ کے چند اقوال ہدیہ قارئین ہیں جن سے آپکی شخصیت کی بالغ نظری نظر آتی ہے۔

من اکرم لیئماً شارکه فی لومه

۱۔ جس نے کسی کمینہ خصلت کی عزت کی گویا وہ بھی اسکی کمینگی میں شریک ہے۔

من استحسن قبیحاترك الی قبیحه

۲۔ جو کسی بری چیز کو عمدہ سمجھتا ہے اسکو اسی چیز کے حوالے کر دیا جاتا ہے۔

من طلب فوق قدره استحسن الحرمان

۳۔ جس نے اپنے حق سے زیادہ طلب کیا وہ اس سے محروم کر دیا گیا۔

من لم تصلحه الکرامة اصلتحه الهوان

۴۔ جس کی عزت سے اصلاح نہیں ہوتی ذلت اسکی اصلاح کر دیتی ہے۔

(الحلبی :السیره الحلبیة، باب :نسبه الشریف ﷺ جلد ۱ ص ۱۷ مطبوعه المکتبة المعروفیة کوئٹه

الصالحی : سبل الهدی والرشاد، الباب الرابع، فی شرح اسمائه آبائه ﷺ ، جلد ۱ ص۲۷٦ مطبوعه مکتبه نعمانیه پشاور)

ان زریں اقوال میں آپ رضی اللہ عنہ نے دریا کو کوزے میں بند کر دیا۔

(7) تذکرہ حضرت کلاب بن مرہ رضی اللہ عنہ

نام، کنیت، لقب:

آپ کا اصل نام حکیم بن مرہ تھا اور والدہ کا نام ہند بنت سریر بن ثعلبہ بن حارث کنیت ابو زھرہ تھی۔

یہ نبی کریم ﷺ کے سلسلہ نسب مبارک میں چھٹے جداعلی تھے اور انہیں پر جا کر نبی کریم ﷺ کے والد گرامی حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ اور والدہ ماجدہ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کا سلسلہ نسب ملتا ہے۔

(الصالحی : سبل الهدی والرشاد ، الباب الرابع ، فی شرح اسمائه آبائه ﷺ جلد ۱ ص ۲۷۷ مطبوعه مکتبه نعمانیه پشاور)

کلاب کی وجہ تسمیہ:

آپ رضی اللہ عنہ کا اصل نام جیسا کہ آپ پڑھ چکے ہیں حکیم بن مرہ رضی اللہ عنہ تھا۔ مگر آپ کلاب کے نام سے مشہور ہوئے اسکی وجوہات درج ذیل ہیں۔

آپ رضی اللہ عنہ مقابلے کے وقت فریق مخالف پر دلیر اور غالب ہوتے تھے۔ اس وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ کا نام کلاب مشہور ہوا۔

آپ رضی اللہ عنہ شکار کے دلدادہ تھے جس کی وجہ سے بہت سے شکاری کتے پال رکھے تھے ان سے پیار بھی کرتے تھے۔ شکار کے لیے جب یہ اپنی قوم سے گزرتے تو وہ کہتے یہ کلاب بن مرہ ہیں یہی لقب مشہور ہو گیا

(الحلبی :السیرة الحلبیة ، باب : نسبه الشریف ﷺ، جلد ۱ ص ۲۵

مطبوعه المكتبة المعروفية كوئٹه)

ابوقیش سے پوچھا گیا تم عرب والے اپنے بچوں کے نام درندوں کے نام پر رکھتے ہو جیسے کلاب ذیب اور غلاموں کے نام اچھے رکھتے ہو جیسے مروق، باج اسکی کیا وجہ ہے تو اس نے کہا ہم اپنے بچوں کے نام درندوں والے دشمن کو خوف زدہ کرنے کے لیے رکھتے ہیں کیونکہ ہمارے بیٹے لڑائی کے وقت دشمن کی گردن پر تیر مارتے ہیں اس لیے ہم ان کے ایسے نام پسند کرتے ہیں اور غلاموں کے نام اپنے لیے رکھتے ہیں۔

(الصالحی : سبل الهدی والر شاد، الباب الرابع: فی شرح اسماء آبائه ﷺ جلد ۱ ص ۲۷٦ مطبوعه مکتبه نعمانیه)

حامل نور مبارک:

حضرت کلاب رضی اللہ عنہ اپنے باپ حضرت مرہ رضی اللہ عنہ کے وصی تھے اور حامل نور محمدی ﷺ اور اپنے آباء واجداد کے تبرکات بھی انہیں کے پاس تھے۔

(ابن المبرد: الشجرة النبوية فی نسب خير البرية ﷺ،(حاشيه) ص ۳۵ مطبوعه دار حراء قاهره)

حضرت کلاب رضی اللہ عنہ کا عقد نکاح:

آپ رضی اللہ عنہ نے فاطمہ بن سعد بن سیل بن اذر سے نکاح کیا جن کے باپ اپنے وقت کے سب سے شجاع مانے جاتے تھے۔ (ایضاً)

حضرت کلاب رضی اللہ عنہ کی اولاد:

حضرت کلاب رضی اللہ عنہ کے دو بیٹے تھے۔زہرہ بن کلاب جنکی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوزہرہ تھی حضرت قصی رضی اللہ عنہ بن کلاب (ایضاً)

حضرت کلاب کا وصال :

حضرت کلاب رضی اللہ عنہ کے وقت وصال انکے بڑے بیٹے زہرہ جوان تھے اور قصی بن کلاب رضی اللہ عنہ ابھی کم عمر تھے جو کہ بعد میں اپنی والدہ کے ساتھ ملک شام کی طرف چلے گئے جس کی تفصیل گزر چکی ہے۔ (ایضاً)

عربی مہینوں کے ناموں کے موجد!

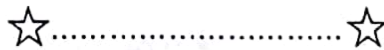
عربی مہینوں کے موجودہ نام ۔محرم، صفر، ربیع الاول، ربیع الثانی، جمادی الاول، جمادی الثانی، رجب، شعبان، رمضان، شوال، ذوالقعد، ذوالحج۔حضرت کلاب بن مرہ (رضی اللہ عنہ) کے ہی رکھے ہوئے ہیں جو آج تک اسی طرح ہیں۔۔۔

(آلوسی : بلوغ الارب جلد ۲ ص ۲۸۵)

سونا چاندی سے مزین تلواریں کعبۃ اللہ کے لیے وقف!

حضرت کلاب رضی اللہ عنہ کے سسر سعد بن سیل نے سب سے پہلے تلوار کے دستوں پر سونا چاندی کی نقش و نگاری کا آغاز کیا انہوں نے دو تلواریں آپ رضی اللہ عنہ کو بھی دیں۔ حضرت کلاب رضی اللہ عنہ نے وہ دونوں مزین تلواریں بیت اللہ کی حفاظت کے لیے وقف کر کے خزانہ کعبہ میں رکھ دیں۔

(الصالحی : سبل الهدی والر شاد، الباب الرابع: فی شرح اسمائه آبائه ﷺ جلد ۱ ص ۲۷۷ مطبوعه مکتبه نعمانیه پشاور)



(8) تذکرۂ حضرت مرہ بن کعب رضی اللہ عنہ

نام:

آپ کا نام مبارک مرہ بن کعب رضی اللہ عنہ اور والدہ ماجدہ کا نام وحشیہ بنت شعبان بن محارث بن فہر تھا۔

وجہ تسمیہ:

آپ رضی اللہ عنہ کے نام کی وجہ تسمیہ کے بارے چند قوال منقول ہیں:۔

۱۔ مرّۃ یہ قرّۃ کے وزن پر ہے اکثر لوگ اس طرح نام رکھتے تھے جیسے حنظلہ علقمہ وغیرہ۔

۲۔ مرّۃ جڑی بوٹیوں کے ناموں میں سے ہے آپ اکثر سرکہ اور زیتون استعمال کرتے تھے۔

۳۔ یہ ذُومرّۃِ یعنی ''دانائی'' سے ماخوذ ہے۔

۴۔ یہ مرّ الشی سے مشتق ہے یعنی تلخ چیز۔

(الصالحی: سبل الهدیٰ والرشاد، الباب الرابع: فی شرح اسماء آبائه صلی الله علیه وسلم، جلد ۱ ص ٤٧٧ مطبوعه مکتبه نعمانیه پشاور)

کنیت:

آپ رضی اللہ عنہ کی کنیت ''ابو یقظہ'' تھی بڑے بیٹے کے نام کی وجہ سے۔

حامل نورِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم:

حضرت مرہ رضی اللہ عنہ حامل نور مبارک تھے۔

يتلا لا و جهه كالكوكب

نبی کریم علیہ السلام کے نورمبارک کی وجہ سے آپ کا چہرہ ستارے کی مانند چمکتا تھا۔

(ابـن المبرد: الشجرة النبوية فی نسب خير البرية صلى الله عليه وسلم، ص٣٦ مطبوعه دار حراء قاهره)

عقد نکاح:

حضرت مُرّۃ رضی اللہ عنہ نے پہلا نکاح ہند بنت سریر بن ثعلبہ بن حارث بن فہر سے فرمایا: دوسرا نکاح بارقیہ سے کیا جو کہ قبیلہ بنو اسد سے تھیں

حضرت مرّۃ رضی اللہ عنہ کی اولاد:

حضرت مُرّۃ رضی اللہ عنہ کے تین فرزند تھے۔

۱۔ کلاب بن مرۃ:

جو کہ عمود النسب اور حامل نور مبارک تھے۔

۲۔ تیم بن مرّۃ

ان کی والدہ ہند بن بنت سریر تھیں۔

۳۔ یقظہ بن مّرۃ:

یہ بارقیہ اسدیہ میں سے تھے۔

نوٹ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا سلسلہ نسب حضرت مُرّۃ بن کعب رضی اللہ عنہ پر آ کر ملتا ہے۔

(الـصـالحی:سُبل الهدى والرشاد، الباب الرابع: فی شرح اسماء آبائه صلى الله عليه وسلم ، جلدا ص ٣٧٨ مطبوعه مكتبه نعمانيه پشاور)

(9) تذکرۂ حضرت کعب بن لوی رضی اللہ عنہ

نام:

آپ رضی اللہ عنہ کا نام مبارک کعب بن لوی رضی اللہ عنہ تھا۔ اور والدہ ماجدہ کا نام مبارک معاویہ بنت کعب تھا جو کہ قبیلہ قضاعیہ سے تھیں۔

وجہ تسمیہ:

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کے نام کی وجہ تسمیہ میں اہل سیر سے چند قول منقول ہیں۔

۱۔کعب: مشکیزہ یا کسی برتن میں جم جانے والے مکھن کے ٹکڑے کو کہا جاتا ہے۔

۲۔کعب: عربی میں انسانی ایڑی کو کہا جاتا ہے۔ جس سے مراد قوم میں عزت و وقار ہے۔ چونکہ آپ رضی اللہ عنہ اپنی قوم میں بڑی محترم اور ممتاز شخصیت تھے اس لئے آپ رضی اللہ عنہ کو کعب کہا جاتا ہے۔

۳۔ اور ثابت قدمی اور استقامت کی وجہ سے بھی آپ رضی اللہ عنہ کو کعب کہا جاتا تھا۔ کیونکہ اہل عرب کہتے تھے۔ ثَبَتَ ثُبُوتَ الکعب کہ فلاں تو کعب کی طرح ثابت قدم ہے۔

۴۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ کو آپ کے بلند مرتبے اور علوشان کی وجہ سے کعب کہا جاتا ہے۔ کیونکہ ہر اونچی اور بلند چیز کو عربی میں کعب کہتے ہیں۔ جیسا کہ بیت اللہ کو عظمت شان کی بلندی کی وجہ سے کعبہ کہا جاتا ہے۔

(الصالحی : سبل الهدی والرشاد، الباب الرابع : فی شرح اسماء

آبائه صلى الله عليه وسلم جلد۱،ص ۲۷۸ مطبوعه مکتبه نعمانيه پشاور۔)

کنیت:

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو ھصیص بروزن قریش تھی۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ سردارِ قریش اور حاملِ نورِ مبارک:

حضرت کعب رضی اللہ عنہ اپنے والد گرامی حضرت لوی رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد ان کے جاں نشین بنے (اور جاں نشینی کا حق ادا کیا) اپنی قوم کے سردار مقرر ہوئے اور عمود نسب مبارک تھے نور مصطفیٰ کریم علیہ السلام کی امانت اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ عنہ کو عطا فرمائی جو چہرہ مبارک پر ہر وقت ضوفشاں رہتا تھا۔

اہل عرب حضرت کعب رضی اللہ عنہ کو بڑی عزت و قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے ہر اہم معاملہ میں آپ رضی اللہ عنہ کو ملجاء و ماوی سمجھا جاتا تھا۔

(ابن المبرد: الشجرة النبوية فی نسب خير البرية صلى الله عليه وسلم، ص ۳۷ مطبوعه دارحراء قاهره)

حضرت کعب رضی اللہ عنہ داعی توحید اور مبلغ ملت ابراہیمی:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء و اجداد میں حضرت کعب رضی اللہ عنہ ممتاز شخصیت وحیثیت کے مالک تھے۔ ہر جمعہ کو قبیلہ قریش کے لوگوں کو حرم پاک میں جمع کر کے خطبہ دیتے اپنے خطبات میں قریش کو اللہ تعالیٰ کے احکامات کی اطاعت کا حکم دیتے اور معرفت خداوندی کا درس دیتے اور انہیں مظاہرہ قدرت اور گردش لیل ونہار میں غور و فکر کی دعوت دیتے اور اللہ تعالیٰ کی تخلیقات میں تدبر کریں تاکہ وہ نقطہ توحید کو سمجھ سکیں اور انسانی ہمدردی، وعدہ کی پاسداری، فقراء مساکین کی خدمت کا جذبہ دلاتے اور ان میں گزشتہ اقوام کے حالات سے عبرت حاصل کرنے کا شعور بیدار کرتے، موت و

آخرت کی ہولناکیوں سے آگاہ کرتے۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کا ایک جامع خطبہ:

امام ابو یوسف الصالحیر حمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو سلمہ بن عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی آپ رضی اللہ عنہ کا ایک خطبہ اپنی کتاب "سبل الهدى و الرشاد" میں نقل فرمایا جو کہ دینی، تاریخی ادبی اور وعظ و نصیحت میں شاندار اورا نسانی ہمدردی کا عکاس ہے جس سے آپ کی شخصیت کی بالغ نظری کی ایک جھلک نظر آتی ہے اس میں سے ایک اقتباس نظر قارئین ہے۔

اما بعد ! حمد وصلاۃ کے بعد یہ کلمہ عربی میں کلام یا تحریر کے آغاز پر حمد و ثناء کے بعد بولا جاتا:

سب سے پہلے اس کلمے کو آپ نے بولا جو کہ آج تک رائج ہے۔

فاسمعوا وعوا ، وافهموا و تعلموا ، ليل ساجِ، و نهار ضاحٍ، والارض مهاد ،والسماء بناء ، والجبال اوتاد، والنجوم اعلام،لم تخلق عبثاً فتضربوا عنا صفحاً، الاٰخرون كا لاولين، والذكر كا لانثىٰ ،والزوج والفرد اِلىٰ بلى ، فصلوا ارحامكم ، واوفوا بعهو دكم، واحفظو ااسهاركم ، وثمروا اَموالكم ، فانها قوام مروء تكم ، فهل رايتم من هالك رجع، اوميت نشر ، الدار امامكم

ترجمہ: حمد و صلاۃ کے بعد اے لوگو! غور سے سنو اور خوب یاد رکھو، سمجھو اور سیکھو کے اندھیری راتیں اور روشن دن زمین کو پنگھوڑا اور آسمان کو

پختہ عمارت پہاڑوں کو زمین کی میخیں اور ستاروں کو (مسافروں کے لئے) علامتیں (اللہ تعالیٰ نے بنائی ہیں) اور یہ ساری چیزیں بے فائدہ پیدا نہیں فرمائیں کہ تم ان نشانیوں سے منہ پھیر لو بعد میں آنے والوں کا حال بھی وہی ہوگا جو پہلوں کا ہوا مرد بھی عورت کی طرح ہے انسان جوڑا جوڑا اور اکیلا سب فنا کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ پس صلہ رحمی کرو اپنے وعدوں کو پورا کرو کیونکہ ان پر تمہاری مروت اور احسان کا دارومدار ہے کیا تم نے کسی ہلاک ہو جانے والے کو دیکھا ہے کہ وہ لوٹ آیا ہو کیا کوئی مردہ قبر سے اُٹھا ہے آخرت کا گھر تمہارے سامنے ہے۔

(الصالحی : سبل الهدی والرشاد ، الباب الرابع : فی شرح اسماء آبائه صلی الله علیه وسلم ، جلد١ ص ٢٧٩ مطبوعه مکتبه نعمانیه پشاور)

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں پیشن گوئی:

قارئین کرام! جو خطبہ آپ نے ملاحظہ فرمایا اسی کے آخر میں حضرت کعب رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت مبارکہ کے متعلق فرمایا کرتے تھے اور اس میں لوگوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جلوہ گری کے بارے میں آگاہ کرتے اور تاکید کرتے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں تو فوراً ان پر ایمان لائیں اور ان کی اتباع کریں۔

(ابن المبرد: الشجرة النبوية فی نسب خیر البریة صلی الله علیه وسلم ص ٣٧مطبوعه دارحراء قاهره)

اور یہ خطبہ اکثر حج کے دنوں دیا کرتے تھے اس میں:

حرمكم زينوه وعظموه و تمسكوا به فسياتی لهٗ نبا عظيم وسيخرج منه نبی كريم بذلك جاء

موسیٰ و عیسی صلی اللہ علیھما و سلم۔
اپنے حرم کو آراستہ کرو اور اس کی تعظیم کرو اور حفاظت کرو اس سے ایک بہت عظیم خبر آئے گی اور عنقریب ایک کریم نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں گے جن کی خوشخبری حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام نے اپنی اُمتوں کو دی تھیں۔
پھر آپ رضی اللہ عنہ یہ اشعار پڑھتے:۔

نهار وليل كل اوب بحاث

سواء علينا ليلها و نهار ها

ترجمہ: ہر روز دن میں اور رات میں واقعات رونما ہوتے ہیں ہم پر ان کی رات اور ان کا دن یکساں ہیں۔

على غفلة ياتى النبى محمد

يخبر اخبار صدو قا خبير ها

ترجمہ: اور اچانک نبی کریم جن کا اسم گرامی محمد ہے تشریف لائیں گے اور ہمیں ایسی خبروں سے آگاہ کریں گے جن کا خبر دینے والا سچا ہوگا۔

واللّٰه لو كنت ذاسمعٍ وبصرٍ ويد و رجل

لتنصبت فيها تنصب الجمل

و لا١ قلت فيها ارقال الفحل

ترجمہ: بخدا کاش! اس وقت میرے کان اور آنکھیں میرے ہاتھ اور پاؤں صحیح ہوں تو میں اس دعوت کو پھیلانے کے لئے سر بلند کر کے کھڑا ہوتا جیسے اونٹ کھڑا ہوتا ہے اور اس طرح فخر و ناز سے چلتا جس طرح نر سانڈ چلا کرتا ہے۔

پھر یہ شعر کہتے:

یالیتنی شاھد فحواء دعوته

حین العشیرة تبعی الحق خذلاتا

اے کاش میں ان کی دعاؤں کا اثر دیکھنے والوں میں ہوتا جبکہ قبیلہ سچائی کو نامراد کرنے کی کوشش میں ہوتا۔

(الصالحی : سبل الھدی والرشاد ، الباب الرابع : فی شرح اسماء آبائه صلی الله علیه وسلم جلدا ص ۲۷۹ مطبوعه مکتبه نعمانیه پشاور۔
الحلبی : السیرة الحلبیة ، باب : نسبه الشریف صلی اللّٰه علیه وسلم جلد ۱ ص ۲۸ مطبوعه المکتبة المعروفیة کوئٹه)

سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ کو اپنے محبوب نبی علیہ السلام کی بعثت سے کس طرح باخبر فرمایا تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتوں اور شانوں کے ساتھ نام مبارک تک جانتے تھے اور یہ بھی جانتے تھے کہ یہ وہی عظیم رسول ہوں گے جن کی بشارتیں حضرت موسیٰ و حضرت عیسیٰ علیہما السلام نے دی تھیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ اور حضرت کعب رضی اللہ عنہ کے درمیان پانچ سو ساٹھ سال کا فاصلہ تھا۔

(الصالحی : سبل الھدی و الرشاد، الباب الرابع : فی شرح اسماء آبائه صلی الله علیه وسلم جلد ۱ ص ۲۷۹ مطبوعه مکتبه نعمانیه پشاور)

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کا عقد نکاح:

حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے وحشیہ بنت شیبان بن محارب بن فہر سے نکاح کیا جن سے آپ رضی اللہ عنہ کے تین بیٹے ہوئے۔

۱۔ مرہ بن کعب رضی اللہ عنہ:

یہ عمود النسب اور حامل نور مبارک تھے۔

۲۔ ھصیص بن کعب:

ان کے نام پر حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو ھصیص تھی

۳۔ عدی بن کعب:

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی وفات اور سن و تاریخ کا آغاز:

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کا وصال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت طیبہ سے پانچ سو ساٹھ سال قبل ہوا۔

ایک قول کے مطابق چار سو نوے سال قبل آپ کا وصال ہوا۔

(الحلبی : السیرۃالحلبیۃ ، باب : نسبه الشریف صلی الله علیه وسلم ، جلد ١ ص ٢٥ مطبوعه المکتبه المعروفیة کوئٹه۔)

سب سے پہلے عرب نے آپ رضی اللہ عنہ کی وفات سے ہی سن اور تاریخ کا حساب کرنا شروع کیا اور بعد میں واقعہ فیل سے دوبارہ سن اور تاریخ کا آغاز ہوا۔ کیونکہ عرب کسی بھی عظیم واقعہ سے تاریخ و سال کا حساب کرتے تھے۔ چونکہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ بھی اپنی قوم میں بہت عزت و عظمت کے مالک تھے اسی وجہ سے ان کی وفات سے یہ حساب شروع کیا گیا۔ اور پھر ایک بڑا واقعہ فیل تھا جس سے پھر دوبارہ سن و تاریخ کا حساب شروع ہوا۔

(الحلبی : السیرۃ الحلبیۃ ، باب : نسبه الشریف صلی الله علیه وسلم، جلد ١ ص ٢٦ مطبوعه المکتبة المعرو فیة کوئٹه۔)

نوٹ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا سلسلہ نسب حضرت کعب بن لوی رضی اللہ عنہ پر مل جاتا ہے۔

(الحلبی: السیرۃ الحلبیۃ ، باب : نسبه الشریف صلی الله علیه وسلم ، جلد ١ صفحه ٣٥ مطبوعه مکتبه نعمانیه پشاور)۔

☆.............................☆

(10) تذکرہ حضرت لوئی بن غالب رضی اللہ عنہ

نام، وجہ تسمیہ اور کنیت:

آپ رضی اللہ عنہ کا نام لوئی بن غالب رضی اللہ عنہ کنیت ابو کعب تھی اور والدہ ماجدہ کا نام عاتکہ بنت یخلد ہے۔ یہ خوش نصیب عورت ان تیرہ عاتکہ نامی خواتین میں سے پہلی ہیں جو کہ نبی کریم ﷺ کہ سلسلہ نسب مادری میں ہیں۔

(الصالحی :سبل الهدی والر شاد، الباب الرابع : فی شرح اسماء آبائه جلد ١ ص ٨٠ مطبوعه مکتبه نعمانیه پشاور)

عواتک وفواطم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ مادری کی پاکیزہ فطرت خواتین

جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے غزوہ حنین کی موقع پر فرمایا:

انا ابن الفو اطم و العو اتك ۔

میں فواطم وعواتک کی اولاد ہوں۔

تو مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان مقدس خواتین کے ذکر کی تفصیل سے برکت حاصل کی جائے۔

عواتک:

کلام عرب میں عاتکہ ایسی خاتون کو کہتے ہیں جو پاک و طاہر اور شریف ہو اور اس قدر خوشبو والی ہو کہ اسکی کثرت سے جسم سرخ ہو جائے۔

ان عواتک کی تعداد علامہ محمد بن سعد صاحب "طبقات" نے تیرہ بیان کی ہے۔

۱۔ عاتکہ بنت مخلد بن نضر بن کنانہ۔ یہ پہلی عاتکہ نامی خاتون ہیں جو سلسلہ نسب عالی میں ہیں۔
۲۔ عاتکہ بنت عمرو بن سعد بن عوف۔
۳۔ عاتکہ بنت عبدہ بن ذکوان بن غاضرہ۔
۴۔ عاتکہ بنت مدلج بن مرہ بن عبد مناف بن کنانہ۔
۵۔ عاتکہ بنت عامر بن ظرب بن عیاذہ۔
۶۔ عاتکہ بنت ہلال بن وہب بن ضبہ
۷۔ عاتکہ بنت مرہ بن ہلال بن فالج
۸۔ عاتکہ بنت عدی بن سہم
۹۔ عاتکہ بنت غالب بن فہر۔
۱۰۔ عاتکہ بنت سعد بن ہذیل بن مدرکہ
۱۱۔ عاتکہ بنت کاہل بن عذرہ
۱۲۔ عاتکہ بنت عامر بن انظرب
۱۳۔ عاتکہ بنت الاسد بن الغوث

(الحلبی :السیرة الحلبیة ، باب تزویج، عبداللہ رضی اللہ عنہ ابی النبی صلی اللہ علیہ وسلم آمنة امہ وحفر زمزم وما یتعلق بذلك جلد ۱ ص ٦٢۔٦٣ مطبوعہ المکتبة المعروفیة کوئٹہ

ابن سعد : الطبقات الکبری ، ذکر الفواطم والعو اتك الاتی ولدن رسول ﷺ جلدا ص ٢٧ مطبوعہ مکتبہ عمر یہ کوئٹہ)

فواطم:

فاطمہ کا معنی جس لڑکی کا دودھ چھڑایا گیا ہو اسکو بھی فاطمہ کہتے ہیں آزادی اور نجات بھی اسکا معنی ہے۔

جس کی تائید سرور دو عالم (ﷺ) کہ اس فرمان ذیشان سے بھی ہوتی ہے۔

انما سمیت بنتی فاطمة لا ن الله تعالی فطمها و مجیها عن النار

کہ میں نے اپنی بیٹی کا نام فاطمہ اس لیے رکھا ہے کہ اللہ تعالی نے اسکو اور اس کے محبین کو جہنم کی آگ سے آزاد کر دیا ہے۔

عرب میں ان خواتین کی طہارت وشرافت ضرب المثل تھی۔

انکی تعداد بہ اختلاف روایات ۵/۶/۱۰ ہے۔

جن کے اسماء درج ذیل ہیں۔

۱۔ فاطمہ بنت عمرو بن شمالہ ازدیہ

۲۔ فاطمہ بنت عوف بن حارث بن عبد مناف بن کنانہ۔

۳۔ فاطمہ بنت عمرو بن عائذ بن عمران۔ یہ رسول کریم ﷺ کی دادی جان تھیں۔

۴۔ فاطمہ بنت عامر بن ظرب بن عیاذہ

۵۔ فاطمہ بنت عبید بن رواس بن کلاب بن ربیعہ

۶۔ فاطمہ بنت معاویہ بن بکر بن ہوازن

۷۔ فاطمہ بنت ربیعہ بن عبد العزی

۹۔ فاطمہ بنت نصر بن عوف بن الحی خزاعیہ

ان میں کچھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کہ سلسلہ مبارک میں ہیں۔
اور کچھ والد ماجد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہا کے نسب عالی میں ہیں۔

(ابن سعد :الطبقات الکبری ، ذکر الفواطم والعواتك الاتی ولدن رسول ﷺ جلد۱ ص۲۷۔ ۲۸ مطبوعه مکتبه عمریه کوئٹه)

حضرت لوئی رضی اللہ عنہ حامل نور مبارک:

حضرت لوئی رضی اللہ عنہ اپنے والد گرامی کے وصال کے بعد ان کے جانشین بنے اس لیے کہ آپ رضی اللہ عنہ کے چہرہ مبارک سے نبی کریم ﷺ کا نور چمکتا تھا۔ آپ خلف صالح اور امین ہونے کے ساتھ ساتھ عمود النسب عالی بھی تھے۔ اپنی قوم کہ فرماں روا اور سردار مکہ تھے۔

(ابن المبرد: الشجرة النبوية فی نسب خير البرية ﷺ (حاشيه) ص۲۸ مطبوعه دار حراء قاهره)

حضرت لوئی رضی اللہ عنہ صاحب علم وحکمت!

حضرت لوئی رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالی نے علم وحکمت سے نوازا تھا۔ کم عمری میں ایسے باکمال جملے آپ رضی اللہ عنہ کی زبان سے نکلتے جو ضرب المثل بن جاتے تھے۔
آپ کا کلام علم وآگاہی کا مرقع ہونے کے ساتھ ساتھ بصیرت افروز بھی ہوتا تھا۔
حضرت لوئی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے۔

۱۔رب معروفه لم يخلق
بے شمار نیکیاں ایسی ہیں جو پوشیدہ نہیں ہوتیں۔

۲۔وعلى من اولىٰ معروفاً نشره
جس کو نیک کام کا والی بنا دیا جائے اسکی نیک نامی مشہور ہو جاتی ہے۔

۳۔فاذاخمل الشی لم یذکر
جب کوئی چیز گمنام ہو جائے تو اس کو یاد نہیں کیا جاتا۔

(الصالحی : سبل الهدى والرشاد، الباب الرابع: فی شرح اسماء آبائه ﷺ جلد ۱ ص ۲۸۰ مطبوعه مكتبه نعمانيه پشاور)

حضرت لوئی رضی اللہ عنہ کا عقد نکاح و اولاد!

حضرت لوئی رضی اللہ عنہ نے پہلا نکاح ماویہ بنت کعب بن القیس بن جسر سے کیا۔ جو قبیلہ قضاعہ سے تھیں اور ان سے آپ رضی اللہ عنہ کے تین بیٹے پیدا ہوئے۔

۱۔کعب بن لوئی

۲۔ عامر بن لوئی

۳۔اسامہ بن لوئی

دوسرا نکاح:

بارہ بنت عوف سے کیا جو کہ قبیلہ غطفان سے تھیں۔ ان سے ایک بیٹا عوف بن لوئی متولد ہوا۔ وہ حضرت لوئی رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد اپنے بیٹے عوف کو لیکر اپنے قبیلے میں جا بسیں۔ وہیں ایک شخص سعد بن نہان غطفانی سے نکاح کر لیا۔ اس نے عوف بن لوی کو اپنا متبنیٰ (منہ بولا بیٹا) بنا لیا۔ اسی لیے عوف بن لوئی کو قریشی اور غطفانی کہتے تھے۔

تیسری شادی آپ رضی اللہ عنہ نے قبیلہ ربیعہ کی ایک مربیہ عورت سے کی۔ جس کا نام بنانا بنت عمر بن فاسط تھا۔

ان سے ایک بیٹا سعد بن لوئی پیدا ہوا۔

عائزہ بنت شیبان بن ثعلبہ سے بھی نکاح کیا۔ جس سے حزیمہ بن لوئی پیدا ہوئے۔

یوں حضرت لوئی رضی اللہ عنہ کی اولاد میں چھ بیٹے تھے۔ وقت وصال حضرت لوئی رضی اللہ عنہ نے اپنے سب سے اکرام و افضل بیٹے کعب رضی اللہ عنہ کو اپنا جاں نشین مقرر فرمایا۔

(ابن المبرد : الشجرة النبوية فی نسب خير البرية صلى الله عليه وسلم (حاشيه) ص۲۸ مطبوعه دار حراء قاهره)



(11) تذکرہ حضرت فہر بن مالک رضی اللہ عنہ

نام کنیت اور وجہ تسمیہ:

آپ رضی اللہ عنہ کا نام فہر بن مالک ہے اور والدہ ماجدہ کا نام حضرت جندلہ بنت حارث بن مقاص جرہمی تھا۔ایک قول کے مطابق آپکا نام قریش اور کنیت فہر ہے۔

(الحلبی: السیرۃ الحلبیۃ، باب: نسبہ الشریف صلی اللہ علیہ وسلم، جلدا ص٢٦ مطبوعہ المکتبتہ المعروفیۃکوئٹہ

الطبری: تاریخ ماقبل الھجرۃ، ذکر نسب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ذکر بعض اخبارآبائہ واجدادہ، جلدا ص٥١٠ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت، لبنان)

فہر کی وجہ تسمیہ:

(ا) فہر اِس پتھر کو کہا جاتا ہے جس سے ادویات اور جڑی بوٹیاں پیسی جاتی ہیں۔

(ب) فہر اِس پتھر کو کہا جاتا ہے جو طویل ہو۔

(ج) فہر اِس پتھر کو کہتے ہیں جو ہتھیلی کو بھردے۔

(الصالحی: سبل الھدی والرشاد، الباب الرابع: فی شرح أسماء آبائہ صلی اللہ علیہ وسلم، جلدا ص٢٨٠ مطبوعہ مکتبہ نعمانیہ پشاور۔

الزرقانی: شرح مواھب اللدنیۃ، المقصد الاول فی تشریف اللہ تعالیٰ لہ علیہ الصلاۃ والسلام جلدا ،ص١٤٥۔١٤٦ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

قریش کون؟

قریش کس کا لقب ہے اِس بارے میں مؤرخین اور علماء سیرت کے چنداقوال ہیں۔

(ا) یہ حضرت قصی بن کلاب رضی اللہ عنہ کا قول ہے اِس قول کی نسبت علامہ ماوردی، ابن الاثیر اور علامہ مبرد کی طرف ہے۔اِس قول کوالنور میں باطل قرار دیا گیا اور وجہ یہ بیان کی گئی ہے۔کہ یہ قول رافضیوں کا ہے کیونکہ ایسا کر کے وہ حضرت سید ناصدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت سید نافاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو قبیلہ قریش سے خارج کرنا چاہتے ہیں کیونکہ وہ اگر قریش میں نہ ہوں تو انکی امامت وخلافت باطل ہوگی۔مگر یہ اجماع امت کے خلاف ہے۔

(الصالحی: سبل الهدی والرشاد، الباب الرابع:فی شرح أسماء آبائه ، صلی الله علیه وسلم جلدا ص ۲۸۲ مطبوعه مکتبه نعمانیه پشاور)

(ب) دوسرا قول یہ ہے کہ قریش نضر بن کنانہ رضی اللہ عنہ کا لقب ہے۔ یہ قول صاحب سیرۃ ابن ہشام، محمد بن اسحٰق، ابوعبیدہ، معمر المثنیٰ، ابوعبید قاسم بن سلام اور امام شافعی کا ہے اور حافظ صلاح الدین علائی نے کہا درست یہی ہے اور محققین نے بھی یہی مؤقف اختیار کیا ہے۔انکی دلیل حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ اُنہوں نے فرمایا میں کندہ کے وفد کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ کیا ہم آپ سے نہیں تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ہم بنونضر بن کنانہ ہیں۔

(الصالحی: سُبل الهدی والرشاد، الباب الرابع: فی شرح أسماء آبائهٖ ﷺ جلدا ص ۲۸۱ مطبوعه مکتبه نعمانیه پشاور۔

ابن ماجه: السنن، ابواب الحدود، باب:من نفی رجلا من قبیلة، رقم الحدیث:۲۶۱۲ ص ۴۷۲ مطبوعه دارالسلام للنشروالتوزیع الریاض)

دوسری روایت که نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا گیا که قریش

کون ھیں تو آپ نے ارشاد فرمایا قریش نضر کی اولاد ھیں۔

(الحلبی: السیرۃ الحلبیة، باب: نسبه الشریف ﷺ، جلد ۱ ص ۲۶ مطبوعه المکتبة المعروفیه کوئٹه)

(ج) تیسرا قول کہ قریش فہر بن مالک کا لقب ہے۔

یہ قول امام بیہقی، امام شعبی، ھشام بن محمد کلبی، معصب بن عبداللہ کا ہے۔ اور حافظ صلاح الدین علائی اسے بھی درست اور جمہور اہل نسب کا مؤقف قرار دیتے ہیں اور امام زہری نے فرمایا میں نے عرب کے نسب بیان کرنے میں سب کو اِسی طرح پایا کہ جو فھر بن مالک سے متجاوز ہیں وہ قریش ہیں۔

(الصالحی: سُبل الهدی والرشاد، الباب الرابع: فی شرح أسماء آبائه ﷺ جلد ۱ ص ۲۸۰ مطبوعه مکتبه نعمانیه پشاور)

قارئین کرام کتب سیرت و تاریخ میں قریش کے بارے میں درج بالا اقوال میں نے آپکی خدمت میں پیش کردیئے اور جو بھی عنداللہ درست ہے اِسی کو ہم مان کر قریش کی وجہ تسمیہ کی طرف بڑھتے ہیں۔

قریش کی وجہ تسمیہ:

قریش کو قریش کیوں کہا جاتا ہے اسکی کئی وجوہات کتب سیرت و تاریخ میں بیان کی گئی ہیں جو درج ذیل ہیں۔

(۱) قریش ایک سمندری جانور کا نام ہے جو تمام سمندری جانوروں سے قوی ہوتا ہے۔ اِس وجہ سے انکو قریش کہا جاتا ہے۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا قریش کو قریش کیوں کہا جاتا ہے۔ تو انہوں نے فرمایا قریش سے مراد جانور جو اپنی قوت کی وجہ سے جانوروں کو کھا جاتا ہے۔

اور یہ خاندان بھی اپنی قوت اور ہیبت کی وجہ سے تمام قبائل عرب پر غالب تھا اِسی وجہ سے انکو قریش کہا جاتا ہے۔

(الصالحی: سبل الهدیٰ والرشاد، الباب الرابع: فی شرح أسماء آبائه ﷺ) جلدا۔ص ۲۸۲ مطبوعه مکتبه نعمانیه پشاور)

(ب) دوسری وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ ایک دن نضر بن کنانہ رضی اللہ عنہ اپنی قوم کی مجلس میں آئے ان کے چہرے پر جلال اور وجاہت کو دیکھ کر اہل مجلس ایک دوسرے سے کہنے لگے۔

انظروا الی نضر کانه جُمل قریش

ترجمہ: کہ حضرت نضر بن کنانہ کی طرف دیکھو ایسے معلوم ہوتا ہے جیسے کوئی طاقتور اونٹ۔

(الطبری: تاریخ الطبری، ذکر نسب رسول الله ﷺ ذکر بعض اخبار آبائه و اجداده، جلد ۱ ص ۵۱ مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت)

(ج) تیسری وجہ یہ ہے کہ لفظ قرش الرجل سے مشتق ہے جسکا معنی ہے لین دین کرنا تجارت کرنا چونکہ یہ خاندان کثرت سے تجارت کرتے اور جب بھی بنو نضر کنانہ کے قافلے آتے تو سب کہتے قریش کا قافلہ آیا ہے اِس سے یہ لقب مشہور ہوا۔

(ابن هشام: السیرة النبویة، اولاد کنانة، أمها تهم، جلدا ص ۱۰۵ مطبوعه مکتبه نعمانیه پشاور.

الطبری: تاریخ الطبری ،ذزکر نسب رسول الله ﷺ و ذکر بعض اخبار آبائه وأجداده جلدا ص ۵۱۱ مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت)

(د) قریش کے بارے جو چوتھی وجہ بیان کی گئی ہے یہی زیادہ درست واغلب معلوم ہوتی ہے کہ قریش تقریش سے بنا ہے جسکا معنیٰ ہے تفتیش کرنا، حالات دریافت کرنا کیونکہ یہ خاندان موسم حج میں دوردراز سے آنے والے زائرین کی خبرگیری کرتے

انکی ضروریات پوری کرتے اور لوگوں کی خیریت دریافت کرتے تو اس وجہ سے ان کو قریش کہتے ہیں۔

(الحلبی: السیرۃالحلبیۃ، باب: نسبه الشریف ﷺ جلد۱۔ص۶۲ مطبوعه المکتبة المعروفیة کوئٹه۔

الصالحی: سبل الهدیٰ والرشاد، الباب الرابع : فی شرح أسماء آباۂ ﷺ جلد۱ مطبوعه مکتبه نعمانیه پشاور۔

الطبری: تاریخ الطبری، ذکر نسب رسول الله ﷺ وذکر بعض اخبار آبائه واجداده جلد۱ ص ۵۱۱ مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت)

حضرت فہر بن مالک رضی اللہ عنہ کا تحفظ بیت اللہ میں یمنیوں سے جنگ کرنا:

ملک یمن سے حسان بن کلال جو کہ حمیدی قبیلہ کا رئیس تھا۔ مکہ مکرمہ کی عزت و عظمت کو دیکھ کر حسد کی آگ میں جل اُٹھا اِس نے تہیہ کرلیا کہ یہ عزت وشرف کہ لوگ دور دراز سے چل کر جس طرح مکہ مکرمہ جاتے ہیں یمن کو ملے۔ اِس نے یمنی قبائل کو جمع کر کے ایک لشکر جرار تیار کیا جو کہ مکہ مکرمہ پر چڑھائی کر کے بیت اللہ سے وہ پتھر جس سے حضرت ابراھیم و حضرت اسماعیل علیہما السلام نے کعبۃ اللہ تعمیر کیا یمن لے جائیں اور وہاں ان پتھروں سے ایک گھر بنائیں اور لوگوں کو اسکا حج کرنے کی دعوت دے۔ یوں لوگ مکہ کے بجائے یمن آیا کریں۔ چنانچہ اِس بُرے ارادے کو لیکر وہ بڑا لشکر لیکر مکہ مکرمہ کی جانب بڑھا ادھر حضرت نضر رضی اللہ عنہ کو اسکی خبر ملی تو آپ کعبۃ اللہ کی حفاظت کیلئے قبائل قریش کا لشکر لیکر اسکے مقابلہ میں آئے۔ فریقین میں مقام نملہ کے پاس زبردست جنگ ہوئی جسمیں دونوں لشکروں سے بہت سے لوگ کام آئے حتیٰ کے حضرت فھر بن مالک کا پوتا قیس بن غالب بھی۔ مگر اللہ تعالیٰ نے حضرت فہر بن مالک رضی اللہ عنہ کو شاندار فتح عطا فرمائی اور یمنی لشکر بھاگ گیا اور انکے رئیس حسان بن کلال کو گرفتار کرلیا گیا اور اسے جنگی قیدی بنایا گیا جو تیں سال تک مکہ میں قید رہا پھر بہت سا

ھدیہ دے کر رہائی پائی اور واپس یمن جاتے ہوئے راستے میں مر گیا۔

قارئین کرام ان حملوں کو لکھتے ہوئے میرے ذہن میں یہ بات آرہی ہے کہ مکہ مکرمہ پر اہل یمن نے میلاد النبی ﷺ سے قبل دوبار یلغار کی اور آج ۱۴۳۸ھ کو بھی اھل یمن اور موجودہ سعودی حکومت آپس میں دست وگریباں ہیں کیا یہ محض اتفاق ہے؟ فیا للعجب

حضرت فہر رضی اللہ عنہ رئیس قوم اور حاملِ نور مبارک:

حضرت فہر رضی اللہ عنہ بن مالک کی قیادت میں تحفظ حرم کے لیے لڑی جانے والی جنگ میں جو شاندار فتح ملی اِسکی وجہ سے اہل مکہ نے حضرت فہر رضی اللہ عنہ کو اپنا رئیس تسلیم کرلیا اور انکے احکامات کی تعمیل کرتے۔ اِس سے پہلے آپ رضی اللہ عنہ اپنے قبیلہ کے سردار تھے اور حضرت فہر رضی اللہ عنہ حامل نور مصطفےٰ ﷺ تھے جس کی وجہ سے آپکا چہرہ چمکتا تھا اور آپ اپنے والدگرامی کے جانشین اور محمود النسب عالی تھے۔

(ابن المبرد : الشجرۃ النبویۃ فی نسب خیر البریۃ ﷺ (حاشیہ) ٤٠ مطبوعہ دارِحراء قاھرہ)

حضرت فہر رضی اللہ عنہ کا عقد نکاح واولاد:

حضرت فہر بن مالک لیلیٰ بنت سعد بن ہزیل بن مدرکہ سے نکاح فرمایا جن سے آپ کی یہ اولاد پیدا ہوئی۔

۱۔ غالب بن فہر

۲۔ محارب بن فہر

۳۔ حارث بن فہر

۴۔ اسد بن فہر

۵۔ جندلہ بنت فہر

(ابن هشام : السيرة النبويه ، اولاد فهر وأمهاتهم ، جلدا ۱۰۷ مطبوعه مكتبه نعمانيه پشاور)۔

امام محمد یوسف الصالحی آپ رضی اللہ عنہ کی اولاد پاک کے درج ذیل نام لکھتے ہیں۔

۱۔عوف بن فہر

۲۔ ریث بن فہر

۳۔ جون بن فہر

۴۔محارث بن فہر

۵۔ غالب بن فہر

۶۔ حارث بن فہر

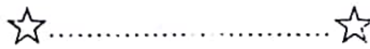
۷۔جندلہ بنت فہر (بیٹی)

(الصالحى: سبل الهدى والرشاد، الباب الرابع: فى شرح أسماء آبائه ﷺ جلدا۔ ص۲۸۳ مطبوعه مكتبه نعمانيه پشاور)

حضرت فہر رضی اللہ عنہ کی اپنے بیٹے کو وصیت:

تھوڑا مال جو تیرے پاس ہے اِس زیادہ سے بہتر ہے جو تجھے ذلیل کر لے چاہے وہ تیرا ہی ہو جائے۔

(الحلبى: السيرة الحلبية، باب: نسبه الشرف ﷺ، جلدا۔ ص ۲٦ مطبوعه المكتبة المعروفية كوئٹه)



(12) تذکرۂ حضرت مالک بن نضر رضی اللہ عنہ

نام، کنیت اور وجہ تسمیہ:

آپ رضی اللہ عنہ کا نام حضرت مالک بن نضر رضی اللہ عنہ ہے۔ اور والدہ ماجدہ کا نام حضرت عکرشہ بنت عدوان ہے جن کا لقب عاتکہ تھا اور کنیت ابوالحارث بڑے بیٹے حارث کی وجہ سے ہے۔

حضرت مالک رضی اللہ عنہ کو مالک اس لئے بھی کہتے تھے کہ آپ رضی اللہ عنہ عرب کے سردار تھے۔

(الحلبی :السیرۃ الحلبیة، باب : نسبه الشریف ﷺ، جلد۱۔ ص ۲۶ مطبوعه المکتبة المعروفیة کوئٹه)

حضرت مالک رضی اللہ عنہ تجارتی قافلوں میں قائد قافلہ:

اہل مکہ جب عازم سفر ہوتے تو حضرت مالک رضی اللہ عنہ ان کے رہنما و قائد ہوتے اور ان کے لئے خوردونوش کا بھی اہتمام کرتے اور مقام بدر پر ایک کنواں بھی کھودایا جس کا نام آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کے نام سے بئر بدر رکھا۔

(الطبری : تاریخ الطبری ، ذکر نسب رسول الله ﷺ و ذکر بعض اخباره آبائه و أجداده جلد۱ ص ۵۱۱ مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت ، لبنان)

جس جگہ نبی کریم ﷺ نے اپنے تین سو تیرہ جانثاروں کے ساتھ کفار مکہ کے ساتھ پہلی جنگ لڑی جس میں اللہ تعالیٰ نے اسلام کو عظیم الشان بے مثل فتح عطا فرمائی جس سے کفر کا غرور خاک میں مل گیا۔ آج وہاں شہداء بدر آرام فرما ہیں جن کے دم سے آج

وہاں بہاریں ہیں روحانیت اور جذبہ عشق رسول اللہ ﷺ کی خیرات ملتی ہے بزرگان دین فرماتے ہیں آج بھی کوئی شخص شہداء بدر کے ناموں کا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وسیلہ پیش کر کے دعا مانگے تو محروم نہیں رہتا تو حصول برکت کے لئے شہداء بدر کے اسماء مبارکہ ہدیہ قارئین ہیں۔

۱۔ حضرت عبیدہ بن حارث بن مطلب بن عبد مناف رضی اللہ عنہ

۲۔ حضرت عمیر بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

۳۔ حضرت ذوالشمالین عمیر بن عبد عمرو بن نصلہ رضی اللہ عنہ

۴۔ حضرت واقل بن ابی بکیر رضی اللہ عنہ

۵۔ حضرت مہجع مولیٰ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

۶۔ حضرت صفوان بن بیضاء رضی اللہ عنہ (یہ چھ مہاجرین میں سے ہیں)

۷۔ حضرت سعد بن خیثمہ رضی اللہ عنہ

۸۔ حضرت مبشر بن عبدالمنذر رضی اللہ عنہ

۹۔ حضرت حارثہ بن سراقہ رضی اللہ عنہ

۱۰۔ حضرت عوف بن عفراء رضی اللہ عنہ

۱۱۔ حضرت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہ

۱۲۔ حضرت عمیر بن حمام رضی اللہ عنہ

۱۳۔ حضرت رافع بن معلیٰ رضی اللہ عنہ

۱۴۔ حضرت یزید بن حارث بن قسحم رضی اللہ عنہ (یہ آٹھ انصار میں سے ہیں)

(نور بخش توکلی: سیرت رسول عربی ﷺ ص ۱۵۰ مطبوعہ المکتبۃ المدینہ کراچی)

اہل بدر کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لعل اللّٰہ اطلع علی اھل بدر؟ فقال :اعلموا ماشئتم

فقد وجبت لکم الجنة، او فقد غفرت لکم

ترجمہ: ''بے شک اللہ تعالیٰ اہل بدر سے واقف ہے کیونکہ اس نے فرمادیا: تم عمل کرو جو چاہو البتہ تمہارے واسطے جنت ثابت ہو چکی، یا تحقیق میں نے تمہیں بخش دیا''۔

(البخاری: الصحیح، کتاب المغازی، باب: فضل من شهد بدرا، رقم الحدیث: ٣٩٨٣ ص ٦٧٢ مطبوعه دارالسلام للنشروالتوزیع الریاض)

اور بدری ہونا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ایک خاص امتیازی شان ہے۔ مشائخ کرام فرماتے ہیں اہل بدر کے توسل سے جو دعا مانگی جائے بفضلِ الٰہی وہ مستجاب ہوتی ہے۔

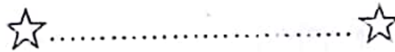
(نور بخش توکلی: سیرت رسول عربی ﷺ، ص ١٥٦ مطبوعه المکتبة المدینه کراچی)

حضرت مالک رضی اللہ عنہ کا عقدِ نکاح واولاد:

حضرت مالک رضی اللہ عنہ نے حضرت جندلہ بنت حارث بن عامر رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا جس سے حضرت فہر بن مالک رضی اللہ عنہ متولد ہوئے۔

بعض مؤرخین نے آپ کے ایک اور بیٹے کا بھی ذکر کیا جس کا نام حارث بن مالک تھا۔

(ابن المبرد: الشجرة النبویة فی نسب خیرالبریة ﷺ (حاشیه) ٤١ مطبوعه دارِ حراء قاهره)



(13) تذکرہ حضرت نضر بن کنانہ رضی اللہ عنہ

نام، کنیت اور وجہ تسمیہ:

آپ رضی اللہ عنہ کا نام قیس بن کنانہ رضی اللہ عنہ تھا اور والدہ ماجدہ کا نام برہ بنت مر بن ادبنطابخہ تھا آپ رضی اللہ عنہ کو حسن و جمال اور چہرے کی چمک کی وجہ سے نضر کہا جاتا تھا کیونکہ نضر سرخ سونے کو کہا جاتا ہے۔

(الصالحی: سبل الهدیٰ والرشاد ، الباب الرابع:فی شرح أسماء آبائه ﷺ جلدا ۲۸٤ مطبوعه مکتبه نعمانیه پشاور۔)

اور بعض نے آپ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو یخلد بھی بیان کی ہے مگر پہلی کنیت زیادہ مشہور ہے حتیٰ کی آپ رضی اللہ عنہ کو اسی نام سے پکارا جاتا تھا۔

اور بعض محققین کے نزدیک آپ رضی اللہ عنہ کا لقب قریش تھا۔ جیسا کہ گزشتہ اوراق میں حضرت فہر بن مالک رضی اللہ عنہ کے تذکرے میں تفصیل گزر چکی ہے۔

حضرت نضر رضی اللہ عنہ حاملِ نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم:

حضرت نضر رضی اللہ عنہ کے چہرہ مبارک پر حسن و جمال کا پہرہ نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ سلم کی دمک کی وجہ سے تھا اسی لئے آپ رضی اللہ عنہ کو نضر چمکنے والا کہا جاتا تھا اور آپ عرب قبائل کے سردار بھی تھے۔

(ابن المبرد: الشجرة النبوية فی نسب خیر البرية صلی الله علیه وسلم ص۲٤ مطبوعه دارِ حراء قاهره)

ایک غلطی کا ازالہ:

زمانہ جاہلیت کی بہت سی قبیح رسموں میں ایک رسم یہ بھی تھی کہ بیٹا اپنے باپ کی موت کے بعد اپنی بیوہ ماں سے عقد کرلیا کرتا تھا۔

بعض مؤرخین نے حضرت نضر کے باپ کنانہ کی طرف بھی یہ بات منسوب کی ہے کہ آپ نے اپنے والدگرامی حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد ان کی بیوہ برہ نامی خاتون سے نکاح کرلیا جس سے حضرت نضر بن کنانہ رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے حالانکہ حقیقتِ حال اس کے برعکس ہے۔

حقیقت:

حقیقت حال یہ ہے کہ حضرت کنانہ رضی اللہ عنہ کے باپ کی بیوہ جن کا نام برہ بنت ادبن طابخہ تھا اور جس خاتون سے حضرت کنانہ رضی اللہ عنہ نے نکاح فرمایا ان کا نام بھی برہ تھا مگر وہ برہ بنت مر بن طابخہ تھیں جن سے حضرت نضر رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔

دوخواتین کے نام میں مشابہت کی وجہ سے یہ غلط فہمی پیدا ہوئی اور یہ بات فرمان رسول کریم ﷺ کے بھی خلاف ہے۔ سید کائنات ﷺ نے اپنے پاکیزہ نسب مبارک کی طہارت کی گواہی دیتے ہوئے ارشاد فرمایا

لم یزل اللّٰہ تعالیٰ ینقلنی من اصلاب الکریمة والارحام الطاهرة حتی اخرجنی من ابوی لم یلتقیا علی سفاح قط

ترجمہ: ''مجھے اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ عزت وکرامت والی پشتوں سے پاکیزہ اور طیب وطاہر رحموں میں منتقل فرمایا یہاں تک کہ میرے والدین کریمین کے ذریعے میرا ظہور ہوا، ان میں سے کسی نے بھی بدکاری کا ارتکاب نہیں کیا۔''

(قاضی عیاض: الشفاء ص۸۷ مطبوعہ مکتبہ اعلیٰ

حضرت لاہور)

خفاجی: نسیم الریاض ، ال، القسم الاول فی تعظیم العلی الاعلی لقدر النبی ﷺ جلد ۲۔ص ۱٤٤ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت، لبنان۔)

نبی کریم ﷺ نے اپنے نسب شریف کی طہارت کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔
''حضرت سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر میرا جو ہر ولادت نکاح سے منتقل ہوتا چلا آیا ہے نہ کہ بدکاری سے، حتیٰ کہ میں اپنے والدین کے ہاں پیدا ہوا، جاہلیت کی بدکاری کا مجھ تک اثر نہیں پہنچ سکا۔''

(ابو نعیم: دلائل النبوۃ ص ۷۹ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

ابوبکر بن محمد نے ، محمد بن علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

انما خرجت من نکاح لم اخرج من سفاح من لدن آدم لم یصیبنی سفاح الجاهلیة

ترجمہ:'' بے شک میں نکاح سے پیدا ہوا ہوں اور حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر میرا نسلی جوہر پاک رہا ہے اور میرے نسب کو جاہلیت کی بدی نے کبھی نہیں چھوا۔''

(ابن ابی شیبة: المصنف ، جلد ۲ ص ۳۰۷ ، رقم الحدیث: ۳۱٦۳۲ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ، لبنان)

اللہ تعالیٰ اپنی بے شمار رحمتوں کا نزول فرمائے ان علماء محققین کے مزارات پر جنہوں نے نسب عالی پر لگنے والے ہر اس فاش اعتراض کو اپنے نشتر قلم سے چاک کردیا اور حقیقت حال کو مزید آشکارا کیا اور سب تعریفیں اس خلاق ارض وسماوات کے لیے جس

نے اپنے حبیب لبیب تاجدارِ ختم نبوۃ وجہ تخلیق کائنات ﷺ کے مبارک سلسلہ نسب کو ہر قسم کے عیبوں سے محفوظ رکھا۔

حضرت نضر رضی اللہ عنہ کا عقدِ نکاح واولاد:

حضرت نضر بن کنانہ رضی اللہ عنہ نے عاتکہ بنت عدوان بن قیس بن عمرو جن کا لقب عکر شہ تھا سے نکاح فرمایا۔جن سے حضرت مالک بن نضر رضی اللہ عنہ جو حامل نور مبارک تھے متولد ہوئے آپ رضی اللہ عنہ کے اور بیٹوں کا ذکر بھی مؤرخین نے لکھا ہے۔

(ابن المبرد: الشجرة النبوية فی نسب خیر البرية صلی الله عليه و سلم (حاشيه) ص ٤٢ مطبوعه دارحراء قاهره)

☆..............................☆



(14) تذکرہ حضرت کنانہ بن خزیمہ رضی اللہ عنہ

نام، کنیت، وجہ تسمیہ:

آپ رضی اللہ عنہ کا نام حضرت کنانہ بن خزیمہ رضی اللہ عنہ اور والدہ ماجدہ کا نام عوانہ بنت سعد قیس بن وعیلان تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو النصر تھی۔ حضرت کنانہ رضی اللہ عنہ کو کنانہ اس لیے بھی کہتے تھے کہ کنانہ کا معنیٰ ترکش ہے۔ جس طرح ترکش تیروں کو چھپا لیتا ہے۔ اس طرح آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی قوم کو اپنی سخاوت اور کرم کے دامن میں چھپالیا تھا۔ ایک وجہ یہ بھی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ اپنی قوم کے اسرار اور رازوں کی حفاظت کرتے تھے۔ اس وجہ سے اس نام سے مشہور ہوئے۔

(الحلبی: السیرة الحلبیة، باب : نسبه الشریف ﷺ، جلدا ص ۲۷ مطبوعه المکتبة المعروفیة کوئٹه)

حضرت کنانہ رضی اللہ عنہ حاملِ نورِ مبارک:

حضرت کنانہ رضی اللہ عنہ اپنی قوم کے سردار تھے اور نورِ نبوت آپ رضی اللہ عنہ کی مبارک پیشانی میں چمکتا تھا اور عمود النسب عالی اور مرجع قبائل تھے۔

(ابن المبرد: الشجرة النبویة (حاشیه) ص ٤٣
مطبوعه دارِ حراء قاهره)

حضرت کنانہ رضی اللہ عنہ کا عقد نکاح:

حضرت کنانہ رضی اللہ عنہ نے ایک خواب دیکھا کہ برہ بنت مر سے نکاح کریں گے اور

ان سے آپ رضی اللہ عنہ کہ ایک عزت و شرف والا فرید الدھر بیٹا پیدا ہوگا۔ چنانچہ اسکی تعمیر یوں پوری ہوئی کہ آپ رضی اللہ عنہ نے پہلا نکاح حضرت برہ بنت مر رضی اللہ عنہا سے کیا، جن سے حضرت کنانہ رضی اللہ عنہ کے چودہ لڑکے پیدا ہوئے۔ جن میں سے کچھ کے نام درج ذیل ہیں۔

۱۔ حضرت نضر بن کنانہ فرید الدھر۔

۲۔ نضر بن کنانہ۔

۳۔ مالک بن کنانہ۔

۴۔ ملکان بن کنانہ۔

۵۔ سعد بن کنانہ۔

۶۔ عوف بن کنانہ۔

۷۔ حارث بن کنانہ۔

۸۔ عمرو بن کنانہ۔

۹۔ عامر بن کنانہ۔ وغیرھم۔

اور دوسرا نکاح زفراء بنت الحاف بنو قضاعہ سے کیا جس سے عبد مناف متولد ہوئے۔ (ابن ھشام: السیرۃ النبویۃ، جلد۱ ص ۱۰۵ مطبوعہ مکتبہ نعمانیہ پشاور)

حضرت کنانہ رضی اللہ عنہ مہمان نواز اور صاحب علم بزرگ ہستی:

حضرت کنانہ رضی اللہ عنہ اس قدر مہماں نواز تھے کہ تنہا کھانا کھانا پسند نہیں کرتے تھے۔ تلاش و بسیار کہ بعد بھی اگر کوئی مہمان نہ ملتا تو کھانا کھاتے وقت ایک لقمہ خود کھاتے اور مہمان کے حصے کا ایک لقمہ پتھر پر ڈال دیتے جو کے بعد میں جانور کھا لیتے۔

حضرت کنانہ رضی اللہ عنہ صاحب علم بزرگ ہستی تھے اور دور دراز سے لوگ آپ رضی اللہ عنہ کی مجلس میں آ کر زیارت کے ساتھ ساتھ علم و حکمت کی باتیں سنتے تھے۔

(الصالحی: سبل الهدی والرشاد، جلدا ص ۲۸۶ مطبوعه مکتبه نعمانیه پشاور۔

الحلبی : السیرة الحلبیة، جلدا ص ۲٦ مطبوعه المکتبة المعروفیة کوئٹه)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں پیشن گوئی:

عامر العدوانی نے اپنے فرزند کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا اے میرے بیٹے میں نے حضرت کنانہ رضی اللہ عنہ کی زیارت کی ہے وہ بہت بزرگ ہستی تھے ۔ اہل عرب انکی زیارت کے لیے دور دراز سے آتے تھے۔ حضرت کنانہ رضی اللہ عنہ آنے والے سے فرمایا کرتے تھے کہ وہ وقت قریب ہے کہ مکۃ المکرّمہ (زاداللہ شرفھا) میں ایک عظیم نبی ظاہر ہوں گے جنکا نام نامی اسم گرامی احمد ﷺ ہوگا۔ وہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کی دعوت دیں گے اور نیکی ، احسان اور اعلیٰ اخلاق کی تلقین کریں گے۔ لہذا جب وہ آ جائیں تو انکی پیروی کرنا جس سے تمھاری عزت وقدر میں اضافہ ہوگا۔

(الحلبی: السیرة الحلبیة، جلدا ص ۲٦ مطبوعه المکتبة المعروفیة کوئٹه)

حضرت کنانہ رضی اللہ عنہ کا ایک خواب:

حضرت کنانہ رضی اللہ عنہ ایک دن حطیم کعبہ میں آرام فرما رہے تھے انہوں نے ایک خواب دیکھا کسی نے کہا اے ابوالنضر ان چاروں چیزوں میں کسی ایک کو چن لو

۱۔گھوڑے ۲۔اونٹ ۳۔تعمیرات ۴۔دائمی عزت

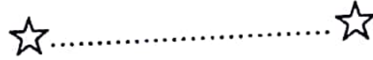
تو آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کی اے مالک ومولیٰ یہ سب چیزیں عطا فرما دے تو دعا قبول ہوگئی اور یہ ساری نعمتیں اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ عنہ کو عطا فرمائیں۔

(الصالحی: سبل الهدی والرشاد، جلدا ص ۲۸۶ مطبوعه مکتبه نعمانیه پشاور)

حضرت کنانہ رضی اللہ عنہ کا ایک سنہری قول:

حضرت کنانہ رضی اللہ عنہ کا ایک زریں قول صاحب سیرت حلبیہ نے ذکر کیا ہے۔ اکثر ظاہری صورت باطن کے خلاف ہوتی ہے جو اپنے حسن کی وجہ سے دھوکہ دیتی ہے مگر اس کہ نتائج کی برائی معلوم ہوتی ہے لہذا ظاہری صورت سے بچو اور حقیقت کی تلاش کرو۔

(الحلبی : السیرة الحلبیة، باب: نسبه الشریف ﷺ ، جلد١۔ ص٢٧ مطبوعه المکتبة المعروفیة کوئٹه۔)



(15) تذکرہ حضرت خزیمہ بن مدرکہ رضی اللہ عنہ

نام وکنیت:

آپ رضی اللہ عنہ کا نام حضرت خزیمہ بن مدرکہ تھا اور والدہ ماجدہ کا نام حضرت سلمٰی بنت اسلم بن الحاف بن قضاء تھا۔

حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوالاسد تھی۔

(ابن المبرد: الشجرة النبوية فی نسب خيرالبرية ﷺ، ص٤٤ مطبوعه دارِ حراء قاهره۔

الصالحی: سبل الهدی والرشاد، الباب الرابع: فی شرح أسماء آباه ﷺ جلدا ص٢٨٧ مطبوعه مكتبه نعمانيه پشاور)

حاملِ نور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم:

حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کے چہرے مبارک پر نور مصطفےٰ ﷺ چمکتا تھا جسکو دیکھنے کیلئے لوگ کشاں کشاں آتے تھے۔

(ابن المبرد: الشجرة النبوية (حاشيه) ص٤٤ مطبوعه دارِ حراء قاهره)

حضرت خزیمہ سردار قوم:

حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ اپنے والد گرامی حضرت مدرکہ رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد عرب قبائل کے حاکم اور سردار بنے۔

حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کا عقد نکاح واولاد:

حضرت خزیمہ نے عوانہ بنت سعد بن قیس سے نکاح فرمایا جن سے آپ کے چار بیٹے پیدا ہوئے۔

۱۔ حضرت کنانہ بن خزیمہ عمود النسب عالی

۲۔ اسد بن خزیمہ انکی طرف قبیلہ بنی اسد الھون منسوب ہے۔

۳۔ اسدہ بن خزیمہ

۴۔ عبداللہ بن خزیمہ

(ابن ھشام : السیرۃ النبویۃ، اولاد مدرکۃ و خزیمۃ، جلد١۔ ص١٠٤ مطبوعہ مکتبہ نعمانیہ پشاور)

حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سلیمان علیہ السلام ہم عصر:

حافظ ابن صلاح الدین نے شرح الشجرۃ النبویہ میں لکھا!

سابقہ کتب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سلیمان علیہ السلام کا زمانہ ایک تھا اس لیے صنبہ بن طانجہ جو کہ آپ رضی اللہ عنہ کے چچا کا بیٹا تھا اس کو حضرت سلیمان علیہ السلام نے یمن وحجاز کا والی مقرر فرمایا تھا اور صنبہ اور حضرت خزیمہ ہم عصر تھے۔

(ابن المبرد: الشجرۃ النبویۃ فی نسب خیرالبریۃ ﷺ (حاشیہ) ص٤٤ مطبوعہ دارِ حراء قاھرہ)

حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ جامع کمالات:

امام محمد بن یوسف رحمتہ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں!

لوگوں پر حضرت خزیمہ کے احسانات کتنے ہیں اِسکا شمار نہیں اِس لئے آپ کے بارے میں کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

اما خزيمة فالمكارم جمة

سبقت اليه و ليس ثم عتيد

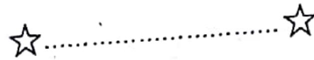
ترجمہ: کہ سارے مکارم اخلاق حضرت خزیمہ میں تیزی سے جمع ہو گئے یہاں تک کہ کوئی اچھا اخلاق باقی نہ رہا۔

(الصالحی: سبل الهدی والرشاد، الباب الرابع: فی شرح اسماء آباہ ﷺ جلد۱ ص ۲۸۷ مطبوعه مکتبه نعمانیه پشاور)

وصالِ حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی وفات دین ابراھیم علیہ السلام پر ہوئی۔

(الصالحی: سبل الهدی والرشاد، الباب الرابع: فی شرح أسماء آباہ ﷺ جلد۱ص۲۸۷ مطبوعه مکتبه نعمانیه پشاور)



(16) تذکرہ حضرت مدرکہ بن الیاس رضی اللہ عنہ

نام وکنیت:

حضرت مدرکہ رضی اللہ عنہ کا اصل نام عمرو تھا۔ والدہ ماجدہ کا نام لیلی بنت حلاب بن عمران بن الحاف بن قضاء تھا مگر حنف نام سے مشہور تھیں وہ یمن سے تعلق رکھتی تھیں اپنی قوم میں اپنی عظمت وشرافت کی وجہ سے بہت قدروعزت والی تھیں۔ یہاں تک کہ ان کی اولاد کو باپ کی بجائے ماں سے منسوب کیا جاتا تھا۔ آپ کی کنیت ابوالخزیل یا ابوخزیمہ تھی۔

مدرکہ کی وجہ تسمیہ:

قارئین کرام جیسا کہ آپ پڑھ چکے حضرت مدرکہ کا اصل نام تو عمرو تھا مگر مدرکہ سے مشہور ہوئے اِسکی وجوہات درج ذیل ہیں۔

(الف) ایک دن حضرت مدرکہ کے باپ حضرت الیاس رضی اللہ عنہ ان کو اور اپنے دوسرے بیٹوں عامر، عمیر اور بیوی لیلیٰ کولیکر اونٹوں کے لیے گھاس کی تلاش میں نکلے اِسی دوران عمرو (مدرکہ) اور عامر کو ایک شکار مِل گیا دونوں بھائی اِسے پکانے میں مصروف ہوگئے اچانک ایک جنگلی خرگوش چھلانگیں مارتا ہوا وہاں سے گزرا تو انکے اونٹ ڈر کر بھاگ گئے عمرو مدرکہ نے عامر سے کہا تم شکار پکاؤ گے یا اونٹوں کو لاؤ گے عامر نے کہا تم اونٹ لے آؤ میں شکار پکاتا ہوں چنانچہ یہ گئے اور انکو پکڑا اور واپس لے آئے شام کو یہ واقعہ اپنے باپ حضرت الیاس رضی اللہ عنہ سے کہا تو اِس پر آپکے والد نے آپ رضی اللہ عنہ سے کہا "انت مدرکہ" تو پانے والا ہے۔ اور عامر کو کہا "انت طابخہ" تو پکانے والا ہے اِسی وجہ سے انہی ناموں سے مشہور ہوگئے۔

(الصالحی: سبل الهدی والرشاد، الباب الرابع: فی شرح أسماء آباء ﷺ جلدا ص۲۸۸ مطبوعه مکتبه نعمانیه پشاور

الطبری: تاریخ الطبری، ذکر نسب رسول الله ﷺ و ذکر بعض اخبار آبائه واجداده، جلدا. ص۵۱۳ مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت، لبنان)

(ب) آپ رضی اللہ عنہ کو مدرکہ اس لیے کہا جاتا ہے کہ ہر وہ عزت و عظمت و شرافت جو آپ رضی اللہ عنہ کے آباء واجداد میں تھی آپ رضی اللہ عنہ نے اسکو حاصل کیا۔

(ج) مدرکہ کا معنیٰ پانے والا ہے اور حاصل کرنے والے کو کہتے ہیں۔

نورِ مصطفیٰ ﷺ کو اپنے بھائیوں میں سے آپ نے پایا اِسی وجہ سے آپ کو مدرکہ کہا جاتا ہے۔

(الحلبی: السیرۃ الحلبیة، ذکر نسبه الشریف ﷺ، جلداص ۲۷ مطبوعه المکتبة المعروفیة کوئٹه)

حضرت مدرکہ حاملِ نورِ نبی کریم ﷺ:

حضرت مدرکہ رضی اللہ عنہ اپنے آباء و اجداد کی مقدس امانتوں کے امین تھے اور نور محمدی ﷺ آپ کی پیشانی پر چمکتا تھا۔

اور عرب قبائل کے سردار اور رئیس تھے اور لوگوں کیلئے ملجاء وماویٰ تھے۔

حضرت مدرکہ کا عقدِ نکاح و اولاد:

حضرت مدرکہ رضی اللہ عنہ نے حضرت سلمیٰ بنت اسد سے نکاح فرمایا جس سے آپ رضی اللہ عنہ کے دو بیٹے متولد ہوئے۔

ا۔ ھذیل بن مدرکہ	۲۔ خزیمہ بن مدرکہ	عمود النسب عالی

(ابن المبرد: الشجرۃ النبویة فی نسب خیرالبریة ﷺ، (حاشیه)، ص۴۵ مطبوعه دارِ حراء قاهره)

(17) تذکرہ حضرت الیاس بن مضر رضی اللہ عنہ

نام، کنیت، وجہ تسمیہ:

آپ رضی اللہ عنہ کا نام الیاس بن مضر تھا آپ کی والدہ ماجدہ رباب بنت حیدہ بن معد بن عدنان تھیں اور بعض مؤرخین نے کہا حنفیا بنت ایاد تھیں۔

(الصالحی: سبل الهدی والرشاد، الباب الرابع : فی شرح آبائه ﷺ جلدا ص ۲۸۹ مطبوعه مکتبه نعمانیه پشاور۔

الطبری: تاریخ الطبری ، ذکر نسب رسول الله ﷺ و ذکر بعض اخبار آباء و اجداده، جلداص ۵۱۳۔ ۵۱٤ مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت)

الیاس آپ رضی اللہ عنہ کا نام ہے اور یہی مشہور ہوا مگر بعض نے انکا اصل نام حبیب بن نضر لکھا۔

(الصالحی: سبل الهدی والرشاد، الباب الرابع : فی شرح اسماء آبائه ﷺ ، جلدا ص۲۸۹ مطبوعه مکتبه نعمانیه پشاور)

نام الیاس کی وجہ تسمیہ:

یہ الیاس رجل الیس سے مشتق ہے جسکا معنیٰ ہے وہ شخص جو اتنا بہادر ہو کہ میدان جنگ سے راہ فرار اختیار نہ کرے اور ثابت قدم رہے چونکہ حضرت الیاس بہت طاقتور اور پہلوان تھے اس لیے آپ کا نام الیاس تھا۔

حضرت الیاس رضی اللہ عنہ سردار قوم، حاملِ نور مبارک:

اہل عرب حضرت الیاس رضی اللہ عنہ کو سید العشرہ کے لقب سے یاد کرتے تھے اور تمام امور کا فیصلہ کرانے کیلئے لوگ آپکے پاس حاضر ہوئے اہل عرب آپ کی اس طرح تعظیم کرتے تھے کہ جس طرح وہ لقمان حکیم کی کرتے تھے۔ اور نبی کریم ﷺ کا نور مبارک آپکی پیشانی پر چمکتا تھا اِسی لیے آپ لوگوں میں احسن الوجہ اور صاحب جمال تھے۔

(الصالحی: سبل الهدی والرشاد، الباب الرابع: فی شرح اسماء آبائه ﷺ جلد ۱ ص ۲۸۹ مطبوعه مکتبه نعمانیه پشاور)

اکثر حضرت الیاس اپنی صلب سے نور مبارک کی تسبیحات کی آواز اپنے کانوں سے سنتے۔

نبی کریم ﷺ نے حضرت الیاس رضی اللہ عنہ کے بارے میں ارشاد فرمایا۔

لاتسبوا الیاس فانه کان مؤمنا

ترجمہ: ''حضرت الیاس کو برامت کہو کیونکہ وہ مومن تھے''

(الحلبی: السیرۃ الحلبیة، باب: نسبه الشریف ﷺ، جلداص ۲۷ مطبوعه المکتبة المعروفیة کوئٹه

الصالحی: سبل الهدی والرشاد، الباب الرابع: فی شرح اسماء آبائه، جلدا ص ۲۸۹ مطبوعه مکتبه نعمانیه پشاور)

داعی دینِ ابراہیمی:

ماہر انساب ابن زبیر نے لکھا کہ جب حضرت الیاس رضی اللہ عنہ جوان ہوئے تو انہوں نے اپنی قوم میں پیدا ہونے والی برائیوں کو دیکھا تو آپ نے اپنی قوم کو زجرو توبیخ کے بعد فرمایا تم ان بے ہودہ رسموں کو چھوڑ دو اور اپنے جد اعلیٰ حضرت اسماعیل علیہ السلام اور

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین کی پابندی کروجسکو آپکی قوم نے قبول کرتے ہوئے راہ راست اختیار کرلی۔

الصالحی: سبل الهدی والرشاد، الباب الرابع: فی شرح اسماء آباء ﷺ، جلدا.
ص ۲۸۹ مطبوعه مکتبه نعمانیه پشاور)

حضرت الیاس رضی اللہ عنہ اور مقام ابراھیم کی دریافت:

حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ میں جوطوفان آیا تھا اِس سے قبل اللہ تعالیٰ نے کعبۃ اللہ زاد اللہ شرفھا کے اہم پتھروں حجرا سود اور مقام ابراھیم کوفرشتوں کے ذریعے محفوظ کرلیا حضرت الیاس نے مقام ابراھیم کو تلاش کر کے اُسے بیت اللہ شریف کے سامنے نصب کرایا۔

حرم کیلئے قربانی کے جانور:

حج کے مبارک موقع پر جو جانور حرم شریف میں قربانی کیلئے لائے جاتے ہیں اسکی ابتداء بھی حضرت الیاس رضی اللہ عنہ نے کی تھی اور سب سے پہلے قربانی کیلئے جانور آپ نے ہی بیت اللہ شریف کی طرف بھیجے۔

(الحلبی: السیرة الحلبية، باب: نسبه الشريف ﷺ، جلدا۔ص ۲۷
مطبوعه المکتبة المعروفية کوئٹه

الصالحی: سبل الهدی والرشاد، الباب الرابع: فی شرح اسماء آبائه ﷺ، جلدا
ص۲۸۹ مطبوعه مکتبه نعمانیه پشاور)

حضرت الیاس رضی اللہ عنہ کا عقد نکاح واولاد:

حضرت الیاس رضی اللہ عنہ نے لیلیٰ بنت حلوان بن الحاف بن قضاعہ سے نکاح فرمایا جن کا نسب حضرت مضر رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ اور اپنے قبیلہ کی بہت معزز اور محترم خاتون تھیں۔

جن کے بطن سے حضرت الیاس کے تین بیٹے ہوئے۔

۱۔عمرو، جنکا نام مدرکہ بن الیاس ہے عمود النسب عالی

۲۔عامر بن الیاس

۳۔عمیر بن الیاس

حضرت الیاس رضی اللہ عنہ کا وصالِ باکمال:

حضرت الیاس کا وصال مبارک جمعرات کے روز ہوا آپکے وصال پر آپکی بیوی لیلیٰ بنت حلوان بہت زیادہ روئیں ان کے غم میں وہ اپنی موت تک کسی چھت کے نیچے بھی نہ گئیں اھل عرب میں حضرت الیاس اور حضرت لیلیٰ کی محبت ضرب المثل کے طور پر مشہور تھی۔

حضرت الیاس رضی اللہ عنہ کے اقوال زریں:

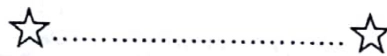
آپ کے عمدہ کلام کا نمونہ جو آج بھی ضرب المثل ہے۔

من یزرع خیرا یحصد غبطة

من یزرع شرا یحصد ندامة

ترجمہ: جس نے بھلائی کا بیج بویا وہ بھلائی کاٹے گا اور جس نے برائی کا بیج بویا وہ ندامت کاٹے گا۔

(دحلان مکی: السیرۃ النبویه، جلد۱۔ ص ۲۲ مطبوعه ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاهور)



(18) تذکرہ حضرت مضر بن نزار رضی اللہ عنہ

نام، لقب، وجہ تسمیہ:

آپ رضی اللہ عنہ کا نام عمرو بن نزار کنیت ابوالیاس اور لقب مضر ہے اور والدہ ماجدہ کا نام حضرت سودہ بنت عک بن عدنان رضی اللہ عنہ تھا۔

مضر کی وجہ تسمیہ:

امام محمد بن یوسف نے مضر کی وجہ تسمیہ یوں بیان کی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کا نام مضر اس لیے مشہور ہوا۔ اپنے حسن و جمال کی وجہ سے لوگوں کہ دلوں کو اپنا شیدائی بنا لیتے کیونکہ جو شخص بھی آپ رضی اللہ عنہ کو دیکھتا آپ رضی اللہ عنہ پر فریفتہ ہو جاتا ان کے حسن و جمال کی وجہ سے اس لیے آپ رضی اللہ عنہ کہ چہرہ مبارک میں نورِ مصطفیٰ ﷺ جلوہ فرما تھا۔

(الصالحی: سبل الهدی والرشاد الباب الرابع: فی شرح اسماء آباء، جلدا ص ۲۸۹ مطبوعه مکتبه نعمانیه پشاور)

حدی خوانی:

اونٹوں کے لئے سریلی آواز میں کلام پڑھنا جس کو سن کر اونٹ مست ہو جاتے ہیں اور اپنی گردن لمبی کر لیتے ہیں اور پڑھنے والے کی طرف بھاری بوجھ کہ باوجود دوڑے چلے جاتے ہیں۔ کبھی ایسی مستی میں بہت لمبا فاصلہ تھوڑی مدت میں طے کر لیتے ہیں اور کبھی ایک دن کا فاصلہ تین دنوں میں پورا کرتے ہیں۔

حضرت مضر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حدی خوانی کا آغاز:

اللہ تعالیٰ نے حضرت مضر رضی اللہ عنہ کو حسن و جمال کی تابانیوں کے ساتھ ساتھ حسنِ صوت اور لحن داؤدی سے بھی سرفراز فرمایا تھا۔ بے حد عمدہ اور سریلی آواز کے مالک تھے اونٹوں کے لیے حدی خوانی کا آغاز بھی حضرت مضر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔
کہ ایک دفعہ آپ رضی اللہ عنہ اونٹ سے گر پڑے جس سے آپ رضی اللہ عنہ کے بازو کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ جس سے بے تاب ہو کر بڑی سریلی آواز میں کہا ''وایدیاہ وایدیاہ'' اے میرے ہاتھ اے میرا ہاتھ۔ آواز کی کشش اتنی تھی کہ چراگاہ میں جو اونٹ چر رہے تھے وہ آپ کہ پاس آ کر جمع ہو گئے۔ تندرستی کے بعد حضرت مضر رضی اللہ عنہ نے با قاعدہ حدی خوانی کا آغاز کیا۔

حضرت مضر رضی اللہ عنہ سردارِ قوم و حاملِ نور مبارک:

حضرت مضر رضی اللہ عنہ کے چہرہ مبارک میں نورِ مصطفیٰ ﷺ چمکتا تھا۔ جس کی وجہ سے آپ حسن و جمال میں یکتا تھے۔ جو بھی آپ کو دیکھتا دیوانہ ہو جاتا۔ وہ عمود النسب ہونے کے ساتھ ساتھ اپنی قوم کے سردار بھی تھے اور لوگ آپ کو بھی سید العشیر۔ قوم کا سردار مانتے اور حضرت مضر لوگوں کو حضرت ابراھیم علیہ السلام کے دین کی تعلیمات کی دعوت دیتے تھے۔
نبی کریم ﷺ کا فرمانِ ذیشان بھی ہے کہ ربیعہ اور مضر کو برا مت کہو اس لئے کہ وہ مومن تھے۔

(الحلبی : السیرۃ الحلبیۃ، جلدا۔ص ۲۷ مطبوعہ المکتبۃ المعروفیۃ کوئٹہ)

حضرت مضر رضی اللہ عنہ اور آپ رضی اللہ عنہ کے بھائیوں کی خداداد ذہانت وفطانت:

اللہ تعالیٰ نے نسب عالی کے مبارک سلسلہ کے تمام بزرگان کو حسن و جمال، سیادت وسعادت کی تمام خوبیوں سے نوازا تھا۔ انکے ساتھ ساتھ جو ذہانت و فطانت حضرت

مضر رضی اللہ عنہ اور آپ کہ بھائیوں ۔ ربیعہ ۔ ایاد ۔ انمار بن نزار کو حاصل تھی وہ اپنی مثال ہے۔
جسکا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے۔

کہ حضرت مضر کے والد گرامی حضرت نزار رضی اللہ عنہ کا جب وقت وصال آیا تو انہوں نے اپنے چاروں بیٹوں میں مال کی تقسیم کی کہ میرا یہ سرخ قبہ اور اسکا سامان مضر کے لئے ہے اور یہ سیاہ خیمہ اور اسکا سامان ربیعہ کے لئے اور یہ خیمہ اور اسکا سامان ایاد کے لیے اور یہ تھیلی انمار کے لئے۔ یہ وصیت کرنے کے بعد فرمایا اے میرے بیٹو اگر میری تقسیم پر میرے وصال کے بعد تمھارا اختلاف ہو جائے تو بجائے لڑنے جھگڑنے کے تم اسکا فیصلہ نجران کے افعی جرھمی کے پاس لے جانا۔ باپ کے وصال کہ بعد اتفاق سے چاروں بھائیوں میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ تو وصیت کے مطابق وہ نجران کے افعی جرھمی کے پاس تصفیہ کرانے کے لئے عازمِ سفر ہوئے۔

دورانِ سفر ایک جگہ حضرت مضر رضی اللہ عنہ نے گھاس دیکھی جس کو کسی اونٹ نے چرا تھا۔ دیکھ کر کہا جس اونٹ نے یہ گھاس چری ہے وہ کانا ہے۔ ربیعہ نے دیکھ کر کہا وہ اونٹ لنگڑا بھی ہے۔ ایاد بولا اسکی دُم بھی کٹی ہوئی ہے۔ انمار نے کہا کہ وہ اونٹ مالک سے بھاگا ہوا ہے۔

تھوڑی دور چلے تو ایک آدمی ملا جس نے سر پر کجاوہ اٹھایا ہوا تھا اِن سے پوچھنے لگا تم نے میرا اونٹ تو نہیں دیکھا۔ حضرت مضر رضی اللہ عنہ نے کہا کیا تیرا اونٹ کانا ہے اس نے کہا ہاں۔ ربیعہ نے کہا کیا وہ لنگڑا بھی ہے اس نے اثبات کیا۔ انمار بولا کیا وہ بھاگا ہوا ہے اُس نے کہا ہاں اس نے کہا اب مجھے بتا بھی دو میرا اونٹ کہاں ہے۔ انہوں نے کہا بخدا ہمیں تیرے اونٹ کے بارے میں کچھ نہیں پتہ کہ وہ کہاں ہے۔ وہ شخص بولا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ بغیر دیکھے تم لوگوں نے ساری نشانیاں بتا دیں وہ بھی اِن کے ساتھ چل پڑا افعی جرھمی کہ پاس اپنے اونٹ کا فیصلہ کروانے کے لئے۔ جب یہ افعی جرھمی کہ پاس پہنچے تو اونٹ کہ مالک نے اپنا مقدمہ پیش کیا کہ ان لوگوں نے میرے اونٹ کی ساری

نشانیاں صحیح صحیح بتادی ہیں مگر اب بتاتے نہیں کہ وہ اونٹ کہاں ہے۔انہوں نے پھر یہی جواب دیا کے بخدا ہم نے نہیں دیکھا وہ بولا کہ کیسے ہو سکتا ہے کہ بن دیکھے ساری نشانیاں بتادیں۔حضرت مضر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جب گھاس کو دیکھا تو وہ ایک طرف سے چری ہوئی تھی دوسری طرف سے سلامت تھی۔ میں نے اندازہ لگایا چرنے والا کانا ہے کہ جو اس کو نظر آئی وہ چرلی اور جو نظر نہیں آئی وہ اسی طرح لہلہاتی رہی۔

ربیعہ نے کہا اس کہ ایک پاؤں کے نشان بڑے واضح تھے جبکہ دوسرے پاؤں کہ نشان ادھورے تھے تو میں نے اندازہ لگایا کہ اونٹ لنگڑا ہے ایاد بولا میں نے دیکھا کہ اسکی مینگنیاں سالم تھیں تو میں سمجھ گیا کہ اسکی دم کٹی ہوئی ہے ورنہ مینگنیاں ٹوٹی ہوئی ہوتیں۔

انمار نے کہا میں نے دیکھا کہ وہ گھاس بڑا گنجان ہے مگر اسے ادھورا ادھورا چھوڑا گیا ہے میں نے کہا یہ اونٹ بھاگا ہوا ہے اس لئے گھاس اطمینان سے نہیں چری۔ یہ باتیں سن کر افعی جرھمی نے مالک کو کہا جا اور اپنا اونٹ تلاش کر ان کے پاس تیرا اونٹ نہیں ہے۔

اب اس نے انکے آنے کا مقصد پوچھا تو انہوں نے کہا ہم نزار بن معد کے بیٹے ہیں اپنے جھگڑے کا تم سے فیصلہ کروانے کے لئے آئے ہیں۔افعی جرھمی نے کہا اتنے عظیم فہم و ادراک ہوتے ہوئے میرے پاس کیوں آئے۔ بہر حال اس نے فیصلہ کردیا اور ایک پر تکلف دعوت کا اہتمام کیا اور کھانے کے ساتھ شراب بھی پیش کی اور ایک غلام کو بطور جاسوس انکے پاس چھوڑا کے یہ کیا باتیں کرتے ہیں۔کھانے سے فارغ ہونے کے بعد حضرت مضر رضی اللہ عنہ نے کہا آج جیسا لذیز گوشت کبھی نہیں کھایا ہے۔کاش جس بکری کا یہ گوشت ہے اس نے کتیا کا دودھ نہ پیا ہوتا۔

ربیعہ نے کہا ایسی عمدہ شراب نہیں دیکھی کاش کہ انگور کسی قبر سے نہ توڑے ہوتے۔

ایاد نے کہا بہت بہترین روٹی تھی کاش اس آٹے کو حائضہ عورت نے نہ گوندھا ہوتا۔

انمار نے کہا ایسا ذہین انسان کم ہی دیکھا ہے کاش کے اسکی نسبت کسی غیر باپ کے

طرف نہ ہوتی۔ جاسوس غلام نے انکی ساری باتیں سن کر افعی جرھمی کو بتا دیں اور وہ بڑا حیران ہوا اور اپنے باورچی کو بلایا اور بکری کے بارے میں پوچھا تو اس نے جواب دیا کہ ہمارے باڑے میں آج ایک ہی بکری تھی۔ جب وہ پیدا ہوئی تو اسکی ماں مرگئی ہم نے اسکی پرورش ایک کتیا کے دودھ سے کی تھی پھر اس نے شراب کشید کرنے والے کو بلایا اور شراب کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا کے اس شراب کے لئے تیرے باپ کی قبر پر لگی ہوئی ایک بیل سے توڑے ہیں۔ اب اس نے آٹا گوندھنے والی لونڈی سے پوچھا تو اس نے کہا کہ واقعی وہ حالت حیض میں ہے۔ یہ سن کر وہ اپنی ماں کے پاس چلا گیا اور تلوار سونت کر کہا سچ سچ بتا میرا باپ کون ہے۔

ماں نے تیور دیکھ کر سچ اگل دیا اور کہا کہ تیرا باپ اولاد پیدا نہ کر سکا اور وہ قوم کا سردار تھا۔ میں نے مناسب نہ سمجھا کے قوم کا سردار بے اولاد مرئے تو ایک باورچی سے بدفعلی کی جس سے تو پیدا ہوا۔ افعی جرھمی سے جب ان چاروں کی ہوئی چاروں باتیں صحیح دیکھیں تو ان کے پاس آیا کہ تمہیں کیسے پتہ چلا۔ تو حضرت مضر رضی اللہ عنہ نے کہا شراب دیکھ کر مجھے شدید پیاس لگی جس سے میں نے انداز لگایا کہ یہ انگور کسی قبر سے اتارے گئے ہیں۔ ربیعہ نے کہا کے بکری کا گوشت چربی کے نیچے ہوتا ہے مگر اسکے گوشت کے اوپر چربی تھی تو میں نے اندازہ لگایا کے اس نے کسی کتیا کا دودھ پیا ہوا ہے۔ ایاد نے کہا کہ آٹے میں ثرید نہیں ملایا گیا تھا اور انمار نے کہا اگر تو اپنے باپ کا ہوتا تو مہمانوں کے ساتھ مل کر کھانا کھاتے کیونکہ معزز لوگ ایسا ہی کرتے ہیں۔ میں نے سمجھا کہ یہ خود معزز نہیں اس کو انکی طرف منسوب کر دیا گیا ہے اس واقعہ سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم علیہ السلام کے آباء واجداد کو فہم وفراست کا کتنا اعلیٰ ملکہ عطا فرمایا تھا۔

(الصالحی: سبل الهدی والرشاد، جلد۱۔ص ۲۸۹۔ ۲۹۰ مطبوعه مکتبه نعمانیه پشاور

الطبری: تاریخ طبری، جلد۱۔ص ٥١٤ مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت،)

حضرت مضر رضی اللہ عنہ کا عقد نکاح و اولاد:

حضرت مضر رضی اللہ عنہ نے حضرت رباب بنت معد رضی اللہ عنہما سے نکاح فرمایا۔ جن کے بطن سے دو بیٹے پیدا ہوئے۔

۱۔ حضرت الیاس بن مضر رضی اللہ عنہ حاملِ نور مبارک۔

۲۔ الیاس بن مضر رضی اللہ عنہ جنکا نام قیس بن عیلان بھی ہے۔

حضرت مضر رضی اللہ عنہ کا وصال و مدفن:

حضرت مضر رضی اللہ عنہ نے وقت وصال اپنے فرزندِ ارجمند حضرت الیاس رضی اللہ عنہ کو اپنا جانشین اور وصی بنایا اور آباء واجداد کی مقدس امانتیں سپرد فرمائیں۔ ابوعبیدہ بکری کے مطابق حضرت مضر رضی اللہ عنہ کی قبر انور مقامِ روحاء پر ہے جو کے مدینہ طیبہ سے ۲ راتوں کے فاصلے پر ہے۔ جنکی لوگ زیارت کرتے ہیں۔

(الحلبی: السیرۃ النبویۃ، جلد۱۔ ص ۲۷ مطبوعہ المکتبۃ المعروفیۃ کوئٹہ)

حضرت مضر رضی اللہ عنہ کی حکمت آموز باتیں:

حضرت مضر رضی اللہ عنہ کے حکیمانہ اقوال میں سے چند اقوال ہدیہ قارئین ہیں۔

۱۔ خیر الخیر اعجله

بہترین نیکی وہ ہے جو جلدی کی جائے۔

۲۔ فاحملوا انفسکم علی مکروھھاواصرفوھاعن ھواھا

اپنے نفسوں کو مشکل باتوں کا عادی بناؤ اور خواہشات سے انکا رخ پھیرو۔

۳۔ فلیس بین الاصلاح والفسا دالا صبر فواق

اصلاح اور فساد میں اتنا فرق ہے جتنا کسی جانور کو دوبارہ دوہنے میں ہے۔

(الصالحی: سبل الھدی والرشاد، الباب الرابع: فی شرح اسماء آباء ﷺ، جلد۱۔ ص ۲۹۱ مطبوعہ مکتبہ نعمانیہ پشاور)

(19) تذکرہ حضرت نزار بن معد رضی اللہ عنہ

نام، کنیت مع وجہ تسمیہ:

نبی کریم ﷺ کے اُنیسویں جداعلیٰ حضرت نزار بن معد رضی اللہ عنہ ہیں آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ کا نام معانہ بنت جوشم تھا۔ آپ کی کنیت ابوایاد یا ابوربیعہ تھی۔

نزار کی وجہ تسمیہ:

مشہور سیرت نگار بزرگ امام سہیلی رحمۃ اللہ علیہ نزار کی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

یہ ''النزر'' سے مشتق ہے جسکا معنیٰ ہے قلیل۔ کسی چیز کا کم ہونا کیونکہ حضرت نزار جب پیدا ہوئے تو والد ماجد حضرت معد نے دیکھا کہ آپ کی پیشانی پر نور نبی ﷺ چمک رہا تھا۔ اِس عظیم بیٹے کی خوشی میں بہت سارا کھانا پکا کر لوگوں میں تقسیم کیا گیا اور اتنا سارا کھانا لوگوں کو کھلانے کے بعد بھی فرمایا کہ یہ اِس سعادت مند بیٹے کے مقابلہ میں قلیل ہے اِس لئے آپکا نام نزار پڑ گیا۔

(الصالحی: سبل الهدی والرشاد، الباب الرابع: فی شرح اسماء آباء ﷺ، جلد۱۔ص ۲۹۲ مطبوعه مکتبه نعمانیه پشاور)

اور ایک روایت میں حضرت معد رضی اللہ عنہ نے ایک ہزار اونٹ ذبح کئے اور کثیر مال خرچ کر کے کھانا پکوایا اور لوگوں کو کھلایا۔

(ابـن الـمبـرد : الشـجـرة النبوية فی نسب خيرالبرية ﷺ (حاشيه) ص ۵۰ مطبوعه دار حراء قاهره)

حضرت نزار رضی اللہ عنہ صاحب حسن و جمال اور حاملِ نور محمدی:

حضرت نزار رضی اللہ عنہ کو نور مصطفیٰ ﷺ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے حسن و جمال کی رعنائیوں کے ساتھ ساتھ عقل وفہم میں بھی یکتائے روزگار بنایا تھا۔امام زینی دحلان مکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی معرکۃ الآراء کتاب "السیرۃ النبویۃ" میں تحریر فرمایا۔

وکان اجمل اھل زمانه واکبرھم عقلاً

کہ حضرت نزار رضی اللہ عنہ اپنے زمانے کے تمام لوگوں میں حسن و جمال میں بڑھ کر تھے عقل وفہم میں بھی آپکا کوئی ثانی نہ تھا۔

(دحلان مکی: السیرۃ النبویۃ ، جلد۱۔ص۲۲ مطبوعه ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاھور)

حضرت نزار رضی اللہ عنہ قابل احترام ہستی:

اللہ تعالیٰ نے حضرت نزار رضی اللہ عنہ کو فہم وفراست کے ساتھ ساتھ عزت و وقار اور بلند اقبال اور عظمت کا بھی مالک بنایا تھا ہر کوئی حضرت نزار کو عزت کی نگاہ سے دیکھتا حتیٰ کہ اگر آپ بادشاہی دربار میں تشریف لے جاتے تو بادشاہان وقت بھی آپکی آمد کا احترام کرتے اور محبت وعقیدت کے ساتھ پیش آتے۔

(الماوردی :الاعلام النبوۃ، الباب الثامن عشر: فی مبادی نسبه وطھارۃ مولده ﷺ، ص۱۵۲ مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت ، لبنان)

حضرت نزار رضی اللہ عنہ عربی تحریر کے موجد:

حضرت نزار رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے عربی تحریر کو درست انداز میں لکھنے کا آغاز کیا۔

(الحلبی: السیرۃ الحلبیة، باب : نسبه الشریف ﷺ ، جلد۱۔ ص۲۸ مطبوعه المکتبة المعروفیة کوئٹه)

حضرت نزار رضی اللہ عنہ کا عقد نکاح و اولاد:

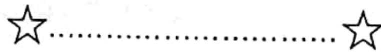
حضرت نزار رضی اللہ عنہ نے اپنے چچا عک بن عدنان کی بیٹی حضرت سودہ بن عک سے نکاح فرمایا جن سے دو بیٹے پیدا ہوئے۔

۱۔ مضر بن نزار

۲۔ ایاد بن نزار

دوسرا نکاح جدالہ سے کیا جس سے ربیعہ بن نزار اور انمار بن نزار متولد ہوئے۔ وقت وصال حضرت نزار نے اپنے عالی مرتبت بیٹے حضرت نضر رضی اللہ عنہ کو اپنا جاں نشین بنایا اور مکہ مکرمہ میں مدفون ہوئے۔

(ابن المبرد: الشجرة النبوية فی نسب خیر البریة ﷺ، (حاشیہ) ص۵۰ مطبوعہ دارِ حراء قاہرہ)



(20) تذکرہ حضرت معد بن عدنان رضی اللہ عنہ

نام، کنیت اور وجہ تسمیہ:

آپ رضی اللہ عنہ کا نام مبارک حضرت معد بن عدنان رضی اللہ عنہ تھا اور کنیت ابونزار یا ابوقضاعہ تھی۔ والدہ ماجدہ کا نام حضرت سیدہ مہدد بنت اللہتم بن جلحب بن جدیس تھا۔ امام محمد بن یوسف الصالحی نے معد کی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہوئے لکھا کہ معد اہل عرب کے اس قول سے مشتق ہے "قد تمعدالرجل" کہ جب انسان قوی طاقتور ہو جائے تو اہل عرب یہ لفظ بولتے ہیں۔

ابوالفتح نے لکھا ہے کہ جب بچہ مضبوط اور قوی ہو جائے تو کہا جاتا ہے "تمعدالغلام" عبادت گزار بننا، گفتگو کرنا۔

(الصالحی: سبل الهدی والرشاد، الباب الرابع : فی شرح اسماء آبائه ﷺ، جلداص ۲۹۲۔۲۹۳ مطبوعه مکتبه نعمانیه پشاور)

معد کی ایک اور وجہ تسمیہ بھی بیان کی گئی ہے کہ حضرت معد رضی اللہ عنہ کو معد اس لئے بھی کہتے تھے کہ معد کا معنیٰ ہے جنگ وجدال کے لئے تیار رہنا اور فتح پانا۔ چونکہ حضرت معد رضی اللہ عنہ ہر وقت جنگ وجدال کے لئے تیار رہتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے نور مصطفیٰ ﷺ کی برکت سے آپ رضی اللہ عنہ کو ہر جنگ میں فتح عطا فرماتا، اس لئے بھی آپ کو معد کہا گیا ہے۔

(الحلبی : السیرة الحلبیة، باب : نسبه الشریف ﷺ، جلدا۔ص ۲۸ مطبوعه المکتبة المعروفیة کوئٹه)

بختِ نصر سے حضرت معد رضی اللہ عنہ کی حفاظت:

حضرت معد رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک ابھی بارہ سال تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اہلِ عرب پر بخت نصر کو مسلط کر دیا کہ وہ ان سے انبیاء کرام علیہم السلام کے قتل کا بدلہ لے جن کو اہل عرب نے بے گناہ شہید کر دیا تھا۔ جب بخت نصر نے عرب پر یلغار کی تو اللہ تعالیٰ نے اس وقت اپنے دو انبیاء کرام علیہم السلام حضرت ارمیاء اور حضرت برخیا علیہما السلام کو وحی فرمائی کہ وہ حضرت معد بن عدنان کو براق پر سوار کر کے عرب سے نکال لیں تاکہ وہ بخت نصر کے حملہ سے محفوظ رہیں۔ حق تعالیٰ نے فرمایا میں ان کی نسل سے ایک عظیم رسول مبعوث کروں گا جس کے سر پر ختم نبوت کا تاج ہو گا۔

چنانچہ حضرت ارمیاء اور حضرت برخیاء علیہما السلام حکم خداوندی کے مطابق حضرت معد کو براق پر سوار کر کے ملک شام یا عراق لے گئے وہیں اپنی نگرانی میں حضرت معد رضی اللہ عنہ کی پرورش و تربیت فرمائی اور آسمانی کتب کی تعلیم دی وہیں پر حضرت معد رضی اللہ عنہ نے معانہ بنت حوش سے نکاح فرمایا۔

دوبارہ مکۃ المکرّمہ آمد:

جب بخت نصر ہلاک ہوا اور جنگ ختم ہوئی تو مذکورہ انبیاء کرام علیہم السلام حضرت معد رضی اللہ عنہ کو دوبارہ مکہ معظّمہ زادا اللہ شرفھا میں واپس چھوڑ گئے۔

ایک روایت کے مطابق حضرت معد رضی اللہ عنہ خود اپنے وطن واپس تشریف لائے اور یہاں آکر اپنے خاندان قبیلہ کے افراد جو کہ ادھر اُدھر گم تھے سب کو یکجا کر کے آباد فرمایا۔

(الصالحی: سبل الھدی والرشاد، الباب الرابع: فی شرح اسماء آباء ﷺ، جلد ۱ ص ۲۹۳ مطبوعہ مکتبہ نعمانیہ پشاور

الحلبی: السیرۃ الحلبیۃ، باب: نسبہ الشریف ﷺ جلد ۱ ص ۲۸

مطبوعه المكتبة المعروفية كوئٹه۔

الطبری: تاریخ الطبری ، ذکر نسب رسول الله ﷺ ذکر بعض اخبار آبائه و اجداده، جلداص ۵۱۰ ، مطبوعه دارالکتب العلميه بيروت، لبنان)

تمام روئے زمین کے چار حکمران تھے۔

۱۔حضرت سلیمان علیہ السلام

۲۔حضرت ذوالقرنین

۳۔ بخت نصر

۴۔نمرود

آخری دونوں کافر تھے۔

(الطبری: تاریخ الطبری ، ذکر ابراهیم خلیل الرحمن علیه السلام الخ، جلدا۔ص ۱٤٣ مطبوعه دارالکتب العلميه بيروت)

حضرت معد رضی اللہ عنہ حاملِ نور مبارک اور سردار قوم:

حضرت معد رضی اللہ عنہ کی پیشانی میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب علیہ الصلاۃ والسلام کا نور مبارک رکھا جو کہ آپ رضی اللہ عنہ کے چہرہ انور میں چمکتا تھا۔

علامہ ماوردی تحریر فرماتے ہیں:

حضرت معد رضی اللہ عنہ پہلے وہ شخص ہیں جنہوں نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد کے شرف وعظمت کی بنیاد رکھی اور ایک عظیم قلعہ تعمیر فرمایا اور تہامہ کو فتح کیا تمام اہل عرب حضرت معد رضی اللہ عنہ کی ہی اولاد ہیں۔

(الماوردی: اعلام النبوة، الباب الثامن عشر: فی مبادی نسبه و طهارة مولده ﷺ، ص۱۵۲ مطبوعه دارالکتب العلميه بيروت)

حضرت معد رضی اللہ عنہ کی بنی اسرائیل سے جنگ:

حضرت معد رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا ایک ہی زمانہ ہے اسپر ایک روایت ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت مکحول رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ضحاک بن معد نے بنی معد کے چالیس افراد کے ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم بنی اسرائیل پر حملہ کر دیا بنی اسرائیل کو جنگ میں شکست دے کر کئی افراد کو قتل کیا اور کچھ کو قیدی بنا لیا اور مال غنیمت بھی حاصل کیا۔ بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کی اے اللہ کے کلیم بنو معد کے لیے بد دعا کریں انہوں نے ہم پر حملہ کر کے قتل کیا ہے اب تو ان کی تعداد کم ہے تو اس قدر بہادر ہیں جب ان کی تعداد زیادہ ہوگئی تو پھر ہمارا وہ کیا حشر کریں گے۔

حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے وضو فرمایا اور نماز ادا فرمائی اور بنو معد کے لئے بد دعا کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ بنو معد کے لئے بد دعا نہ کرنا وہ میرے (محبوب) بندے ہیں ان کی نسل سے میں ایک عظیم نبی مبعوث فرماؤں گا جس سے میں محبت کرتا ہوں اور ان کی امت سے بھی محبت کرتا ہوں۔ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا یا اللہ! تو ان سے کتنی محبت کرتا ہے رب تعالیٰ نے فرمایا میں اس نبی کے صدقے اس کے اگلوں اور پچھلوں کے گناہ معاف کر دوں گا۔ عرض کیا اے مالک! اس محبوب نبی ﷺ کی اُمت سے کتنی محبت فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان میں گناہ کرنے والا مجھ سے توبہ کرے گا تو میں اس کی توبہ قبول فرماؤں گا، دعا مانگنے والوں کی دعا کو قبول فرماؤں گا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی یا اللہ پھر مجھے بھی اپنے محبوب نبی ﷺ کی اُمت میں سے کر دے فرمایا:

"اے موسیٰ تم مقدم ہو وہ تمہارے بعد آئیں گے۔"

(الصالحی: سبل الهدیٰ والرشاد، الباب الرابع : فی شرح اسماء آبائه ﷺ، جلد اص ٢٩٤۔ ٢٩٥ مطبوعه مکتبه نعمانیه پشاور۔

الحلبی : السیرۃ الحلبیۃ، باب : نسبہ الشریف ﷺ، جلد۱ص ۲۸ مطبوعہ المکتبۃ المعروفیۃ کوئٹہ)

حضرت معد رضی اللہ عنہ کا عقدِ نکاح واولاد:

قارئین کرام! جیسا کہ آپ پڑھ چکے ہیں کہ حضرت معد رضی اللہ عنہ نے حضرت معانہ بنت حوش سے نکاح فرمایا۔ان کے علاوہ کسی اور خاتون سے نکاح کے بارے میں مجھے کوئی روایت نہیں ملی ۔حضرت معد رضی اللہ عنہ کی اولاد کے بارے میں بھی اختلاف ہے مورخ ابن حبیب نے لکھا کہ حضرت معد رضی اللہ عنہ کے سترہ بیٹے تھے ان میں سے نو کی اولاد نہ ہوئی اور آٹھ کی نسل چلی جو کہ یہ ہیں۔

۱۔ قضاعہ بن معد، جن کا نام عمرو تھا۔

۲۔حضرت نزار بن معد۔

۳۔ایاد بن معد

۴۔حیدان بن معد

۵۔عبید بن معد

۶۔جنید بن معد

۷۔سلیم بن معد

۸۔قنص بن معد

(الصالحی: سبل الھدیٰ الرشاد ، الباب الرابع :فی شرح اسماء آبائہ ﷺ جلد۱ ص ۲۹٤ مطبوعہ مکتبہ نعمانیہ پشاور)



(21) تذکرہ حضرت عدنان رضی اللہ عنہ

نام، کنیت:

حضرت عدنان رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو معد تھی اور والدہ ماجدہ کا نام مکرمہ بلبھا بنت عرب بن قحطان تھا۔

نام کی وجہ تسمیہ:

یہ عدن بالمعان سے مشتق ہے جسکا معنیٰ ہے کسی جگہ قیام کرنا چونکہ آپ رضی اللہ عنہ نے ملک عدن میں ہی قیام فرمایا اور اسے آباد بھی فرمایا اِسی لئے آپکو عدنان کہا جاتا ہے۔
علامہ احمد زینی دحلان مکی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رضی اللہ عنہ کی وجہ تسمیہ یوں تحریر کی ہے۔

وجاء انه سمی عدنانُ من العدن وهو الا قامة لان اللّٰه اقام الملكة لحفظه

کہ آپ کا نام عدنان اس لئے مشہور ہوا کہ یہ عدن سے نکلا ہے جسکا معنیٰ قائم اور جاری رہنا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انکی انسانوں اور جنوں سے حفاظت کیلئے فرشتے مقرر فرمائے تھے اس لئے آپ کو عدنان کہا جاتا ہے۔

(دحلان مکی: السیرۃ النبویہ، جلدا۔ ص ۲۲ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاھور)

حامل نور مبارک اور اھل علم کی پیشین گوئی:

حضرت سیدنا عدنان رضی اللہ عنہ کی پیشانی مبارک میں نور مصطفیٰ ﷺ کوکب درّی کی

طرح چمکتا تھا جسکی وجہ سے ایام طفولیت میں بھی آپ رضی اللہ عنہ کی ذات میں عظمت وشرف کے آثار نمودار ہونا شروع ہو گئے یہاں تک کہ اھل علم نے یہ پیشن گوئی فرمائی کہ یہ ایسا بچہ ہے جسکی نسل میں ایسا عظیم الشان انسان پیدا ہوگا جس کی جن وانس اطاعت کریں گے۔

(ابن المبرد: الشجرة النبوية فى نسب خيرالبريه ﷺ ص ٥٢ مطبوعه دارِ حراء قاهره)

حضرت عدنان پر حاسدین کا حملہ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے غیبی مدد:

حضرت عدنان رضی اللہ عنہ کے آثار عظمت ونور مبارک کو چمکتا دیکھ کر کچھ لوگ آپ رضی اللہ عنہ کے حاسد بن گئے اس لئے اپنے حسد میں وہ ایسا موقع تلاش کرتے کہ آپ رضی اللہ عنہ کو ہلاک کردیں چنانچہ ایک مرتبہ حضرت عدنان رضی اللہ عنہ ملک شام گئے وہاں کچھ لوگوں نے جنکی تعداد اسی ٨٠ تھی آپ رضی اللہ عنہ کو تنہا پاکر حملہ کردیا حضرت عدنان نے بھی اپنا دفاع جاری رکھا اور بڑی دلیری سے مقابلہ کرتے رہے تلوار اور نیزے سے دشمنوں کو روکتے رہے۔ اس لڑائی میں آپ کا گھوڑا بھی زخمی ہوگیا پھر آپ پیدل دفاع کرتے رہے اور ایک پہاڑ کے اوپر چڑھ گئے۔ تو غیب سے ایک ہاتھ برآمد ہوا جس نے آپ کو پہاڑ میں چھپا لیا دشمن بھی تعاقب کرتے ہوئے پہاڑ پر چڑھے تو زلزلہ آیا جس کی وجہ سے پتھر گرے اور وہ آپ رضی اللہ عنہ کے دشمنوں کو لگے جس کی وجہ سے وہ ہلاک ہو گئے اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت عدنان رضی اللہ عنہ کی دشمنوں سے حفاظت فرمائی یقیناً یہ کرامت نور مصطفیٰ ﷺ کی وجہ سے تھی۔

(المبرد: الشجرة النبويه فى نسب خيرالبرية ﷺ (حاشيه) ص ٥٢ مطبوعه دارِ حراء قاهره)

حضرت عدنان رضی اللہ عنہ اور بخت نصر سے جنگ:

حضور نامی بستی جو کہ یمن میں واقع ہے اسکے باشندوں نے بنی اسرائیل کے معروف نبی حضرت شعیب علیہ السلام جن کا تذکرہ خطیب الانبیاء کے لقب سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔کو جب شہید کردیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ارمیاء اور حضرت برخیاء علیہم السلام پر وحی فرمائی کہ بخت نصر کو حکم دیں کہ وہ اھل عرب پر یلغار کر کے انہیں انکے ظلم و ستم کی سزادے اللہ کی مدد و نصرت اِسے حاصل ہوگی اور فتح اسکا مقدر بنے گی اور ساتھ ہی یہ بھی حکم دیا کہ سردار عرب حضرت عدنان کے بیٹے حضرت معد رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ ملک شام لے آئیں (جنکی عمر اس وقت بارہ سال تھی) یہاں انکی تعلیم وتربیت اور انکی حفاظت کریں کیونکہ انکی نسل سے ایک عظیم الشان رسول مبعوث ہوگا۔

چنانچہ بخت نصر نے عرب پر چڑھائی کی تو اھل حضور ساتھ عرب کے دیگر قبائل نے ملکر اِسکا مقام ذات العرق پر مقابلہ کیا اس جنگ میں قائد لشکر حضرت عدنان رضی اللہ عنہ تھے۔جب بخت نصر نے دیکھا تو اپنے سپاہیوں کو ہدایات دیں کے دوران جنگ حضرت عدنان رضی اللہ عنہ کے قتل سے باز رہیں اور ادھر حضرت عدنان رضی اللہ عنہ نے بھی حکم دیا کہ بخت نصر قابو آجائے تو اُس سے کنارہ کرلیا جائے۔دونوں لشکروں میں خوب جنگ ہوئی جس میں بخت نصر کو فتح ہوئی بہت مال غنیمت اور قیدی بھی ہاتھ آئے بخت نصر نے ان جنگی قیدیوں کو نہر فرات کے قریب انباء کے مقام پر آباد کیا (انباء کو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فتح فرمایا)

حضرت عدنان رضی اللہ عنہ اور غلاف کعبہ:

حضرت عدنان رضی اللہ عنہ سب سے پہلے وہ شخص تھے جنہوں نے کعبہ معظّمہ پر چمڑے کا غلاف چڑھایا۔

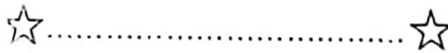
حضرت عدنان رضی اللہ عنہ کا عقد نکاح و اولاد:

حضرت سیدنا عدنان رضی اللہ عنہ نے عالم شباب میں حضرت مہد بنت الھم سے نکاح فرمایا۔ جن سے آپکی یہ اولاد پیدا ہوئی۔

۱۔ حضرت معد بن عدنان ، عمود النسب عالی و حامل نور مبارک
۲۔ دیت بن عدنان ، اسکو عک بھی کہا جاتا ہے۔
۳۔ عدن بن عدنان ، جنکی وجہ سے ملک عدن آباد ہوا
۴۔ ابین بن عدنان ، جنکی وجہ مقام ابین مشہور ہے۔
۵۔ اُد بن عدنان ، لاولد تھا۔
۶۔ الحی بن عدنان ، لاولد
۷۔ ضحاک بن عدنان ،
۸۔ البعی بن عدنان ،

ایک روایت جس کو ابن صلاح نے ذکر کیا کہ!
تیجہ بنت خالہ بن یعرب بن قحطان سے بھی نکاح فرمایا۔

(ابـن الـمبـرد: الشـجـرة الـنبوية فـى نسـب خيـرالبرية ﷺ (حـا شيه) ص ۵۲ مطبوعه دارِ حراء قاهره)



(22) تذکرہ حضرت سیدنا عدنان رضی اللہ عنہ تا حضرت سیدنا اسماعیل علیہ اسلام تک

امام ابو یوسف الصالحی فرماتے ہیں کہ اکثر اہل علم جن میں حافظ شرف الدین دماطی، قاضی عزالدین بن جماعہ ابوالفتح، علامہ بدرالدین عینی، حسن بن حبیب حلبی نے اپنی اپنی کتب سیرت میں حضرت عدنان رضی اللہ عنہ تا حضرت سیدنا اسماعیل علیہ اسلام تک نسب عالی کا یوں تذکرہ کیا ہے۔

۱۔ عدنان بن ادّ

۲۔ الیسع بن الہمیسع بن سلامان بن نبت بن حمل بن قیذار بن حضرت اسماعیل علیہ السلام۔

اور ابن اسحاق اور ابن ھشام نے یوں بیان کیا ہے۔

۳۔ عدنان بن ادّ بن مقوم

۴۔ تارخ بن یعرب

۵۔ یشجب بن نابت

حضرت اسماعیل علیہ السلام جبکہ امام الصالحی نے نسب عالی کو یوں بیان کیا ہے۔

اد، اود، الیسع علیہ السلام، الہمیسع، ابن سلامان، نبت، حمل، قیذار، مقوم، ناحور، قیرح، یعرب، یشجب، نابت۔

(الصالحي: سبل الهدیٰ والرشاد جلد اول صفحه ۳۰۰ مکتبه نعمانیه پشاور)

اللّٰہ تعالیٰ اعلم باالصواب۔

نسب عالی میں اختلاف اور اسکی وجہ:

نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب عالی میں حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سے حضرت سیدنا عدنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک تمام مؤرخین کا اتفاق ہے اور حضرت سیدنا عدنان رضی اللہ عنہ سے لے کر حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام تک مؤرخین کا اختلاف ہے۔ اور پھر سیدنا اسماعیل علیہ السلام سے حضرت سیدنا آدم علیہ السلام تک بھی اتفاق ہے۔

یہ جو سیدنا عدنان رضی اللہ عنہ سے سیدنا اسماعیل علیہ السلام تک اختلاف دو طرح کا ہے۔ کہ حضرت عدنان رضی اللہ عنہ سے حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام تک کتنے آباء کرام ہیں۔

دوسرا ان کے ناموں کے الفاظ میں اختلاف ہے۔

کچھ علماء مؤرخین نسب عالی کو حضرت سیدنا عدنان رضی اللہ عنہ تک بیان کرتے ہیں اور آگے کا نسب بیان کرنے سے رُک جاتے ہیں۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا نسب مبارک حضرت سیدنا عدنان رضی اللہ عنہ تک بیان فرمایا ہے اور فرمایا آگے نسب بیان کرنے والے جھوٹ بولتے ہیں۔

اس ضمن میں چند احادیث مبارکہ ذکر کی جاتی ہیں اور کچھ علماء مؤرخین نسب عالی حضرت سیدنا آدم علیہ السلام تک بیان کرتے ہیں۔

انکی دلیل وہ حدیث جس کو طبرانی اور امام حاکم نے اپنی کتب میں حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنھا سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم کرفرماتے ہوئے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا معد بن عدنان بن اُود بن زند بن الیریٰ بن اعراق الثریٰ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی
وَعَاداً وَثَمُودَ وَأَصْحَابَ الرَّسِّ وَقُرُوناً بَيْنَ ذَلِكَ كَثِيراً،

(پارہ:۱۸، سورۃ الفرقان آیت:۳۸)

ترجمہ:

اور یاد کرو قوم عاد وثمود اور اصحاب الرس کو اور ان کثیر قوموں کو جو ان کے درمیان گذریں۔"

اور پہلی حدیث حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اسکا جواب امام سہیلی نے یہ دیا کہ (نسب بیان کرنے والے جھوٹے ہیں) کے الفاظ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ہیں۔

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کہ اللہ تعالیٰ چاہتا تو اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو اگلا نسب بتا دیتا۔

اس حدیث کی فنی حیثیت پر امام ابو یوسف الصالحی فرماتے ہیں۔
اس میں دو راوی متروک ہیں۔

(الحلبی، السیرۃ الحلبیہ جلد ۱ ص ۳۵ ، بیروت ، الصالحی، سبل الھدیٰ والرشاد، جلد نمبر اول ص ۲۹۶ دارالکتب العلمیہ بیروت)

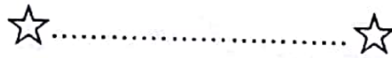
مزید نسب نہ ملنے کی وجہ:

قال الجوانی رحمه الله تعالیٰ وسبب الخلاف فی النسب أنه قدجاء أن العرب لم يكونوا أصحاب كتب يرجعون إليها، وانما كانو ايرجعون إلى حفظ بعضهم من بعض ، فمن ذلك حدث

الاختلاف

(السیرة الحلبیة جلد اول ص ٣٧ بیروت، الصالحی، سبل الهدیٰ والر شاد جلد اول ص ٢٩٧ بیروت)

ترجمہ: امام جوالنی نے فرمایا نسب عالی میں اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ اھل عرب کے پاس کتابوں کا علم نہ تھا جن کی طرف رجوع کرتے وہ صرف ایک دوسرے سے یاد کرتے تھے اس وجہ سے اختلاف پیدا ہوا۔ بہر حال دونوں طرف کے محققین علماء نے اس بارے میں بہت کلام فرمایا ہے جس کو ہم اختصار کے پیش نظر یہاں ذکر نہیں کریں گے۔



(23) تذکرہ حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام

نام مبارک وجہ تسمیہ

آپ علیہ السلام کا نام مبارک حضرت سیدنا اسماعیل بن حضرت ابراھیم علیہ السلام ہے۔ اسماعیل عبرانی زبان کا لفظ ہے جسکا معنیٰ امام سہیلی نے اللہ تعالیٰ کا فرماں بردار لکھا ہے۔

اور صاحب لغات القرآن نے اسماعیل کا معنیٰ ستاروں کے طلوع ہونے کی جگہ کیا ہے۔ اور بعض اھل ادب نے اس کو سمع اور ایل سے مرکب مانا ہے ایل عبرانی زبان میں اللہ تعالیٰ کا نام مبارک ہے اور سمع وہ شخص جس نے اللہ رب العزت کے حکم کے سامنے اپنی گردن قربانی کے لیے پیش کردی۔

(الصالحی: سبل الھدی والرشاد، الباب الرابع : فی شرح اسماء آبائہ صلی اللہ علیہ وسلم جلد ۱ صفحہ ۳۰۱ مطبوعہ مکتبہ نعمانیہ پشاور)

ایک روایت یہ بھی ہے کہ جب جناب سیدنا ابراھیم علیہ السلام نے اولاد کے لیے دعا مانگی تو اللہ رب العزت نے فوراً اسکی قبولیت فرمائی لیکن اسماعیل علیہ السلام کی ولادت کچھ عرصہ بعد میں ہوئی دعا ولادت کے درمیانی عرصہ سیدنا ابراھیم علیہ السلام دعا مانگا کرتے تھے۔ اسمع ایلی اے پروردگار سن یعنی جس فرزند کا وعدہ فرمایا ہے وہ عطا فرما۔ اس طرح آپ کا نام اسماعیل رکھا گیا۔

ولادت سیدنا اسماعیل علیہ السلام

حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی والدہ ماجدہ حضرت سیدہ ھاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا ہیں۔ حضرت جناب سیدنا ابراھیم علیہ السلام زندگی بھر تبلیغ تو حیدو رسالت میں مشغول رہے ایک دن اچانک خیال آیا کہ رب العالمین نے ہر قسم کی دولت مال مویشی عطا فرما رکھے ہیں اگر خالق عالم ایک اور انعام فرمائے اولاد نرینہ عطا فرمائے تا کہ وہ منصب نبوت پر فائز ہو کر لوگوں کو صراط مستقیم کی طرف بلائے۔

اسی خیال سے بارگاہ الٰہی میں عرض کی۔

رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصَّالِحِينَ

ترجمہ: اے میرے پروردگار مجھے لائق اولاد عطا فرما۔

جواباً۔ باری تعالیٰ نے فرمایا۔

فَبَشَّرْنَاهُ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ

ترجمہ: تو ہم نے اسے خوش خبری سنائی ایک حوصلہ مند لڑکے کی۔

(پارہ: ۲۳ سورۃ الصٰفٰت آیت: ۱۰۰، ۱۰۱)

ادھر جناب سارہ رضی اللہ عنھا لاولد تھیں اُن کو جب حضرت سیدنا ابراھیم علیہ السلام کی خواہش کا علم ہوا تو انہوں نے حضرت حاجرہ رضی اللہ عنھا کو پیش کر دیا اُن سے اللہ تعالیٰ نے ایک مہ جبین ایسا بیٹا عطا فرمایا جس کی مثل روئے زمین پر کوئی نہ تھا جسکا نام اشموعیل عبرانی میں رکھا عربی میں اسماعیل۔ نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی امانت کی وجہ سے سیدنا اسماعیل علیہ السلام کے چہرے انور پر ایسا حسن تھا جو کوئی بھی دیکھتا دیوانہ ہو جاتا تھا۔ مرجع الخلائق بیٹے کی محبت کا باپ کے دل میں پیدا ہونا ایک فطری امر تھا اس لیے جناب ابراھیم علیہ السلام ہر وقت محبوب بیٹے کو گود یا کندھوں پر اُٹھائے رکھتے۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام سیدہ حاجرہ سلام اللہ علیہا مکۃ المکرّمہ میں

فطرت انسانی کے تحت جناب سارہ رضی اللہ عنھا کو رشک پیدا ہوا کہ اگر ان کو بھی شرف اولاد ملتا اور نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا اعزاز انکی اولاد کو نصیب ہوتا اسی رشک کی وجہ سے عرض کی اے خلیل علیہ السلام اس فرزند اور ھاجرہ رضی اللہ عنھا کو ایسی جگہ چھوڑ آئیں جہاں نہ پانی نہ سایہ نہ آب و گیاہ ہو۔ حضرت ابراھیم علیہ السلام ابھی اسی سوچ و بچار میں تھے کہ خالق کریم کا بھی حکم ہوا اے میرے خلیل جو سارہ کہہ رہی ہے ہماری بھی یہی مرضی ہے۔

چنانچہ ہر امتحان میں سرخرو ہونے والے حضرت ابراھیم علیہ السلام نے کمر ہمت باندھی اور اپنی بیوی اور بیٹے کو حکم ربی کے مطابق وادی غیر ذی زری مکۃ المکرّمہ زاد اللہ شرفھا میں چھوڑ آئے۔ جو اس دور میں پتھر کی طرح سخت عاشقوں کے سینہ کی طرح گرم اسکی ہوائیں کوہ اثیر کا نمونہ زمین کبریت احمر کے مناظر پیش کرتی تھیں اور ریت سرخ یا قوت کی طرح تھی۔ اس میں نہ کوئی علاقہ نہ گھر نہ آبادی نہ انسان نہ پرند نہ چرند نہ کوئی غمگسار نہ مددگار۔

حضرت سیدہ حاجرہ رضی اللہ عنھا کا توکل

جب وہاں چھوڑ کر واپسی کا ارادہ کیا تو حضرت سیدہ حاجرہ سلام اللہ علیہا نے عرض کیا کیا یہ سب کچھ حضرت سیدہ سارہ سلام اللہ علیہا کی مرضی سے ہو رہا ہے یا یہ سب ہمارے رب کا حکم ہے اس وقت جناب خلیل علیہ السلام نے اشارہ سے فرمایا ہاں یہ ہمارے رب کا ہی حکم ہے۔ تو سیدہ حاجرہ سلام اللہ علیہا نے عرض کی۔

اذالا یضیعنا رضیت باللّٰہ ربّا وحسبی اللّٰہ علیہ توکلت

ترجمہ: کہ خدا ہمیں ضایع نہیں فرمائے گا ہمارا بھروسہ اسی پر ہے وہ ہمیں کافی ہے

ان مبارک الفاظ سے اپنے دل کو تسلی دی اور اپنے پروردگار پر بھروسہ کر کے ایک پتھر کے پاس جہاں آج آب زمزم کا کنواں ہے تشریف فرما ہو گئیں۔

ادھر حضرت سیدنا ابراھیم علیہ السلام وہاں سے چل کر وادی ثنیہ کے پاس آئے یہاں سے حضرت حاجرہ سلام اللہ علیھا اور جناب اسماعیل علیہ السلام نظر نہ آرہے تھے۔ بیت اللہ شریف کی طرف رخ انور کر کے دعا مانگی۔

(اس وقت صرف بیت اللہ کی بنیادیں تھیں)

جسکو رب قدیر نے قرآن عظیم میں بیان فرمایا۔

رَّبَّنَا إِنِّيْ أَسْكَنتُ مِن ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِندَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيْمُواْ الصَّلاَةَ فَاجْعَلْ أَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْ إِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُم مِّنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ۔

(پارہ: ۱۳، سورۃ ابراھیم آیت: ۳۷)

ترجمہ: ''اے ہمارے رب میں نے اپنی کچھ اولاد کو بسا دیا ہے جہاں کھیتی باڑی نہیں ہے تیرے حرمت والے گھر کے پڑوس میں اے ہمارے رب یہ اس لیے کہ وہ نماز قائم کریں پس کردے لوگوں کے دلوں کو شوق و محبت سے انکی طرف مائل ہوں اور انہیں پھلوں سے رزق عطا فرما تا کہ وہ تیرا شکر ادا کریں''۔

چشمۂ زمزم کا نکلنا

حضرت حاجرہ رضی اللہ عنھا سیدنا اسماعیل علیہ السلام کو لیکر اسی جگہ قیام پذیر رہیں پانی کا مشکیزہ اور توشہ دان ختم ہو گیا بھوک پیاس لگی بچہ بھی بھوک پیاس کی شدت سے زبان خشک ہونٹوں پر پھیرتا ماں سے بچہ کی حالت برداشت نہ ہوئی قریب ہی ایک پہاڑی صفا پر چڑھیں کہ کہیں سے پانی کا بندوبست ہو جائے یا کوئی انسان نظر آئے پھر

اسی خیال سے مروہ پر آئیں درمیان میں نشیبی جگہ جہاں سے بچہ نظر نہ آیا تو تیز قدموں سے چلتیں تا کہ بچہ نظر آئے اسی طرح صفا اور مروہ پر سات چکر لگائے۔

آخری مرتبہ جب مروہ پر حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنھا نے ایک آواز سنی خیال کیا یہاں کون آوازیں دے سکتا ہے دوبارہ آواز سنی تو بچہ کی طرف دیکھا کہ ایک فرشتہ ان کے پاس کھڑا ہے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ایڑیوں کی جگہ سے پانی کا ایک چشمہ ابھر رہا ہے۔

حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنھا نے دیکھا پانی جوش مار رہا ہے اس کے گرد ریت کا بند باندھتے ہوئے فرمایا زمزم۔ اے پانی ٹھہر جا رک جا۔ نبی کریم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

یرحم اللّٰہ ام اسماعیل لو ترکت زمزم او قال لو لم تغرف من الماء لکانت زمزم عینا معینا۔

ترجمہ: کہ اللہ تعالیٰ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ پر رحم فرمائے اگر وہ آب زمزم کو اسی طرح رہنے دیتیں یا فرمایا اگر آپ اس سے جلدی چلو نہ بھرتیں تو زمزم جاری چشمہ ہوتا۔

چنانچہ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنھا نے پانی خود بھی پیا اور ننھے اسماعیل علیہ السلام کو بھی پلایا فرشتے نے عرض کیا۔

”لاتخافی الضیعہ فان ھنھا بیت اللّٰہ ینبیہ ھذا الغلام وابوہ وان اللّٰہ سبحانہ لا یضیع اھلہ“

ترجمہ: تم کوئی خوف نہ کرو کہ تم ضائع ہو جاؤ گی بیشک یہاں بیت اللہ ہے اس کی تعمیر یہ بچہ اور اس کا باپ کریں گے بیشک اللہ تعالیٰ اپنے مقربین کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔

مکۃ المکرّمہ زاداللہ شرفھا آباد ہونے لگا۔

جب اس علاقہ میں پانی میسر آ گیا اور حضرت ہاجرہ علیہا السلام اور سیدنا اسماعیل علیہ السلام کا گزر بسر کے لیے کافی ہوگیا تو ایک قافلہ جو کہ قبیلہ بنو جرھم حضرت ابراھیم علیہ السلام کے چچا کی اولاد سے تھا یمن سے ملک شام جا رہا تھا یہاں انہوں نے پرندوں کے غول دیکھے تو اندازہ لگایا شاید یہاں پانی ہے ایک شخص کو بھیجا جس نے دیکھا پانی کا چشمہ ہے ایک عورت اور اسکا ایک بچہ ہے انہوں نے آکر سیدہ ہاجرہ رضی اللہ عنھا سے عرض کیا آپ ہمیں یہاں قیام کی اجازت دیں اور پانی میں شریک کریں۔ آپ نے فرمایا پانی تم جتنا چاہو استعمال کرو حق ملکیت ہمارا ہوگا۔ اس اجازت پر وہ قبیلہ بنو جرھم وہاں آباد ہو گیا۔ یوں مکۃ المکرّمہ (زاداللہ شرفھا) آباد ہونے لگا۔ جوانی میں حضرت اسماعیل علیہ السلام نے شادی بھی اسی قبیلہ میں فرمائی۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کے دس خصائص:

حضرت امام محمد بن یوسف صالحی نے "سبل الھدیٰ والرشاد" میں "المطلع" کے حوالے سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے دس خصائص کا تذکرہ فرمایا ہے جو کہ ہدیہ نظر قارئین کئے جاتے ہیں۔

۱۔ سب سے پہلے فصیح زبان میں حضرت اسماعیل علیہ السلام نے کلام فرمایا۔ حضرت علی المرتضیٰ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے جسکی زبان پر عربی رواں فرمائی وہ حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں اور اس وقت انکی عمر مبارک چودہ (14) برس تھی۔

۲۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نور مبارک کے مرکز تھے۔

۳۔ وہ ابراھیم خلیل اللہ کے نورِ نظر تھے۔

۴۔تعمیر بیت اللہ شریف کے وقت وہ اپنے والد گرامی کے ساتھ مزدوری میں شامل تھے۔

۵۔وہ حضرت ابراھیم علیہ السلام کی پہلی اولاد تھے۔

۶۔اہل عرب کے وہ مرجع تھے۔

۷۔آزمائش کے وقت انہوں نے سر تسلیم خم کیا۔

۸۔وہ اس خدمت میں کامیاب ہوئے(وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ)(پارہ:۲۳سورۃ الصفت:۱۰۷)

۹۔اللہ تعالیٰ نے انھیں اولاد آدم علیہ السلام میں سے چن لیا۔

مسلم وترمذی نے حضرت واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا۔اللہ تعالیٰ نے اولادِ ابراھیم علیہ السلام سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو منتخب فرمایا۔

۱۰۔نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے انکی اولاد سے ہونے پر فخر فرمایا۔

انا ابن الذبیحین۔(میں دو ذبیحوں کا فرزند ہوں)

مزید یہ کے اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو قرآن عظیم میں بارہ ناموں کے ساتھ یاد فرمایا۔

۱۔اغلام ۲۔علیم ۳۔حلیم ۴۔مسلم ۵۔آمر ۶۔صابر ۷۔مرضی

۸۔صادق ۹۔رسول ۱۰۔نبی ۱۱۔مذکور۔

(الصالحی: سبل الھدی والرشاد، جلد۱ ص ۳۰۱،۳۰۲ مطبوعہ مکتبہ نعمانیہ پشاور)

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی

جب سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی عمر مبارک تقریباً تیرہ برس ہوئی تو بذریعہ خواب حضرت ابراھیم علیہ السلام کو اپنے لخت جگر کی قربانی کرنے کا حکم ملا تو سراپا تسلیم و رضا

ابراھیم علیہ السلام نے اس مشکل ترین حکم کو بجا لانے میں کسی قسم کی تاویل کا سہارا لیے بغیر حکم خداوندی کو پورا کرنے کے لیے کمر بستہ ہوگئے اور ننھے شہزادے اسماعیل علیہ السلام کولیکر وادی منیٰ میں لے جا کر فرمایا۔

یَا بُنَیَّ إِنِّیْ أَرَی فِیْ الْمَنَامِ أَنِّیْ أَذْبَحُکَ فَانظُرْ مَاذَا تَرَی۔

ترجمہ: اے ننھے میں نے خواب دیکھا ہے کہ تجھے ذبح کر رہا ہوں بتا تیری کیا مرضی ہے۔ ہمت اور حوصلہ مند فرزند نے آداب پدری بجا لاتے ہوئے عرض کی۔

یَا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِیْ إِن شَاء اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِیْنَ۔

ترجمہ: اے میرے والد بزرگوار آپ کو جو حکم ملا ہے اسکو پورا کریں۔ مجھے ان شاء اللہ صبر کرنیوالا پائیں گے۔

(پارہ ۲۳، سورہ الصفت آیت ۱۰۲)

سعادت مند بیٹے کا یہ جواب سن کر سیدنا ابراھیم علیہ السلام کو کتنی مسرت ہوئی ہوگی اور ارادہ قربانی کو کتنی تقویت ملی ہوگی۔

پیکر حسن و جمال بیٹے کو پیشانی کے بل زمین پر لٹایا آنکھوں پر پٹی باندھی اور ریشم سے نرم و نازک گلے پر چھری چلائی تو خالق کائنات نے فرمایا۔

وَنَادَیْنَاهُ أَنْ یَا إِبْرَاهِیْمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْیَا إِنَّا کَذَلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ۔

ترجمہ: ندا آئی بس اے ابراھیم تم نے خواب سچ کر دکھایا ہم احسان والوں کو اسی طرح بدلہ دیتے ہیں۔

(پارہ ۲۳، سورہ الصفت آیت ۱۰۴، ۱۰۵)

حضرت جبرائیل علیہ السلام جنت سے ایک مینڈھا لے کر آئے جس کو سیدنا اسماعیل علیہ السلام کے فدیہ ذبح کیا گیا۔

یوں حضرت ابراھیم علیہ السلام اپنے اس امتحان میں بھی سرخرو ہوئے۔

حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام کا نکاح

حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام جب سن بلوغت کو پہنچے تو والدہ ماجدہ سیدہ ہاجرہ (رضی اللہ عنھا) داغِ مفارقت دیکر سفرِ آخرت اختیار کر گئیں اور سیدنا اسماعیل علیہ السلام تنہا رہ گئے تو قبیلہ بنو جرھم کے لوگوں نے آپ علیہ السلام کی تنہائی کا خیال کرتے ہوئے خلوص و محبت کے اظہار کے طور پر ایک عورت عمارہ بنت سعد بن اسامہ سے حضرت جناب سیدنا اسماعیل علیہ السلام کا نکاح کر دیا مگر یہ عورت اپنی خودرائی اور سخت مزاجی کی وجہ سے دولتِ نور مبارک حاصل نہ کر سکیں اور جلد ہی حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اسے طلاق دے دی۔ وہ یوں کہ ایک دفعہ حضرت سیدنا ابراھیم علیہ السلام ملک شام سے مکۃ المکرّمہ (زاداللہ شرفھا) میں سیدنا اسماعیل علیہ السلام سے ملنے کے لیے تشریف لائے تو دروازہ پر دستک دی یہ خاتون باہر آئی آپ نے اس سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کا پوچھا تو اس نے کہا کہ وہ شکار کے لیے گئے ہیں۔ حضرت ابراھیم علیہ السلام نے گھر کے حالات دریافت کیے تو اس نے تنگدستی کی شکایت کی اور حضرت ابراھیم علیہ السلام کو تشریف رکھنے کا بھی نہ کہا تو سیدنا ابراھیم علیہ السلام نے فرمایا کہ بس اب میں چلتا ہوں۔ جب تیرے شوہر آئیں تو ان کو میرا سلام کہنا اور یہ بھی کہنا کہ میری نصیحت ہے کہ اپنے مکان کی چوکھٹ بدل دیں مجھے یہ پسند نہیں ہے۔ جب سیدنا اسماعیل علیہ السلام شکار سے واپس تشریف لائے تو ایک مانوس خوشبو محسوس کی اور بیوی سے پوچھا کہ کوئی آیا تو نہیں تھا۔ اس نے بتایا کہ ایک بزرگ تشریف لائے تھے۔ حلیہ بیان کیا اور سلام دیتے تھے اور فرمایا کہ مکان کی چوکھٹ بدل دیں۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے پوچھا کہ تمہاری کیا بات ہوئی تو اپنے گھر کے حالات کہ متعلق جو کہا تھا بتایا تو حضرت

اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ میرے والدِ گرامی حضرت ابراھیم علیہ السلام تھے مجھے تم کو طلاق دینے کا فرما کر گئے ہیں لہٰذا تم اپنے میکے چلی جاؤ میں تجھے طلاق دیتا ہوں کیونکہ خاندان ابراھیم علیہ السلام میں رہ کر ناشکری اور تنگدستی کی شکایت گوارہ نہیں۔

اس کہ بعد حضرت اسماعیل علیہ السلام قبیلہ بنو جرھم کی سب سے خوب اور حسین و جمیل عورت ہالہ بنت حارث سے نکاح فرمایا۔ ان کی زندگی بڑی خوشگوار گزر رہی تھی۔ یہ خاتون سلیقہ مند اور شکر گزار تھیں۔ ایک دفعہ پھر جناب سیدنا ابراھیم علیہ السلام مکۃ المکرّمہ (زاداللہ شرفھا) میں تشریف لائے۔ دروازے پر دستک دی تو جناب ہالہباہر آئیں اس دن بھی اتفاق سے حضرت اسماعیل علیہ السلام شکار پر گئے ہوئے تھے اس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مرحبا کہا تشریف رکھنے کا کہا آپ علیہ السلام نے فرمایا نہیں اور گھر کے حالات کا پوچھا تو اس نے عرض کیا اللہ تعالیٰ کا شکر ہے بہت اچھی گزر اوقات ہو رہی ہے۔ حضرت ابراھیم علیہ السلام سے عرض کرنے لگے اگر آپ ہمارے گھر کو اپنے مبارک قدموں سے مشرف فرمائیں تو ہمارے لیے بڑی سعادت ہوگی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اتنی مہلت نہیں تو اس نے عرض کیا آپ اس پتھر پر قدم رکھیے میں سر دھوتی ہوں آپ علیہ السلام نے قدم رکھا اس نے سر مبارک دھویا اور تیل لگایا اور کنگھی کی اور جناب ابراھیم علیہ السلام رخصت ہوتے ہوئے فرمایا اپنے شوہر کو میرا سلام کہنا اور کہنا کہ تمہارے گھر کی دہلیز نہایت مناسب ہے اسکو سنبھال کر رکھیں۔

ادھر شام کو جب حضرت اسماعیل علیہ السلام گھر تشریف لائے تو اپنے والدِ گرامی کی خوشبو کو محسوس کرتے ہوئے بیوی سے فرمایا کہ کوئی صاحب آئے تھے کیا اس نے عرض کیا ایک نہایت وجاہت والے بزرگ تشریف لائے تھے کہ ان جیسی مبارک شخصیت میں نے کبھی نہیں دیکھی اور سارا واقعہ عرض کر دیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ مجھے فرما کر گئے ہیں کہ میں تمھیں پاس رکھوں کیونکہ تمھاری شکر گزاری اور خدمت سے وہ تم پر خوش تھے۔

(الطبری: تاریخ الطبری، جلد ۱ ص ۱۵۵ ص ۱۵۶، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت، لبنان)

حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی اولاد امجاد

حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی جو اولاد سیدہ ہالہ بنت مضاض بن عمرو جرھمی سے پیدا ہوئی۔ درج ذیل ہے۔

(1) نابت (2) قیدر (3) ذبیل (4) مبشا (5) مسمع (6) دعا (7) ماس (8) ارر (9) رطور (10) نفیس (11) لما (12) قیدمان۔

نوٹ!۔ باختلاف روایات سیرت ابن ھشام میں کچھ الفاظ کے ردوبدل کے ساتھ اسی طرح مذکور ہے۔

☆ نابت اور قیدر بن حضرت اسماعیل علیہ السلام سے عرب نسل ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد کو خوب پھیلایا۔ یہاں تک کہ یہ لوگ عمالقہ اور یمن کی طرف بھی پھیل گئے۔

(الطبری: تاریخ الطبری، ذکر خبرولداسماعیل بن ابراھیم خلیل الرحمن علیہ السلام، جلد ۱ ص ۱۸۹ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام کا وصالِ باکمال

جب حضرت اسماعیل علیہ السلام کی عمر مبارک ایک سوتیں (130) برس ہوئی تو بوقتِ وصال اپنے بھائی حضرت سیدنا اسحاق علیہ السلام کو اپنا وصی بنایا اور انکے بیٹے عصیص کے ساتھ اپنی بیٹی کا نکاح فرمایا اور خود داعی اجل کو لبیک کہتے ہوئے راہی ملک عدم ہوگئے۔ حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام کو آپ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ سیدہ ہاجرہ سلام اللہ علیہا کے پاس مقام حجر میں دفن کیا گیا۔

(ابن ہشام : السیرۃ النبویۃ، عمر اسماعیل علیہ السلام ومدفنہ ، جلد ص ٢٩ مطبوعہ مکتبہ نعمانیہ پشاور۔

الطبری : تاریخ الطبری،ذکر خبرولداسماعیل بن ابراھیم خلیل الرحمن علیہ السلام جلد ١ ص ١٨٩ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

☆.............................☆

(24) تذکرہ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام

ولادت باسعادت:

آپ علیہ السلام کے مقام ولادت کے بارے میں مؤرخین نے مختلف اقوال بیان کیے ہیں بعض نے بابل کو جائے ولادت بتایا بعض نے علاقہ سوس کو جو صوبہ اہواز کا شہر تھا اور کچھ نے کوفہ اور بصرہ کے درمیان ایک مقام کو جائے ولادت کہا ہے۔

کچھ مؤرخین نے لکھا ہے آپ علیہ السلام کی ولادت تو اورکار نامی جگہ میں ہوئی لیکن آپ کے والد تارخ وہاں سے بابل میں منتقل ہو گئے۔

(الطبری: تاریخ الطبری، ذکر ابراهیم خلیل الرحمن علیه السلام ، جلد ۱ ص ۱٤۲ مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت)

جس دور میں سیدنا ابراھیم علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اِس وقت روئے زمین پر نمرود کی حکومت تھی۔ جو کہ مشرق ومغرب تک پھیلی ہوئی تھی اِس کی ساری سلطنت میں لوگ مشرک بت پرست تھے نمرود اپنے آپ کو معبود کہلاتا تھا اور بزعم خود رب اعلیٰ بنا بیٹھا تھا۔

ایک دن اس نے خوفناک خواب دیکھا جسکی تعبیر نجومیوں نے یوں بتائی کہ شہر بابل میں ایک بچہ پیدا ہوگا جو کہ تیری خدائی کے دعوے کا پردہ چاک کرے گا اور تیری سلطنت کے زوال کا باعث بنے گا۔

چنانچہ نمرود نے بابل میں حاملہ عورتوں پر پہرے دار مقرر کر دیئے جو بچہ پیدا ہوتا اُسے قتل کر دیا جاتا مگر اللہ کی حکمتیں بڑی ہیں جب حضرت ابراھیم علیہ السلام کی ولادت

کا وقت قریب آیا تو آپ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ شہر سے باہر جنگل میں چلی گئیں وہاں جناب ابراھیم علیہ السلام کی ولادت ہوئی والدہ ماجدہ آپ کو ایک غار میں چھوڑ کر واپس آ گئیں اگلے دن دیکھنے گئیں تو حیران رہ گئیں کہ جناب ابراھیم علیہ السلام اپنا انگوٹھا چوس رہے ہیں اور انگوٹھے سے دودھ نکل رہا ہے۔

اِسی طرح رب العالمین کی قدرت کاملہ کے زیر اثر حضرت ابراھیم علیہ السلام کی پرورش ہوتی رہی عام انسانوں سے جلدی نشو ونما پاتے رہے۔ ایک عرصہ تک جب تک خدا کو منظور تھا وہیں مقیم رہے پھر ایک دن غار سے باہر تشریف لائے اور اپنے شہر کا رُخ کیا وہاں کے لوگوں کو دیکھا کہ کوئی بتوں کی پوجا کر رہا ہے کوئی چاند کی پرستش کر رہا ہے کوئی سورج کو خدا بنا کے بیٹھا ہے تو کوئی ستاروں کے آگے جھکتا ہے یوں شرک اور گمراہی میں لوگ غرق تھے۔ تو تبلیغ حق کا بڑی حکمت و دانائی سے پرچار شروع کیا۔

(الطبری: تاریخ الطبری، جلد ۱ ص ۱۴۳ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ رَأَى كَوْكَباً قَالَ هَذَا رَبِّي فَلَمَّا أَفَلَ قَالَ لا أُحِبُّ الآفِلِينَ ـ فَلَمَّا رَأَى الْقَمَرَ بَازِغاً قَالَ هَذَا رَبِّي فَلَمَّا أَفَلَ قَالَ لَئِن لَّمْ يَهْدِنِي رَبِّي لأَكُونَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّالِّينَ ○

جسکا ذکر خدائے اقدس نے قرآن مقدس میں یوں فرمایا۔ ترجمہ: جب رات ہوئی تو ستارے دیکھ کر فرمایا یہ میرا رب ہے؟ جب وہ ڈوب گیا تو فرمایا میں ڈوبنے والوں کو پسند نہیں کرتا اور جب چاند چمکتا نظر آیا تو فرمایا یہ میرا رب ہے؟ مگر جب وہ بھی ڈوب گیا تو فرمایا اگر میرے رب نے میری رہنمائی نہ فرمائی تو میں بھی انہی میں سے ہو جاؤں گا۔

(پارہ: ۷، سورۃ الانعام، آیات: ۷۶ تا ۷۷)

اعلانیہ دعوت توحید اور بت پرستی کا رد:

حضرت ابراھیم علیہ السلام جب غار سے اپنے شہر تشریف لائے تو اپنے چچا آذر کے ہاں قیام کیا کیونکہ حضرت تارخ رضی اللہ عنہ جو کہ آپ کے والد گرامی تھے ان کا وصال ہو چکا تھا۔آپ علیہ السلام نے چچا آذر اور قوم کو بتوں کی پرستش کرتے دیکھا تو اعلانیہ طور پر کلمہ توحید کو بلند کرتے ہوئے ان کے باطل خداؤں کا رد بلیغ فرمایا جسکو قرآن مجید نے یوں بیان فرمایا ہے۔

إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ يَا أَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِي عَنكَ شَيْئاً۔ يَا أَبَتِ إِنِّي قَدْ جَاءَنِي مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَأْتِكَ فَاتَّبِعْنِي أَهْدِكَ صِرَاطاً سَوِيّاً۔ يَا أَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطَانَ إِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ لِلرَّحْمَنِ عَصِيّاً۔يَا أَبَتِ إِنِّي أَخَافُ أَن يَمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمَن فَتَكُونَ لِلشَّيْطَانِ وَلِيّاً۔

ترجمہ:"جب ابراھیم علیہ السلام نے اپنے باپ سے کہا اے میرے باپ تو ایسوں کو کیوں پوجتا ہے جو نہ سنے نہ دیکھے نہ تیرے کام آئے اے میرے باپ بیشک میرے پاس وہ علم آیا ہے جو تیرے پاس نہیں آیا تو میری اتباع کر میں تجھے سیدھی راہ دکھادوں اے میرے باپ شیطان کا بندہ نہ بن شیطان رحمٰن کا نافرمان ہوا اے میرے باپ مجھے خوف ہے تجھے عذاب ہوگا رحمٰن کی طرف سے تو پس شیطان کا دوست ہو جائے گا۔"

(پارہ: ١٦، سورۃ مریم، آیت: ٤٢ تا ٤٥)

مذکورہ آیات میں حضرت ابراھیم علیہ السلام کی اِس تبلیغ کا ذکر کیا گیا ہے جو آپ

علیہ السلام نے اپنے چچا آزر کو فرمائی۔

فَلَمَّا رَأَى الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هَـٰذَا رَبِّي هَـٰذَا أَكْبَرُ فَلَمَّا أَفَلَتْ قَالَ يَا قَوْمِ إِنِّي بَرِيءٌ مِّمَّا تُشْرِكُونَ۔ إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفاً وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ٥

پھر جب سورج کو روشن دیکھا فرمایا یہ میرا رب ہے؟ یہ بڑا ہے مگر جب وہ بھی غروب ہو گیا تو پکارا اے میری قوم میں ان سے بیزار ہوں جنہیں تم خدا کا شریک بناتے ہو سو میں نے یک سو ہو کر اپنا رُخ اُس ہستی کی طرف کر لیا ہے جس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا ہرگز شرک کرنے والوں سے نہیں ہوں۔

(پارہ:۷، سورۃ الانعام آیات: ۷۸،۷۹)

کتنے ٹھوس دلائل کے ساتھ اُن مشرکین کے شرک کا پردہ چاک کیا اور انکو بتایا اور دکھایا کہ ڈوبنے والے خدا نہیں خدا وہ ہے جس نے یہ سب پیدا کیا ہے۔

پھر ساری قوم کو جو خطاب فرمایا اسکو بھی قرآن مجید نے یوں بیان فرمایا۔

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ إِبْرَاهِيمَ۔ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا تَعْبُدُونَ ۔ قَالُوا نَعْبُدُ أَصْنَاماً فَنَظَلُّ لَهَا عَاكِفِينَ ۔قَالَ هَلْ يَسْمَعُونَكُمْ إِذْ تَدْعُونَ۔أَوْ يَنفَعُونَكُمْ أَوْ يَضُرُّونَ۔قَالُوا بَلْ وَجَدْنَا آبَاءَنَا كَذَٰلِكَ يَفْعَلُونَ۔قَالَ أَفَرَأَيْتُم مَّا كُنتُمْ تَعْبُدُونَ۔أَنتُمْ وَآبَاؤُكُمُ الْأَقْدَمُونَ۔فَإِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّي إِلَّا رَبَّ الْعَالَمِينَ۔ الَّذِي خَلَقَنِي فَهُوَ يَهْدِينِ۔وَالَّذِي هُوَ يُطْعِمُنِي وَيَسْقِينِ ۔ وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ۔وَالَّذِي يُمِيتُنِي ثُمَّ يُحْيِينِ۔

ترجمہ: ''اور ان پر ابراھیم کی خبر پڑھو جب اُنہوں نے اپنی قوم اور اپنے

باپ کو فرمایا تم کیا پوجتے ہو بولے ہم بتوں کو پوجتے ہیں اور انکی پوجا
میں رہتے ہیں پھر فرمایا کیا وہ تمہاری سنتے ہیں جب تم انہیں پکارتے ہو یا
تمہارا بھلا کرتے ہیں بولے ہم نے اپنے باپ دادا کو ایسا کرتے ہوئے
پایا ہے فرمایا کیا تم دیکھتے ہو جنکی تم پوجا کرتے ہو اور تمہارے اگلے باپ
دادا وہ سب میرے دشمن مگر تمام جہانوں کا پروردگار جس نے مجھے پیدا کیا
وہی مجھے ہدایت دے گا وہی مجھے کھلاتا ہے اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو
وہی شفا دیتا ہے اور وہی مجھے وفات دے گا پھر مجھے زندہ کریگا۔"

(پارہ:۱۹، سورۃ الشعراء آیات:۶۹ تا ۸۱)

حضرت ابراھیم علیہ السلام کی بت شکنی:

حضرت ابراھیم علیہ السلام اپنی قوم کو موقع بہ موقع باطل معبودوں کی بے بسی اور بے اختیاری سے آشکار کرتے رہے مگر قوم نے آپ علیہ السلام کی باتوں کا اثر نہ لیا آخر حضرت ابراھیم علیہ السلام نے ایسا طریقہ ایجاد کیا پریکٹیکلی طور پر بتوں کا بے بس ہونا ظاہر فرمایا ہوا یوں کہ قوم کا سالانہ میلا آیا سب بن سنور کر جشن منانے کیلئے کھلے میدان میں جانے لگے طرح طرح کے لذیذ کھانے تیار کر کے بت خانے میں بتوں کے آگے رکھ دیئے کہ واپسی پر لے جائیں گے اور ان میں بتوں کی برکت شامل ہوگئی سارا شہر بابل بتوں کے پجاریوں سے خالی ہو گیا جناب سیدنا ابراھیم علیہ السلام سے چند لوگوں نے کہا بھی ہمارے ساتھ قومی جشن میں چلیں تو حضرت ابراھیم علیہ السلام نے فرمایا میں تمہارے میلوں ٹھیلوں سے بیزار ہوں جب لوگ شہر سے باہر جارہے تھے تو حضرت ابراھیم علیہ السلام نے فرمایا۔

وَتَاللَّهِ لَأَكِيدَنَّ أَصْنَامَكُم بَعْدَ أَن تُوَلُّوا مُدْبِرِينَ

ترجمہ! خدا کی قسم میں تمہارے بتوں سے نبڑلوں گا (بُرا چاہوں گا)

تمہارے واپس آنے تک۔

(پارہ: ۱۷، سورۃ الانبیاء، آیت:۵۷)

کئی لوگوں نے حضرت ابراھیم علیہ السلام کی اِس بات کو سنا اَن سنا کر دیا لوگ چلے گئے تو حضرت ابراھیم علیہ السلام ایک کلہاڑا لیکر بت خانے میں تشریف لے گئے اور خدائی نصرت پر بھروسہ کرتے ہوئے معبودان باطلہ کا جنازہ نکالنے کیلئے چھوٹے بتوں کے کسی کے کان، کسی کا ناک، کسی کا سر، کسی کے بازو ٹانگیں توڑ کر رکھ دیئے اور سب کھانے اُٹھا کر بڑے بت کے سامنے رکھ دیئے کلہاڑا بھی بڑے بت کے کندھے پر رکھ دیا اُنکے چھوٹے خداوندوں کا ستیاناس کرنے کے بعد تسلی سے باہر تشریف لے آئے۔

شام کو قوم میلے سے تھکی ہاری واپس آئی بت خانے میں جا کر بتوں کی حالت دیکھ کر اُن پر سکتہ طاری ہو گیا یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی ایک حشر برپا ہو گیا ہمارے خداوندوں سے یہ سلوک کس نے کیا ہے اسکو تلاش کرو۔

مَن فَعَلَ هَذَا بِآلِهَتِنَا إِنَّهُ لَمِنَ الظَّالِمِينَ

ہمارے خداؤں کی یہ حالت کس نے کی بیشک وہ ظالموں سے ہوا۔

قَالُوا سَمِعْنَا فَتًى يَذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهُ إِبْرَاهِيمُ۔

سب قوم جانتی تھی ہمارے خداؤں کا بُرا ایک شخص ہی چاھتا ہے۔

(پارہ: ۱۷، سورۃ الانبیاء، آیت:۵۹،۶۰)

چند لوگوں نے کہا ہم نے ایک جوان کو سنا ہے جو ان کا ذکر (برائی) سے کرتا ہے اسکا نام ابراھیم علیہ السلام ہے۔

نمرود کو جب اس واقعہ کی اطلاع ہوئی اور حضرت ابراھیم علیہ السلام کے اس کارنامے کے بارے میں بتایا گیا تو اس نے سپاہیوں کو حکم دیا۔

قَالُوا فَأْتُوا بِهِ عَلَى أَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُونَ۔

(پارہ: ۱۷، سورۃ الانبیاء، آیت:۶۱)

کہنے لگے اِس کو پکڑ کر لوگوں کے سامنے لاؤ تا کہ یہ گواہی دیں۔
حضرت ابراھیم علیہ السلام کو گرفتار کر کے نمرود کے دربار میں پیش کیا گیا تفتیش شروع ہوئی۔

سوال: أَنتَ فَعَلْتَ هَذَا بِآلِهَتِنَا يَا إِبْرَاهِيمُ

اے ابراھیم (علیہ السلام) ہمارے خداؤں کے ساتھ یہ حرکت تم نے کی؟

(پارہ: ۱۷، سورۃ الانبیاء، آیت: ۶۲)

حضرت ابراھیم علیہ السلام نے بطور توریہ یہ فرمایا
(توریہ یہ ہے کہ بات کرنے کا مطلب کچھ اور ہو اور سمجھنے والے کچھ اور سمجھیں)۔

جواب: بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هَذَا فَاسْأَلُوهُمْ إِن كَانُوا يَنطِقُونَ

(پارہ: ۱۷، سورۃ الانبیاء آیت: ۶۳)

فرمایا بلکہ انکے بڑے نے کیا ہوگا تم ان سے بھی پوچھ لو اگر یہ بولتے ہیں۔
حضرت ابراھیم علیہ السلام کا یہ جواب ان پر کلہاڑی کی ضرب سے زیادہ جان لیوا ثابت ہوا کچھ دیر کیلئے دم بخود ہو کر ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے اور دل میں سوچا کہ ہم ان کی پوجا کرتے ہیں جو بول بھی نہیں سکتے اور اپنا بچاؤ بھی نہیں کر سکتے۔

ثُمَّ نُكِسُوا عَلَى رُؤُوسِهِمْ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هَؤُلَاءِ يَنطِقُونَ

پھر سابقہ گمراہی کی طرف پلٹے اور بولے اے ابراھیم علیہ السلام تم جانتے ہو یہ بول نہیں سکتے

(پارہ: ۱۷، سورۃ الانبیاء، آیت: ۶۵)

حضرت ابراھیم علیہ السلام نے جب انکا اعتراف جرم دیکھا تو ننگی تلواروں کی پرواہ کئے بغیر کلمہ حق بلند فرمایا:

قَالَ أَفَتَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنفَعُكُمْ شَيْئاً وَلَا

يَضُرُّكُمْ۔ أُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ

فرمایا اللہ تعالیٰ کے سوا ایسوں کو پوجتے ہو جو تمہیں نہ نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ نقصان لعنت ہے تم پر اور تمہارے ایسے خداؤں پر جنکو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو کیا تم کو عقل نہیں۔

(پارہ:۱۷،سورۃالانبیاء آیت :٦٦ تا ٦٧)

حضرت ابراھیم علیہ السلام کی اِس ضرب کی تاب نہ لاتے ہوئے پورے دربار میں سناٹا چھا گیا کہ اکیلا ابراھیم (علیہ السلام) کس طرح سارے بتوں اور ہماری غیرت کو للکار رہا ہے اور ہماری جاہلیت کے پردے چاک کر رہا ہے۔

یہ نغمہ فصل گل ولالہ کا نہیں پابند
بہار ہو کے خزاں لا الہ الا اللہ
اگرچہ بت ہیں جماعت کی آستینوں میں
مجھے ہے حکم اذاں لا الہ الا اللہ

حضرت ابراھیم علیہ السلام کا نمرود سے مناظرہ:

نمرود نے حضرت ابراھیم علیہ السلام کی ایسی مدلل ومسقط گفتگو کو سنا اور بار بار اللہ تعالیٰ کا ذکر تکرار کرتے سنا تو بولا ابراھیم

مَن رَّبك؟

آپ علیہ السلام نے فرمایا

رَبِّيَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ

میرا رب وہ ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔

نمرود بولا

أَنَا أُحْيِي وَأُمِيتُ

میں بھی زندہ کرتا اور مارتا ہوں

(پارہ:۳، سورۃ البقرۃ، آیت :۲۵۸)

اس پر نمرود نے دو قیدیوں کو بلایا ایک کو قتل کر دیا ایک کو چھوڑ دیا۔ حالانکہ یہ حضرت ابراھیم علیہ السلام کا جواب نہ تھا یہ نہایت احمقانہ بات تھی کہاں موت و حیات کا خالق اور کہاں بے گناہ کو قتل کر کے اور ایک کو آزاد کر کے زندہ کرنے اور مارنے کا دعوی۔ دراصل وہ یہیں پر لاجواب ہو گیا تھا اِس لیے مجمع کے سامنے شرمندگی سے بچنے کیلئے اُس نے یہ بات کی اگر ابراھیم علیہ السلام چاہتے تو یہ فرما سکتے تھے اگر زندگی و موت کا یہی مطلب ہے جو تو نے کیا تو جسکو مارا اسکو زندہ کر مگر آپ نے اس پر پکڑ کو ضروری نہ سمجھا کیونکہ جب مناظر ایسی لایعنی دلیل دے تو اسکی پکڑ نہ کرنا بھی پکڑ ہے۔ حضرت ابراھیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی اُلوہیت پر دوسری دلیل دی فرمایا:

فَإِنَّ اللّٰہَ يَأْتِیْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَأْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِیْ كَفَرَ۔

بیشک اللہ تعالیٰ سورج مشرق سے طلوع کرتا ہے تو مغرب سے طلوع کر پس کافر کے ہوش اڑ گئے۔

(پارہ: ۳، سورۃ البقرۃ، آیت :۲۵۸)

حضرت ابراھیم علیہ السلام نارِ نمرود میں:

ایسی شاندار دلیل کے سامنے نمرود کے طور گھوم گئے اور وہ ہکا بکا ہو گیا نمرود نے جب اپنی سلطنت اور سیاسی مفاد پر زد پڑتے دیکھی تو اپنی خفت مٹانے کیلئے بولا:

حَرِّقُوْهُ وَانصُرُوا آلِهَتَكُمْ إِن كُنتُمْ فَاعِلِيْنَ۔

(پارہ:۱۷، سورۃ الانبیاء، آیت:۶۸)

''ان کو جلا دو اور اپنے خداؤں کی مدد کرو اگر تمہیں کرنا ہے۔''

اِس نے حضرت ابراھیم علیہ السلام کو گرفتار کر کے آگ جلانے کیلئے لکڑیاں جمع کرنیکا حکم دیا۔

چنانچہ آگ کا ایک بہت بڑا الاؤ تیار کیا گیا جو تقریباً بارہ میل یا دس فرنگ پر مشتمل تھا جب آگ خوب روشن ہوگئی تو نمرود اپنے شاہی کروز کیساتھ بہت بڑے سپاہیوں کے جلوس میں آیا اور حکم دیا کہ حضرت ابراھیم علیہ السلام کو حاضر کیا جائے حضرت ابراھیم علیہ السلام کو ہتھکڑیوں اور بیڑیوں میں لایا گیا نمرود نے کہا اے ابراھیم (علیہ السلام) ابھی بھی وقت ہے اپنے دین کو چھوڑ کر میری خدائی کا اقرار کر لے ورنہ یہ آگ کے بھڑکتے شعلے تجھے جلا کر خاکستر کر دیں گے۔ اللہ کے خلیل حضرت ابراھیم علیہ السلام مسکرانے لگے اور اسے مزید مبہوت کر دیا کیونکہ آگ خالص سونے کو نہیں جلاتی۔

بعض اھل اللہ فرماتے ہیں کہ مسکرانے کی وجہ یہ تھی گویا حضرت ابراھیم علیہ السلام نے فرمایا تو مجھے اتنی بڑی آگ سے ڈرا رہا ہے میرے دل میں جو جذبہ و عشق الٰہی کی آگ روشن ہے اگر اسکی ایک چنگاری بھی اس پر ڈال دی جائے تو تیری آگ نیست و نابود ھو جائے۔

(الکاشفی:معارج النبوۃ، جلد ۱ ص ۵۸۷ مطبوعہ مکتبہ نبویہ لاھور)

آگ میں ڈالنے کیلئے شیخ نجدی (شیطان) کا کارنامہ:

جب آگ اپنے پورے جوبن پر آئی اور اسکی حرارت اتنی تیز تھی کہ اس کے قریب جانا ہی اپنی موت کو دعوت دینا تھا اگر کوئی پرندہ فضا سے اڑتا گزرنے کی کوشش کرتا تو وہ بھی جل کر راکھ ہو جاتا۔ نمرود کیلئے ایک مسئلہ کھڑا ہو گیا کہ اِس آگ میں ابراھیم کو ڈالیں کیسے۔ تو ایک بوڑھا شخص شیخ نجدی کی صورت میں آیا دراصل وہ شیطان تھا اِس نے آ کر ان کی راہنمائی کی کہ منجنیق بنا کر حضرت ابراھیم علیہ السلام کو اِس میں جکڑ کر آگ میں ڈال دیا جائے۔

(الکاشفی: معارج النبوۃ، جلد ۱ ص ۵۸۷ مطبوعہ مکتبہ نبویہ لاھور)

زمین و آسمان کی مخلوق کی فریاد:

حضرت ابراھیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالنے کیلئے منجنیق میں رکھا گیا تو ساکنان فرش و عرش آہ و بکاہ کرتے ہوئے بارگاہ الٰہی میں عرض کرنے لگے الٰہی اس وقت روئے زمین پر ایک ابراھیم ہے تیری توحید کا پیمبر ہے اسے بھی ختم کرنے کا ناپاک منصوبہ بن گیا ہے اگر اجازت ہو تو ہم اسکی مدد کر سکیں؟ حکم ہوا جاؤ۔

ایک فرشتہ حاضر ہوا اور بولا اے ابراھیم علیہ السلام میں ہوا کا فرشتہ ہوں اگر اجازت ہو تو ہوا کے ذریعہ یہی آگ انہیں پر مسلط کر دوں

دوسرے فرشتے نے عرض کی اے نبی اللہ میں پانی کا فرشتہ ہوں اگر حکم کریں تو میں پانی برسا کر آگ کو بجھا دوں۔ تیسرے فرشتہ نے عرض کی یا خلیل اللہ علیہ السلام میں زمین پر متعین ہوں اگر اجازت ہو تو میں خط زمین کو آگ سمیت ان پر اُلٹ دوں حضرت ابراھیم علیہ السلام نے سب کو جواب دیا۔

خلوا بيني وبين خليلي حتى يفعل مايشاء۔

یہ میرے اور میرے پروردگار کے درمیان معاملہ ہے سب ہٹ جاؤ آج جو اسکی مرضی ہے ابراہیم اسی پر راضی ہے۔

(الکاشفی: معارج النبوة، جلد ۱ ص ۵۸۹ مطبوعه مکتبه نبویه لاهور)

اگر وہ ذات حق مجھے آگ سے نجات دے تو اسکا فضل اور اگر ہلاک کر دے تو بھی میں اسکی رضا پر راضی ہوں۔

توکلِ عظیم الشان کا مظاہرہ:

جب جد الانبیاء حضرت ابراھیم خلیل اللہ کو منجنیق میں رکھ کر آگ میں ڈالا گیا اب آپ فضا میں آگ کی طرف جا رہے تھے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے۔ عرض کی

هل لك من حاجة

اے ابراھیم علیہ السلام کوئی حاجت ہوتو بتائیں

حضرت ابراھیم علیہ السلام نے جواب دیا

اماالیك فلا

اے جبرائیل تم سے کوئی حاجت نہیں

اِس جواب پر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی کہ اپنے رب سے ہی کچھ عرض کرلیں کہ اس مصیبت اور آگ سے نجات مل جائے۔

حضرت ابراھیم علیہ السلام نے فرمایا:

علمه بحالي حسبي من سوالي

(الکاشفی: معارج النبوۃ، جلد۱ ص ۵۸۹ مطبوعه مکتبه نبویه لاهور، الطبری: تاریخ الطبری، جلد۱ ص ۱۴۸ مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت،لبنان)

کہ اس خالق کو میرے سوال کے بغیر بھی میرے حال کا علم ہے کہ میرے بندے کو کیا چاہیے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ماسوا اللہ کے سارے تعلق قطع کر کے اپنی منشاء کو خالق کی رضا کی سپرد کر دیا اور آگ میں کود گئے توکل کے اس شاندار مظاہرہ پر ربِ جلیل نے آگ کو حکم دیا:

قُلْنَا يَا نَارُ كُونِيْ بَرْداً وَسَلَاماً عَلَى إِبْرَاهِيْم

(پارہ: ۱۷، سورۃ الانبیاہ، آیت :۶۹)

اے آگ ابراھیم علیہ السلام پر ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جا۔

آگ اُسی وقت گل گلزار بن گئی۔ باہر سے تو آگ جلتی رہی مگر حضرت ابراھیم علیہ السلام کو اسکی حرارت نہ پہنچ سکی بلکہ ایک باغ بنا دیا گیا جس میں طرح طرح کے پھل

پھول تھے اور فرشتے خدمت خلیل علیہ السلام پر متعین تھے۔

حسن عقیدت کا انعام:

صاحب مدارج النبوۃ نے یہ روایت نقل فرمائی کہ جب حضرت ابراھیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا جانے لگا تو ایک پرندہ جس کو عربی میں عندلیب فارسی میں ہزار داستان اور اردو میں بلبل کہتے ہیں۔ اِس نے اپنے آپ کو آگ میں گرادیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل سے فرمایا اس پرندہ کو آگ میں گرنے سے پہلے اٹھالو اور پوچھو تم نے خود کو آگ میں کیوں ڈالا ہے حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور اس کو گرتے ہوئے بچا لیا اور پوچھا رب تعالیٰ فرماتا ہے تو نے ایسا کیوں کیا اُس پرندے نے کہا کہ تم نے دیکھا نہیں کہ رب کے خلیل حضرت ابراھیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا جا رہا ہے مجھ میں اتنی طاقت نہیں کہ میں انکو بچا سکوں تو انکی اتباع و محبت میں اپنے آپ کو آگ میں گرالیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تیری اِس محبت اور خلوص کی وجہ سے تیری ایک ھزار تمنائیں پوری کی جائیں گی۔ بتا کیا چاہیے اس نے عرض کی مولا مجھے اپنے ایک ہزار نام یاد کرا دے کہ تیرا ذکر کرتا رہوں یہ پرندہ آج بھی پھلوں پھولوں اور باغوں میں خوشگوار زندگی گزارتا ہے اور اپنی خوش کن آواز میں رب قدوس کے ناموں کی مالا جپتا ہے۔

(الکاشفی: معارج النبوۃ، جلد ۱ ص ۶۰۲ مطبوعہ مکتبہ نبویہ لاھور)

چھپکلی کی بدبختی اور سزا:

چھپکلی نارنمرود کو پھونکیں مارتی تھی اِسکے اِس فعل سے نارنمرود تو زیادہ نہ ہوسکی مگر اسکی بدبختی اور دشمنی خلیل علیہ السلام کا اظہار ہوگیا اِسی وجہ سے حدیث پاک میں ہے۔

عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من قتل و زغة فی اول ضربة فلهُ كذا و كذا حسنة، و من قتلها فی الضربة الثانية فلهُ كذا و كذا

حسنة، لدون الثانية۔

(المسلم: الصحيح كتاب الآداب ، باب: استحباب قتل الوزغ، رقم الحديث: ٥٨٤٦ ص ٩٩٤ مطبوعه دارالسلام للنشرو التوزيع الرياض)

ترجمہ! حضرت ابوھریرہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے چھپکلی کو پہلی ضرب سے مارا اسکو بہت اجر ملے گا جس نے اِسکو دوسری ضرب سے مارا اسکو پہلی والی سے کم اجر ملے گا اور جس نے تیسری ضرب سے مارا اسکو دوسری ضرب والے سے کم اجر ملے گا۔

نمرود کا حضرت ابراھیم علیہ السلام کو باغ میں دیکھنا:

نمرود نے اتنی بڑی آگ جلا کر حضرت ابراھیم علیہ السلام کو جلانا چاہا مگر اللہ تعالیٰ کی قدرت سے اسی آگ میں حسین وجمیل باغ حضرت ابراھیم علیہ الصلوۃ والسلام کیلئے بنا دیا کچھ دنوں بعد نمرود اپنی چھت پر چڑھا تا کہ دیکھوں کیا انجام ہوا ابراھیم کا مگر وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ ابراھیم علیہ السلام تو صحیح سلامت ایک باغ میں تخت پر جلوہ گر ہیں اور ادھر اُدھر طرح طرح کے پھل پھول اُگے ہوئے ہیں اور ایک ہم شکل فرشتہ پنکھ جھول رہا ہے اس نے حضرت ابراھیم علیہ السلام کو آواز دی اے ابراھیم تم یہاں زندہ وسلامت کیسے بچ گئے فرمایا مجھے میرے رب نے تیری جلائی ہوئی آگ سے بچا لیا اور یہ باغ و بہار عطا فرمائی۔

نمرود نے کہا کیا تم باہر نکل سکتے ہو کیونکہ اردگرد آگ شعلہ زن تھی اِس نے سوچا جب باہر آئیں گے تو جل جائیں گے۔ مگر حضرت ابراھیم علیہ السلام بڑی متانت و وقار سے چلتے ہوئے باہر تشریف لے آئے۔

(الكاشفی: معارج النبوة، جلد۱ ص ۵۹۲ مطبوعه مكتبه نبويه لاهور)

قدرت الٰہی دیکھنے کے باوجود نمرود کی گمراہی:

نمرود نے جب یہ دیکھا کہ حضرت ابراھیم علیہ السلام زندہ وسلامت باہر تشریف لے آئے تو کہنے لگا اے ابراھیم (علیہ السلام) میں تیرے رب کیلئے قربانی پیش کروں گا حضرت ابراھیم علیہ السلام نے فرمایا جب تک تو ایمان نہیں لاتا تیرا قربانی کرنا رب کی بارگاہ میں مقبول نہیں کہنے لگا میں اپنی سلطنت اور دین نہیں چھوڑوں گا مگر قربانی ضرور کروں گا چنانچہ اس نے چار ہزار گائیوں کی قربانی کی لیکن کفر پر قائم رہا اور ایمان نصیب نہ ہوا۔

(آلوسی: تفسیر روح المعانی، جلد ١٧ ص ٩١ مطبوعه مکتبه رشیدیه سرکی روڈ کوئٹه)

حضرت ابراھیم علیہ السلام کا بابل سے ہجرت فرمانا:

وَقَالَ اِنِّیْ ذَاهِبٌ اِلٰی رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ

(پاره: ٢٣، سورة الصف، آیت:٩٩)

حضرت ابراھیم علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا میں جارہا ہوں جہاں میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے وہی میری راہنمائی فرمائے گا۔

تم میری نشانیاں دیکھ کر بھی ایمان نہیں لائے یہاں میں نے حق تبلیغ ادا کردیا ہے اب میں رب کے حکم سے ہجرت کر کے جارہا ہوں۔

حضرت ابراھیم علیہ السلام کا نکاح:

بابل سے ہجرت فرما کر حضرت ابراھیم علیہ السلام اپنے چچا ہاران کے پاس حران میں ٹھہرے ہاران نے اپنی بیٹی حضرت سارہ کا نکاح جناب ابراھیم علیہ السلام سے کردیا۔

حضرت سارہ رضی اللہ عنھا کو اللہ کریم نے بہت زیادہ حسن و جمال سے نوازا تھا بلکہ حسن یوسف علیہ السلام بھی حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کا صدقہ تھا۔

(الطبری: تاریخ الطبری، جلد۱ ص ۱۵۰ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت، لبنان)

حران سے فلسطین کی طرف ہجرت:

کچھ عرصہ حران قیام کے بعد حضرت ابراھیم علیہ السلام نے حضرت سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا اور حضرت لوط علیہ السلام کے ساتھ مصر کی طرف کوچ کیا دوران سفر ایک ایسی جگہ سے گزر ہوا جہاں ایک ظالم و جابر بادشاہ کی حکومت تھی لوگوں نے اُسے بتایا کہ یہاں ایک شخص ہے جس کے ساتھ ایک عورت ہے جو تمام لوگوں سے زیادہ حسین ہے اِس نے حضرت ابراھیم علیہ السلام کی طرف اپنا قاصد بھیجا کہ دریافت کر لے کہ یہ خاتون کون ہے تو جواباً حضرت ابراھیم علیہ السلام نے فرمایا میری بہن ہے پھر آپ رضی اللہ عنہ نے سارہ کو فرمایا اگر یہ ظالم تمہیں میرے بارے میں پوچھے تو کہنا کہ تم میری بہن ہو لہٰذا تم میری دینی بہن ہو اِس ظالم نے حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور انکی طرف ہاتھ بڑھایا تو خدائے تعالیٰ نے اسکا ہاتھ مفلوج کر دیا اسکا گلہ بھی گھٹنا شروع ہو گیا پاگلوں کی طرح ہو گیا ایڑھیاں رگڑنے لگا منہ سے جھاگ نکلنا شروع ہو گئی اور وہ حضرت سارہ رضی اللہ عنہ سے فریاد کرنے لگا کہ تم میرے لیے دعا کرو میں تمہیں کچھ نہیں کہوں گا آپ رضی اللہ عنہا نے دعا کی تو وہ ٹھیک ہو گیا اس نے دوبارہ ہاتھ بڑھانے کی ہمت کی تو پہلے سے زیادہ آفت میں مبتلاء ہو گیا اِس نے پھر حضرت سارہ رضی اللہ عنہا سے دعا کی درخواست کی اور وعدہ کیا کہ اب ایسا نہیں کرے گا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے دعا فرمائی اور وہ ٹھیک ہو گیا۔ اِس نے دربان کو بلا کر کہا تم کسی جن کو میرے پاس لے آئے ہو اس نے حضرت ہاجرہ کو بطور خادمہ ہدیہ دیکر واپس لوٹا دیا۔ جب حضرت سارہ سلام اللہ علیھا واپس تشریف لائیں تو جناب خلیل السلام نے سارا ماجرہ سنایا

کہ وہ ذلیل ہوا اور ہاجرہ مجھے ہدیہ دی ہے۔

(الطبری: تاریخ الطبری، جلد ۱ ص ۱۵۰ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت، لبنان)

نوٹ: حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تذکرہ میں تین باتیں ایسی ہیں جو بظاہر ایسی لگتی ہیں کہ خلاف واقع ہوں۔

1۔ جب قوم میلے پر جانے لگی تو آپ علیہ السلام کو دعوت دی تو آپ نے فرمایا "اِنِّی سَقِیم"

2۔ بت شکنی پر جب نمرود نے پوچھا ہمارے معبودوں کو تم نے توڑا ہے تو ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا۔

بَلْ فَعَلَهُ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا

3۔ حضرت سارہ سلام اللہ علیہا کو فرمایا ظالم تم سے پوچھے تو کہنا تم میری بہن ہو۔ معزز قارئین! انبیاء کرام علیہم السلام اعلان نبوت سے قبل اور بعد میں بھی ہر قسم کے گناہ اور جھوٹ سے پاک ہوتے ہیں۔

مذکورہ تینوں باتیں بھی جھوٹ نہیں بلکہ بطور توریہ وتعریض فرمایا کہ بولنے والے کی مراد کچھ ہو اور سمجھنے والے اسے کچھ اور سمجھیں۔

جیسا کہ پہلا ارشاد گرامی انی سقیم

اِسکی توجیہ کرتے ہوئے ملا علی قاری فرماتے ہیں۔

فقال انی سقیم: اُو سقیم القلب لمافیه مِن الغیظ باتخاذ کم النجوم آلهة اُو بعبادتکم الاضام۔

ترجمہ! حضرت ابراھیم علیہ السلام نے فرمایا انی سقیم مطلب میرا دل بیمار ہے تمہارے بتوں اور ستاروں کو معبود بنانے کی وجہ سے۔

(ملا علی قاری: مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، کتاب احوال

القیامة باب بداء الخلق و ذکر الانبیاء الفصل الاول تحت الحدیث ٥٧٠٤ جلد١٠ ص٣٧٢ مطبوعه مکتبه رشیدیه سرکی روڈ کوئٹه)

دوسرا ارشاد گرامی "بل فعله کبیرهم"

سے حضرت ابراھیم علیہ السلام نے تقریباً اپنی ذات مراد لی جیسا کہ ایک ماہر کاتب ایک نفیس تحریر لکھے تو دوسرا آدمی جو لکھنا نہ جانتا ہو وہ کاتب سے پوچھے یہ تم نے لکھا ہے تو کاتب جواباً کہے نہیں تم نے لکھا ہے الزاماً اسکو خاموش کرانے کیلئے یعنی کام اُس نے کیا جو اس کی طاقت رکھتا تمہارے بت تو حرکت تک نہیں کر سکتے وہ ایک دوسرے کو کیا توڑیں گے یہ کام میں نے ہی کیا ہے اور تم جن کو معبود مانتے ہو ان میں تو اتنی سکت نہیں کہ وہ اپنا بچاؤ کر سکیں تمہارا بھلا کیا کریں گے۔

تیسرا ارشاد گرامی!" هذه اختی"

کہ حضرت سیدہ سارہ علیھا السلام کے متعلق فرمایا یہ میری بہن ہے اسکو سرکار کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث پاک میں خود واضح فرمادیا کہ یہاں رشتہ دینی بہن والا ہے۔

حضرت ابراھیم علیہ السلام کا حضرت ہاجرہ سے نکاح:

ہاران سے ہجرت فرما کر جب حضرت ابراھیم علیہ السلام فلسطین تشریف لائے تو لوگوں نے بڑی قدر و منزلت کے ساتھ خوش آمدید کہا اور آپکی آمد کو باعث برکت جانا اور بطور نذر کچھ زمین پیش کی اس زمین کی زراعت سے اللہ تعالیٰ نے بڑی برکت عطا فرمائی غلہ اور مال مویشی کثرت سے آپ علیہ السلام کے پاس جمع ہو گئے حضرت ابراھیم علیہ السلام اِس مال و دولت سے غرباء مساکین اور مسافروں کی خدمت کرتے اور اس میں ایک منفرد امتیاز حاصل کیا۔

حضرت سارہ رضی اللہ عنہا نے ایک مرتبہ عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی کثیر

نعمتیں ہمارے پاس موجود ہیں لیکن اولاد کی کمی ہے۔ آپ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمالیں شاید اللہ تعالیٰ ہمیں اولاد کی نعمت بھی عطا فرمادے اس طرح حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کے عرض کرنے پر حضرت ہاجرہ سلام اللہ علیہا سے نکاح فرمایا جن کے بطن مبارک سے حضرت اسماعیل علیہ السلام متولد ہوئے جسکا ذکر حضرت اسماعیل کے تذکرہ میں گزر چکا۔

(الطبری : تاریخ الطبری، ذکر ابراهیم خلیل الرحمن علیه السلام، جلد ۱ ص ۱۵۰ مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خانہ کعبہ تعمیر کرنا:

خانہ خدا کی سب سے پہلے تعمیر فرشتوں نے کی جسکو پانچ پہاڑوں کے پتھروں سے بنایا گیا

1۔کوہ لبنان 2۔کوہ طور 3۔کوہ جودی 4۔کوہ حراء 5۔کوہِ زیتا

طوفان نوح علیہ السلام کے وقت اس عمارت کو اُٹھالیا گیا پھر جب حضرت ابراھیم علیہ السلام تیسری بار حضرت اسماعیل علیہ السلام سے ملنے کیلئے آئے تو حکم خداوندی ہوا کہ اے ابراھیم علیہ السلام میرا گھر بناؤ چونکہ مرورِ زمانہ کیساتھ کعبۃ اللہ کی بنادیں محو ہو چکی تھیں اِس لیے حضرت ابراھیم علیہ السلام کے عرض کرنے والے گھر کی تعمیر کی باپ بیٹا کی اِس تعمیر کا ذکر اللہ جلّ شانہ نے قرآن مجید میں یوں فرمایا۔

وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمَاعِيلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۔رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِن ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ۔

(پاره: ۱، سورة البقرة ، آیات: ۱۲۷تا ۱۲۸)

ترجمہ: اور یاد کرواے محبوب علیہ السلام جب حضرت ابراہیم اور اسماعیل بیت اللہ کی دیواریں بلند کررہے تھے عرض کی اے پیارے رب یہ (محنت) قبول فرما بے شک تو سننے والا جاننے والا ہے اے ہمارے رب ہمیں اپنے حضور جھکنے ولا بنا اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک گروہ کو اپنے حضور جھکنے والا بنا اور ہمیں حج کے طریقے سکھا اور ہم پر توجۂ رحمت فرما بے شک تو توبہ قبول کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔

تعمیر کعبۃ اللہ (زاداللہ شرفھا) سے فراغت کے بعد اللہ کے خلیل علیہ السلام نے ایک دفعہ پھر دامن طلب پھیلا کر عرض کیا:

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولاً مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنتَ العَزِيزُ الحَكِيمُ ـ

(پارہ: سورۃ البقرۃ، آیت: ۱۲۹)

ترجمہ: اے ہمارے رب بھیج ان میں اپنا سب سے برگزیدہ رسول انہیں میں سے تاکہ پڑھ کر سنائے تیری آیتیں اور سکھائے انکو کتاب اور حکمت اور پاک کرے انکو بے شک تو ہی زبردست حکمت والا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے خلیل علیہ السلام کی دعاؤں کو شرف قبولیت فرماتے ہوئے نبی اکرم نور مجسم رحمۃ للعلمین کو ختم نبوت اور عالمگیر رسالت کا تاج پہنا کر حضرت ابراھیم علیہ السلام کی اولاد سے مکۃ المکرّمہ میں مبعوث فرمایا۔

جسکا ذکر خود بزبان رسالت سے بھی ہوا۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔

انا دعوۃ ابی ابراھیم

(الطیالسی: المسند، احادیث ابی امامۃ الباھلی رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث: ۱۲۳٦ جلد ۱ ص ٦۳۸ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت، لبنان)

تعمیر بیت اللہ کی تکمیل کے بعد اللہ تعالیٰ جل شانہ نے حکم دیا اے پیارے ابراہیم

وَأَذِّن فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ

(پارہ: ۱۷، سورۃ الحج، آیت: ۲۷)

ترجمہ: ''اور لوگوں میں حج کی عام نداء کر دے''

حضرت ابراھیم علیہ السلام نے عرض کی اے پروردگار عالم اعلان تو میں کر دوں لیکن میری آواز کہاں تک پہنچے گی تو جانتا ہے تیری مخلوق کہاں کہاں تک پھیلی ہوئی ہے۔

جواب ملا: اذن و عليّ البلاغ

اعلان کرو تم لوگوں تک آواز پہنچانا ہمارا کام ہے۔

چنانچہ حضرت ابراھیم علیہ السلام نے جب پتھر پر کھڑے ہو کر اعلان فرمایا۔

فاسمع من في اصلاب الرجال وارحام النساء، فأجابه مَنْ آمن ممن سبق في علم الله اُن يحجَّ الى يوم القيامة: لبيك الهم لبيك!

(الطبري: تاريخ الطبري، ذكر ابراهيم خليل الرحمن عليه السلام، ذكر من كان في عصره من ملوك العجم، ذكر أمر بناء البيت، جلد۱ ص ۱۵۷ مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت، لبنان)

اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کے اعلان کو تمام انسانوں تک پہنچا دیا حتیٰ کہ جو ابھی مردوں کی پشتوں اور عورتوں کے رحموں میں تھے قیامت تک جو صاحب ایمان ہوا انہوں نے اس اعلان کو سنا اور جنہوں نے لبّیك اللهم لبّيك کہا (وہ حج کریں گے)

(خداوند قدوس مجھے اور میری زوجہ اور میری اولاد کو حج کی سعادت نصیب فرمائے آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت ابراھیم علیہ السلام کی اولاد امجاد:

حضرت ابراھیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بہت اولاد سے نوازا جن میں سے دو بیٹے حضرت اسماعیل اور حضرت اسحٰق نبی ہوئے باقی بیٹے دوسری عورتوں سے متولد ہوئے جنکی تفصیل یہ ہے۔

حضرت سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد حضرت ابراھیم علیہ السلام نے دو عرب خواتین سے نکاح فرمایا ایک کا نام قنطورا تھا جس سے آپ علیہ السلام کے چھ لڑکے پیدا ہوئے۔

۱۔ یقسطن ۲۔ زران ۳۔ مدیان ۴۔ یسبق ۵۔ وسوخ ۶۔ بسر

اور دوسری بیوی جسکا نام حجور بنت ارھیر تھا اس سے پانچ بیٹے پیدا ہوئے

۱۔ کیسان ۲۔ شورخ ۳۔ امیم ۴۔ موطان ۵۔ نافس

(الطبری: تاریخ الطبری، ذکروفاۃ سارۃ بنت هاران و هاجرأم اسماعیل و ذکر أزواج ابراهیم علیه السلام وولده، جلد۱ ص ۱۸۵ ص ۱۸۶ مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت، لبنان)۔

حضرت ابراھیم علیہ السلام کی اوّلیات:

وہ کام واحکام جو سب سے پہلے حضرت ابراھیم علیہ السلام نے کیئے انکی تفصیل کچھ یوں ہے۔

۱۔ سب سے پہلے آپ نے اپنا ختنہ کیا

۲۔ پہلے ناخن اور مونچھ کٹوائے اور زیر ناف بال صاف کرنے کو رواج دیا

۳۔ سلا ہوا پاجامہ پہلے آپ نے ہی پہنا۔

۴۔ بالوں کو خضاب سب سے پہلے آپ علیہ السلام نے ہی لگایا۔

۵۔ منبر پر خطبہ سب سے پہلے آپ علیہ السلام نے ہی دیا۔

۶۔ عصا ہاتھوں میں سب سے پہلے آپ علیہ السلام نے ہی لیا۔

۷۔ راہِ خدا میں جہاد سب سے پہلے آپ علیہ السلام نے کیا۔

۸۔ پہلے مہمانِ نوازی آپ علیہ السلام نے کی چار چار کوس مہمان کی تلاش میں نکل جاتے اور بغیر مہمان کے کھانا تناول نہ فرماتے۔

۹۔ معانقہ کا رواج آپ علیہ السلام نے ہی دیا۔

۱۰۔ ثرید (شوربے میں کھانا بگھو کر کھانا) آپ علیہ السلام نے ہی بنایا۔

اور حضرت ابراھیم علیہ السلام ہی بعد میں آنے والے تمام انبیاء علیھم السلام کے باپ ہیں اِسی وجہ سے جدالانبیاء آپ کا لقب مشہور ہوا ہر آسمانی دین میں آپ کی پیروی و اطاعت ہے ہر دین والے حضرت ابراھیم علیہ السلام کی تعظیم کرتے ہیں قربانی بھی آپ علیہ السلام کی عظیم یادگار ہے۔ حج کے ارکان کو سب سے پہلے آپ علیہ السلام نے ادا فرمایا۔

(ماخوذ از تفسیر نعیمی، از حکیم الامت مفتی احمدیار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ، جلد ۱ ص ۶۸۲ مطبوعہ نعیمی کتب خانہ گجرات)

صُحُفِ ابراھیم علیہ السلام:

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول کریم علیہ الصلوۃ والسلام سے عرض کیا اللہ تعالیٰ نے کل کتنی کتابیں نازل فرمائیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار کتابیں اور انکے علاوہ آدم علیہ السلام پر دس صحیفے حضرت شیث علیہ السلام پر پچاس صحیفے اخنوح علیہ السلام پر تیس صحیفے اور حضرت ابراھیم علیہ السلام پر دس صحیفے نازل فرمائے اور کتابیں یہ ہیں تورات، زبور، انجیل، قرآن مجید۔

میں نے عرض کی ابراھیم علیہ السلام کے صحائف میں کیا۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس میں تمام ضرب المثل تھیں ان میں سے چند یہ تھیں۔

ا۔اے بادشاہ جو غرور میں مبتلا ہو گیا ہے میں نے تجھے دنیا میں اس لیے نہیں بھیجا کہ تو مال جمع کرے بلکہ میں دنیا میں تجھے اس لیے بھیجا کہ مظلوم کی پکار کو مجھ تک نہ آنے دے (کہ خود اس کی مدد کر) کیونکہ میں مظلوم کی پکار کو رد نہیں کرتا خواہ وہ کافر بھی کیوں نہ ہو۔

۲۔عقل مند جب تک عقل سے مغلوب نہ ہو جائے تو اس کے اوقات مقرر ہونے چاہئیں کہ کچھ وقت اپنے رب کیساتھ مناجات میں گزارتے کچھ وقت اللہ تعالیٰ کی مخلوقات کیلئے غور وفکر میں گزارتے کچھ وقت اپنے آپ کا محاسبہ کرلے کہ میں نے کیا کیا اعمال کیلئے اور کچھ وقت اپنے کھانے پینے کی ضروریات میں گزارے۔

۳۔عقل مند کو چاہیئے کہ وہ صرف 3 صورتوں میں سفر کرے ا۔سفر آخرت ۲۔تلاش رزق کے لیے ۳۔غیر محرم کی لذت سے بھاگنے کیلئے۔

۴۔ عاقل کو حالات زمانہ کا علم ہونا چاہیئے اپنے مرتبہ کا خیال اور اپنی زبان کی حفاظت کرے اور فضول باتوں سے اجتناب کرلے

(الطبری: تاریخ الطبری، ذکروفاۃ ابراھیم علیہ السلام، جلد ۱ ص ۱۸۷ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت، لبنان)

☆..............................☆

(25) تذکرہ حضرت تارخ بن ناخور رضی اللہ عنہ

حضرت تارخ بن ناخور رضی اللہ عنہ حضرت ابراھیم علیہ السلام کے والد گرامی تھے اور حامل نور محمدی تھے بعض تاریخ دانوں نے آذر جو کہ بت پرست کافر تھا کو حضرت ابراھیم علیہ السلام کا والد کہا ہے جو کہ سراسر غلط ہے۔

آذر حضرت ابراھیم علیہ السلام کا والد نہیں چچا تھا جسکے پاس حضرت ابراھیم علیہ السلام کچھ دیر مقیم رہے۔

اب ہم قارئین کی نظر کچھ دلائل پیش کریں گے جس سے یہ بات بخوبی واضح ہو جائے گی کہ آذر آپکا اصلی باپ نہیں چچا تھا۔

دلیل نمبر 1:

جو لوگ آذر کو حضرت ابراھیم علیہ السلام کے اصلی باپ کے طور پر بیان کرتے ہیں وہ قرآن کریم کے ان مقامات کا حوالہ پیش کرتے ہیں:۔

کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراھیم کے باپ کا نام آذر قرآن مجید میں ذکر کیا ہے۔

وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ آزَرَ أَتَتَّخِذُ أَصْنَاماً آلِهَةً إِنِّي أَرَاكَ وَقَوْمَكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ٥

(پارہ ۷ سورۃ الانعام آیت: ۷۴)

کہ جب ابراھیم نے اپنے باپ آذر سے کہا کہ تم بتوں کو الہ مانتے ہو میں تمہیں اور تمہاری قوم کو گمراہی میں دیکھتا ہوں۔

اب قرآن مجید کی اِس آیت کریمہ میں جو لفظ (اب) استعمال ہوا ہے۔ اِسکی مراد حقیقی باپ یا چچا تو اِسکی وضاحت کیلئے عرض ہے کہ قرآن مجید میں ہی لفظ (اب) کو چچا کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔

أَمْ كُنتُمْ شُهَدَاء إِذْ حَضَرَ يَعْقُوبَ الْمَوْتُ إِذْ قَالَ لِبَنِيهِ مَا تَعْبُدُونَ مِن بَعْدِي قَالُواْ نَعْبُدُ إِلَـهَكَ وَإِلَـهَ آبَائِكَ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ إِلَـهاً وَاحِداً وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ○

کیا تم حاضر تھے اس وقت جب یعقوب علیہ السلام پر موت پیش کی گئی جب انہوں نے اپنے بیٹوں سے کہا تم میرے بعد کس کی عبادت کرو گے تو وہ بولے ہم آپکے الہ اور آپ کے باپ ابراھیم اور اسماعیل اور اسحٰق کے الہ کی عبادت کریں گے جو ایک ہی الہ ہے اور ہم اسکے مخلص ہیں۔(پارہ:۱، سورۃ البقرۃ آیت:۱۳۳)

قارئین توجہ فرمائیں اِس آیت کریمہ میں حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے کہہ رہے ہیں اے اباجی ہم آپ کے باپ ابراھیم، اسماعیل اور اسحٰق علیہم السلام کے الہ کی عبادت کریں گے۔

حالانکہ حضرت اسماعیل تو چچا ہیں انکو قرآن نے (اب) کیسے کہا تو معلوم ہوا لفظ (اب) جہاں باپ کیلئے بولا جاتا ہے وہاں چچا پر بھی بولا جاتا ہے۔

چونکہ یہ مسئلہ غور طلب ہے تو آیئے مزید دلائل سے اِس بات کو جانتے ہیں کہ حضرت ابراھیم علیہ السلام کے والد حقیقی کون تھے۔

قرآن مجید میں حضرت ابراھیم علیہ السلام کی دعا

رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ○

(پارہ: ۳، سورۃ ابراھیم ، آیت: ۴۱)

دلیل نمبر 2:

قرآن مجید میں ہے کہ حضرت ابراہیم اپنے چچا آذر کیلئے دعائے مغفرت فرماتے رہے اِس امید کیساتھ کہ یہ ایمان لائے گا مگر جب اسکی موت کفر پر ہوئی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اِسکے لیے دعا کرنا چھوڑ دی۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد!

وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ إِلَّا عَن مَّوْعِدَةٍ وَعَدَهَا إِيَّاهُ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ أَنَّهُ عَدُوٌّ لِلَّهِ تَبَرَّأَ مِنْهُ

پارہ :۱۱، سورۃ توبہ، آیت ۱۱۴

کہ حضرت ابراھیم علیہ السلام کا اپنے (اب) آذر کیلئے دعا کرنا بس اس وعدے کی بنا پر تھا جو ان سے کیا گیا تھا مگر جب ان پر ظاہر ہوگیا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے تو اِس سے بری ہوگئے۔ معلوم ہوا کہ حضرت ابراھیم علیہ السلام نے آذر کیلئے دعائے مغفرت کا وعدہ کیا تھا مگر کفر پر انکی موت کی بناء پر آذر کیلئے دعا کرنا چھوڑ دی لیکن بابل سے ہجرت کے بہت بعد جب سیدنا اسماعیل علیہ السلام اور سیدہ ہاجرہ رضی اللہ عنہا کو مکہ آباد کیے تقریباً 50 سال بعد حضرت ابراھیم علیہ السلام نے اپنے والدین کیلئے جو دعا مانگی وہ قرآن مجید میں ہے۔

رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ ٥

پارہ:۱۳، سورۃ ابراھیم، آیت ۱۴

اے ہمارے رب میری اور ہمارے والدین کی بخشش فرما اور ایمان والوں کی قیامت کے دن اِس دعا سے بڑی واضح طریقے کے ساتھ معلوم ہوگیا کہ حضرت ابراھیم علیہ السلام کے صلبی باپ آذر نہیں بلکہ تارخ رضی اللہ عنہ ہیں جو کہ مومن تھے۔

دلیل نمبر 3:

قرآن مجید فرقان حمید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ

بیشک مشرک پلید ہوتے ہیں۔

(پارہ:۱۱، سورۃ التوبہ آیت:۲۸)

اور یہ بات آپ جان چکے ھیں کہ آذر مشرک تھا اب ذرا سرکار لجپال کریم آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان بھی ملاحظہ فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ مجھے پاک پشتوں سے پاک رحموں کی طرف منتقل فرماتا رہا میں پاک اور مہذب پیدا ہوا جب انسانی نسل کے دو حصے کئے تو اللہ تعالیٰ نے مجھے بہتر حصہ میں رکھا۔

مشرک تو نجس ہیں اور نبی کریم علیہ السلام کا سارا سلسلہ پاکیزہ طیب وطاہر مہذب ہے تو آذر کو کیوں اِس سلسلہ عالی میں شمار کیا جاتا ہے؟

کتب تفاسیر سیرت و تاریخ کے چند حوالے:

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

ان ابا ابراهيم لم يكن اسمه آذر و انما كان اسمه تارخ

بیشک حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام آذر نہیں بلکہ حضرت تارخ رضی اللہ عنہ تھا۔

(تفسیر ابن ابی حاتم جلد ۳، ص ۳۷۵ دار الکتب العلمیه بیروت،

تفسیر مظهری جلد۳ ص ۲۸۳ ضیاء القرآن لاهور،

تفسیر درمنثور جلد ۳ ص ۸۱ ضیاء القرآن لاهور،

تفسیر روح المعانی جلد ۷ ص ۲۰۴ مکتب رشیدیه کوئٹه)

علاوہ ازیں چند ایک مزید حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں۔

(1) شارح بخاری، علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری ۹۴۳، امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر، اسرار التنزیل کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

ان ازر لم یکن والد ابراهیم بل کان عمه، واحتجوا علیه بوجوه منها:

ان اباء الانبیاء ما کانو کفارا، ویدل علیه وجوه۔۔۔

بے شک آذر حضرت ابراھیم علیہ السلام کا والد نہیں ہے بلکہ وہ آپ علیہ السلام کا چچا ہے اور اس پر امام رازی نے متعدد وجوہ سے استدلال کیا ہے ان میں سے ایک وجہ یہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے آباء کافر نہیں ہو سکتے اور اس پر بھی امام رازی علیہ الرحمۃ نے کئی وجوہات سے استدلال کیا ہے۔

(المواهب اللدنيه مع زرقانی جلد 1 ص۳۲۶ دارالکتب العلمیه بیروت)

(2) علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ ہجری ۱۱۴۴ لکھتے ہیں۔

واضح قول یہی ہے کہ آذر ابراھیم علیہ السلام کا چچا ہے جیسا کہ امام رازی نے کہا کہ (لا ابوہ) وہ انکا والد نہیں ہے جیسا کہ ہم سے پہلے اسلاف کی ایک پوری جماعت کا یہ مؤقف ہے اور ہم نے اسانید کے ساتھ ابن عباس، مجاہد، ابن جریج اور سدی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

لیس آزر ابا ابراهیم انما هو ابراهیم ابن تارخ

آزر ابراھیم علیہ السلام کا والد نہیں ہے بلکہ وہ تو ابراھیم بن تارخ ہیں۔

میں ایسے اثر صحیح سے واقف ہوں جسے ابن منذر نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے اور اس میں صراحت ہے کہ آزر ابراھیم علیہ السلام کا چچا ہے۔

اور اس کی ایک دلیل تو سورج کی طرح واضح اور روشن ہے جسکی صراحت و

وضاحت شہاب ہیثمی نے کی ہے اور تمام اہل کتاب اور اہل تاریخ کا اس بات پر اجماع ہے کہ آزر ابراھیم علیہ السلام کا حقیقی باپ نہیں ہے۔ بے شک وہ آپ علیہ السلام کا چچا ہے اور اہلِ عرب چچا کو باپ کہتے ہیں۔

(زرقانی علی المواهب جلد ۱ ص۳۰۱۔۳۰۰ دارالکتب العلمیه بیروت لبنان)

حوالہ نمبر 3۔

مفسر قرآن حضرت علامہ قاضی محمد ثناء اللہ عثمانی مجددی حنفی پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری ۱۲۲۵ لکھتے ہیں کہ:

آزر حقیقت میں حضرت سیدنا ابراھیم علیہ السلام کا چچا تھا۔امام رازی نے کہا کہ آزر حضرت ابراھیم علیہ السلام کا چچا تھا وہ باپ نہیں تھا۔ یہی قول اسلاف کی ایک جماعت کا ہے۔ زرقانی نے مواھب کی شرح میں کہا ہے کہ اس دعویٰ کی دلیل ہے کہ آزر حضرت ابراھیم علیہ السلام کا چچا تھا وہ شہاب ہیثمی کی وضاحت ہے کہ اہل کتاب اور مورخین کا اجماع ہے کہ آزر حضرت ابراھیم علیہ السلام کا چچا تھا جس طرح امام رازی نے فرمایا۔

امام سیوطی نے کہا کہ ہم نے کئی سندوں سے حضرت ابن عباس، مجاہد، ابن جریر اور سدی سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا آزر حضرت ابراھیم علیہ السلام کا باپ نہ تھا ایک ایسے قول پر آگاہ ہوا جس میں یہ تھا کہ آزر ابراھیم علیہ السلام کا چچا تھا۔ قاموس میں ہے کہ آزر ابراھیم علیہ السلام کے چچا کا نام تھا۔

آپ علیہ السلام کے والد ماجد کا نام تارخ تھا۔

(تفسیر مظهری جلد۳ ص۲۸۳ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاهور پاکستان)

4۔

قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی دوسری کتاب میں مندرجہ بالا تحقیق قلمبند فرماتے

کہ بعد لکھتے ہیں کہ آزر کے متعلق راجح قول یہ ہے کہ وہ ابراھیم علیہ السلام کا چچا تھا۔

(تقدیس والدین مصطفی ص۷۵ دارالعرفان لاھور)

اسکے علاوہ کثیر تعداد میں اسلاف امت بزرگان دین نے اسی بات کو بیان کیا ہے۔

☆..............................☆

(26) تذکرہ حضرت ناخور بن ساروغ رضی اللہ عنہ

آپ رضی اللہ عنہ کے نام کا عربی میں معنیٰ ''نہار'' یعنی دن ہے۔
آپ حامل نور محمد مصطفیٰ ﷺ تھے شاید اسی وجہ سے آپکو ناخور دن کی طرح روشن چہرے والا کہا جاتا تھا۔

اور جب عمر مبارک ۲۰۰ برس ہوئی تو والد گرامی نے آپ رضی اللہ عنہ کو مواریث انبیاء کا امین بنایا۔

حضرت ناخور رضی اللہ عنہ کی اولاد:

حضرت ناخور رضی اللہ عنہ کے دو بیٹوں کا ذکر ملتا ہے۔

1۔ حضرت تارخ جو کہ حضرت ابراھیم علیہ السلام کے والد ماجد تھے اور حامل نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے والد سے اسم اعظم کی تعلیم سیکھی اور مواریث انبیاء کرام علیھم السلام کے امین بنے۔

2۔ دوسرے بیٹے ھاران جو کہ حضرت سیدہ سارہ رضی اللہ عنہ کے والد تھے اور بادشاہ وقت بھی تھے۔

(ابن المبرد: الشجرة النبوية، (حاشيه) ص ٦٤ مطبوعه دارِ حراء قاهره)

حضرت ناخور رضی اللہ عنہ کا وصال:

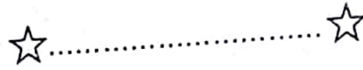
حضرت ناخور رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک دوسواڑتالیس برس تھی جب آپ کا وصال ہوا۔

(ابن المبرد: الشجرة النبوية، (حاشيه) ص ٦٤ مطبوعه دارِ حراء قاهره)

علامہ محمد بن یوسف الصالحی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

''ابن ھشام نے التیجان میں لکھا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے ایک سو سالہ زندگی گزاری۔ ابن حبیب نے آپ رضی اللہ عنہ کی عمر ایک سو اڑتالیس سال لکھی ہے۔''

(الصالحی: سُبل الهدى والرشاد، الباب الرابع: فی شرح أسماء آبائه صلى الله عليه وسلم، جلد ١ ص ٣١٢ مطبوعه مكتبه نعمانيه پشاور)



(27) تذکرہ حضرت ساروغ بن ارغو رضی اللہ عنہ

حضرت ساروغ رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ کا اسم گرامی عروہ تھا

حاملِ نورِ محمدی ﷺ:

حضرت ساروغ رضی اللہ عنہ کو انکے والد گرامی رضی اللہ عنہ نے جبکہ انکی عمر دوسو سال ہوئی تو مواریث انبیاء علیہم السلام ان کے سپرد کیں۔ اور آپ رضی اللہ عنہ حامل نور مبارک صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔

سردار قوم:

حضرت ساروغ رضی اللہ عنہ کے زیرنگیں بہت بڑا علاقہ تھا جس کے آپ سردار تھے ضحاک کی افریدون سے جنگ ہوئی جس میں آپ رضی اللہ عنہ نے افریدون کا ساتھ دیا ضحاک کو عبرت ناک شکست ہوئی تو آپ بھی بابل میں مقیم ہوگئے افریدون کے ہاں آپکا بہت بڑا مقام تھا وہ نہایت عزت واحترام سے پیش آیا کرتا تھا دونوں نے مل کر دین نوح علیہ السلام کی تبلیغ کی۔

حضرت ساروغ رضی اللہ عنہ کا وصال:

حضرت ساروغ رضی اللہ عنہ نے ایک سو تیس سال کی عمر پائی جب وقت وصال قریب آیا تو بذریعہ الہام آپ رضی اللہ عنہ کو حکم ہوا کہ اسم اعظم اور مواریث انبیاء علیہم السلام اپنے بیٹے ناخور کے سپرد فرمادیں چنانچہ آپنے ایسا ہی کیا اور داعی اجل کو لبیک کہہ دیا۔

(ابن المبرد: الشجرة النبوية فی نسب خیرالبرية صلی الله علیه وسلم، (حاشیه) ص ٦٤ مطبوعه دارِ حراء قاهره)

(28) تذکرۂ حضرت ارغو بن فالغ رضی اللہ عنہ

دربارِ شاہی میں قریب:

حضرت ارغو رضی اللہ عنہ کو شاہ وقت جمشید جو کہ اس وقت سات ملکوں کا فرمانروا تھا کے دربار میں بڑا اعزاز و قرب حاصل تھا شاہ جمشید اوائل میں اچھی سیرت کا حامل تھا اور اپنی رعایا کے ساتھ حسن سلوک کیا کرتا تھا اسی نے اپنی رعایا کے لیے عید نیروز کو رائج کیا جو کہ پانچ دن رہتی تھی ان دنوں میں بڑی سخاوت کیا کرتا تھا اور لذیز قسم کے کھانے بنوا کر لوگوں کو کھلاتا تھا اور مختلف قسم کے تحائف تقسیم کرتا تھا مرور زمانہ کے ساتھ سات ملکوں کی شاہی اور بے شمار مال و متاع نے اسے مغرور بنادیا نادان سمجھ بیٹھا کے سب انسان میری ملکیت ہیں خدا تعالیٰ کا نافرمان و باغی بن گیا۔

جمشید کی ہلاکت:

جب شاہ جمشید نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور بغاوت کی تو اس کے چچا زاد کو اللہ تعالیٰ نے اس پر مسلط کر دیا جس کا نام ضحاک تھا اس نے دو ہزار کا لشکر لیکر اس پر چڑھائی کی گھمسان کا رن پڑا جس میں جمشید شکست فاش کھا کر بھاگ نکلا ضحاک نے اس کا تعاقب کر کے اس کو گرفتار کر لیا اور آرے سے اس کے جسم کو چیر دیا۔

ضحاک کی حکومت اور حضرت ارغو رضی اللہ عنہ کا غار میں پناہ لینا:

جمشید کی ہلاکت کے بعد ان سات ملکوں کی شاہی ضحاک کے پاس گئی لیکن اس نے بھی دین نوح علیہ السلام سے سرکشی کرتے ہوئے اس کو بدل دیا اور حضرت ارغو رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھیوں کی گرفتاری کا حکم جاری کیا تا کہ اُنہیں قتل کر دے مگر حضرت ارغو رضی اللہ عنہ کی اللہ تعالیٰ نے حفاظت فرمائی آپ رضی اللہ عنہ نے پہاڑ پر

ایک مضبوط قلعہ تعمیر فرمایا اور وہاں قیام پذیر ہو گئے اور آخری عمر تک وہیں مقیم رہے اللہ تعالیٰ نے معدنیات سے آپ رضی اللہ عنہ کو بہت زیادہ (مال و دولت سے) نوازا۔

حضرت ارغو رضی اللہ عنہ کا وصال مبارک:

جب حضرت ارغو رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک ایک سو انتالیس سال ہوئی تو علامات موت ظاہر ہوئیں تو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے فرزند حضرت ساروغ رضی اللہ عنہ کو اسم اعظم کی تعلیم ارشاد فرمائی اور مواریث انبیاء علیھم السلام سپرد فرمائیں اور وصیت فرمائی کہ میرے وصال کے بعد پہاڑ کی چوٹی پر قلعہ میں ہی دفن کیا جائے چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ کی وصیت پر عمل کیا گیا۔

حضرت ارغو رضی اللہ عنہ کے مزار کا ظاہر ہونا:

حضرت ارغو رضی اللہ عنہ کا مزار مبارک اسی قلعہ میں تھا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں شاہ روم نے حضرت عبداللہ بن عمر حیرانی کو طلب کیا اور کہا کہ اس پہاڑ کے قلعہ میں ایک مزار ہے جو کوئی بھی اس کے ساتھ برائی کا ارادہ کرتا ہے وہ ہلاک ہو جاتا ہے بہت لوگ ہلاک ہو چکے ہیں اس کا کوئی حل نکالو

حضرت عبداللہ بن عمر حیرانی نے جواباً کہا اگر تو ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی کتاب قرآن مجید کی تلاوت کرے تو مزار کھل سکتا ہے۔ شاہ روم نے کہا چلو ایسا ہی کر کے دیکھ لیتے ہیں سب اسی قلعہ کے پاس آئے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں آیت کریمہ کی تلاوت کرتے ہوئے اس کے گرد چکر لگاؤں گا تم بھی میرے ساتھ ملکر تلاوت کرو اور چکر لگاؤ وہ آیت کریمہ یہ ہے۔

وَلَوْ أَنَّ قُرْآناً سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ أَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الأَرْضُ أَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتَى بَل لِّلّهِ الأَمْرُ جَمِيعاً

ترجمہ: ''اور اگر کوئی ایسا قرآن آتا جس سے پہاڑ ٹل جاتے یا زمین

پھٹ جاتی یا مردے باتیں کرتے جب بھی یہ کافر نہ مانتے بلکہ سب کا
سب اللہ ہی کے اختیار میں ہیں۔“

(پارہ: ۱۳، سورۃ الرعد، آیت: ۳۱)

حضرت عبداللہ بن عمر حیرانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب اس آیت کریمہ کی تلاوت کی گئی تو اس قلعہ کا دروازہ کھل گیا شاہ روم بڑا خوش ہوا جب ہم اندر داخل ہوئے تو ایک بہت بڑی قبر نظر آئی اس کے کتبے پر کچھ تحریر لکھی ہوئی تھی جس کو پڑھنے کے لئے تحریروں کے ماہرین کو طلب کیا گیا ان نے پڑھ کر ترجمہ کیا جو کہ یہ تھا۔

انا ارغو بن فالغ بن عابر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح علیہ السلام

اور کچھ اشعار بھی تھے جن کا ترجمہ یہ بنتا ہے:

میں ارغو بن فالغ ہوں جو ظلم اور شرک کے دور میں اخلاص بن کر چمکا ہوں۔ میں اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہوں جو ادریس اور نوح علیہ السلام کا رب ہے ایک جماعت کے ساتھ لا الہ الا اللہ کہتے ہوئے ابھی اور بھی جو اس کی راہ پر چلے پس کفر والے ضحاک نے میرے ساتھ بُرا ارادہ کیا تو اس کی چمکتی آنکھیں اندھی ہو گئیں اور تنگدستی مقدر بنی اور میں ان غاروں میں طویل زمانہ قیام پذیر رہا اہل معاصی کے ظلم کی وجہ سے اور میں نے یہ قلعہ بنایا اللہ تعالیٰ کی مدد کے ساتھ جس کو تم دیکھ رہے ہو اس کے احسان کے ساتھ سخت چٹانوں میں اور میں نے اپنے بیٹوں کو وصیت کی کہ میری قبر اس قلعہ کے وسط میں دل کے قلق کے ساتھ کہ عنقریب آئے گا میرے بعد زمانہ ایک عظیم رسول کا نبی ہاشم کی اولاد میں خبریں دینے والے وہ عابد اور قناعت پسند اور رؤف و رحیم ہوگا ناامیدوں کے لئے، جو تنگدستی کا شکار ہوں گے۔ کاش میری عمر وفا کرتی تو میں اسے دیکھ لیتا تاکہ میں اس کے حسد کرنے والوں کے ساتھ لڑتا اور باغیوں کو بھگاتا۔

(ابن المبرد: الشجرۃ النبویۃ فی نسب خیرالبریۃ صلی اللہ علیہ وسلم

، ص ٦٦ مطبوعہ دارِ حراء قاھرہ)

(29) تذکرہ حضرت فالغ بن عابر رضی اللہ عنہ

فالغ کی وجہ تسمیہ:

فالغ کا معنی عربی میں قاسم تقسیم کرنے والا ہے۔ کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ نے اولاد آدم علیہ السلام میں زمینوں کو تقسیم فرمایا جس سے نسلِ انسانی کی زبانیں بھی منقسم ہو گئیں۔

حضرت فالغ رضی اللہ عنہ حامل نور مبارک:

حضرت فالغ رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ کا نام حضرت عروہ رضی اللہ عنہا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے والد گرامی سے آسمانی صحیفوں کا علم حاصل کیا۔ اور مواریث انبیاء کرام علیہم السلام کے امین بنے اور حامل نور مبارک تھے۔ جب آپ رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک اسی سال ہوئی تو والد گرامی حضرت عابر رضی اللہ عنہ کا وصال ہو گیا۔ ان کے وصال کے بعد قوم میں بہترین جان نشین بنے۔

ظالم بادشاہ کا انجام:

حضرت فالغ قریہ ثمانین میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ مقیم تھے اور انہیں دین کی تبلیغ کرتے اس وقت یافث بن نوح علیہ السلام کی اولاد سے ایک ظالم بادشاہ نے حضرت فالغ کے ساتھ جنگ کا ارادہ کیا لیکن وقتی طور پر وہ جنگ سے باز رہا کہ طوفان نوح گزرے تھوڑا عرصہ گزرا تھا اس نے پہاڑوں کی چوٹیوں پر ایک شہر آباد کیا کہ اگر دوبارہ طوفان آئے تو وہ محفوظ رہے اس شہر کا نام اس نے مجدل رکھا جب شہر کی تعمیر سے فارغ ہوا تو اس نے دوبارہ حضرت فالغ رضی اللہ عنہ سے جنگ کا ارادہ کیا۔ ادھر حضرت

فالغ رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا اور رب ذوالجلال سے پناہ طلب کی صبح جنگ ہونی تھی رات کو وہ ظالم بادشاہ ایک محل میں کیا تو اسی رات غضب الٰہی کا شکار ہو گیا اللہ تعالیٰ نے اس پر محل کی چھت گرا کر اسے ہلاک کر دیا۔ جس کا ذکر قرآن میں ہے:

قَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِن قَبْلِهِمْ فَأَتَى اللّٰهُ بُنْيَانَهُم مِّنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِن فَوْقِهِمْ وَأَتَاهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ۔

ترجمہ: بے شک ان سے اگلوں نے فریب کیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے انکی چنائی کو بنیاد سے لیا تو اوپر سے ان پر چھت گر پڑی اور عذاب ان پر وہاں سے آیا جہاں کی انہیں خبر نہ تھی۔

(پارہ ۱۴، سورۃ النحل، آیت: ۲۶)

اس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت فالغ رضی اللہ عنہ کو اس ظالم سے نجات عطا فرمائی۔

دوبارہ دین دعوت:

اس ظالم کے بعد بابل میں شاہ دین نامی شخص فرمانروا بنا اس نے لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرایا جو کے طوفان نوح کی صورت میں اور اہل مجدل پر آیا۔ اور ان کو حضرت فالغ رضی اللہ عنہ کی عزت و توقیر کا حکم دیا اور کہا کہ جس نے آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ حسن سلوک کیا اس کے ساتھ بھلائی کی جائے گی اور جس نے برائی کا ارادہ کیا اس کو قتل کر دیا جائے گا۔

اے لوگو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اس کی عبادت کرو اس نیک سیرت بادشاہ نے لوگوں کو حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کے دین پر چلایا جس کی تبلیغ حضرت فالغ رضی اللہ عنہ نے کی۔ وہ حضرت فالغ رضی اللہ عنہ کی اتنی زیادہ توقیر کرتا کہ خود چل کر آپ کے پاس آ جاتا اور ضروریات کو پورا کرتا۔ مؤرخین نے اس کا نام شینک بیان کیا ہے۔ اس کا عہد

حکمرانی تیس یا چالیس سال رہا اسی دوران اس نے کئی شہر آباد کیے۔ شاہ شینک کے بعد اس کا بھائی جمشید حکمران بنا یہ وہ حکمران تھا جس نے لشکر کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا۔

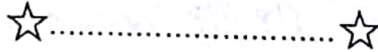
۱۔ جنگ کرنے والے ۲۔ لکھنے والے

۳۔ اسلحہ تیار کرنے والے ۴۔ خدام ۵۔ جاسوس

حضرت فالغ رضی اللہ عنہ کا وصال:

شاہ جمشید کے زمانہ میں حضرت فالغ رضی اللہ عنہ نے دوسوانتالیس برس کی عمر میں اپنے بیٹے حضرت ارغو کو اپنا جانشین مقرر کر کے داعی اجل کو لبیک کہا۔

(ابن المبرد: الشجرة النبوية فی نسب خير البرية رضی الله عنه ، ص٦٧ مطبوعه دار، حراء قاهره)



(30) تذکرہ حضرت عابر بن شالخ رضی اللہ عنہ

حضرت عابر (رضی اللہ عنہ) کو عیبر بھی کہا جاتا ہے۔

قبائل عرب کے باپ:

حضرت عابر رضی اللہ عنہ متعدد قبائل عرب کے باپ ہیں جنکی تفصیل یہ ہے۔

۱۔ قبیلہ ازد ۲۔ قبیلہ بجیلہ ۳۔ قبیلہ ھموان
۴۔ قبیلہ الھان ۵۔ قبیلہ اشھر ۶۔ قبیلہ طیّ
۷۔ قبیلہ مزحج ۸۔ قبیلہ فولان ۹۔ قبیلہ معاضر
۱۰۔ قبیلہ عاملہ ۱۱۔ قبیلہ جذام ۱۲۔ قبیلہ تخم
۱۳۔ قبیلہ کندہ ۱۴۔ قبیلہ حمیر

انکا ایک بیٹا قحطان اھل یمن کا جد اعلیٰ تھا۔

حامل نور مبارک:

حضرت عابر رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ جن کا نام ملعب بنت عویلم تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی ولادت کے وقت ہر طرف سے آوازیں سنیں کہ

هذا نور محمد ﷺ يكسر كل صنم ويقتل كل من طغى و كفر۔

یہ اس نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کہ امین ہیں جو ہر بت کو توڑ دیں گے اور ہر سرکش

اور باغی کافر کو قتل کر دیں گے۔

(ابن المبرد : الشجرة النبوية فی نسب خير البرية ﷺ (حاشيه) ص ٦٨ مطبوعه دار حراء قاهره)

حضرت عابر رضی اللہ عنہ کا وصال:

علامہ یوسف الصالحی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:

''ابن حبیب نے آپ رضی اللہ عنہ کی عمر ایک سو چونتیس سال اور ابن کلبی نے آپ کی عمر چار سو تریسٹھ سال بیان کی ہے۔''

(الصالحی : سبل الهدی والرشاد، الباب الرابع : فی شرح اسماء آبائه صلی الله علیه وسلم جلدا ص ٣١٣ مطبوعه مکتبه نعمانيه پشاور)

☆..............................☆

(31) تذکرہ حضرت شالخ بن ارفشخذ رضی اللہ عنہ

امام سہیلی رضی اللہ عنہ نے شالخ رضی اللہ عنہ کا معنی وکیل کیا ہے۔حضرت شالخ رضی اللہ عنہ کے والد ماجد کا نام حضرت ارفشخذ رضی اللہ عنہ اور والدہ ماجدہ کا نام شبرو ما تھا۔

(الصالحی : سبل الهدی والرشاد جلد ۱ ص ۳۱۳ مطبوعه مکتبه نعمانیه پشاور)

حامل نور مبارک:

حضرت شالخ رضی اللہ عنہ حامل نور مصطفیٰ تھے اور سردار قوم بھی والد گرامی کے بعد ان کے جاں نشین اور مواریث انبیاء علیہم السلام کے امین بنے۔

مبلغ قوم:

شیطان لعین نے بنی یافث اور بنی حام کے لوگوں کو دین نوح علیہ السلام سے گمراہ کر دیا تو حضرت شالخ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو دین کی تبلیغ فرمائی مگر کم لوگ ہی حق پر قائم رہے۔

حضرت شالخ رضی اللہ عنہ کا وقت وصال:

حضرت شالخ رضی اللہ عنہ کا جب وقت وصال آیا تو اپنے فرزند حضرت عابر رضی اللہ عنہ کو اسم اعظم کی تعلیم دی اور مواریث انبیاء علیہم السلام کا امین اور اپنا جاں نشین بنایا اور تقریبا چار سو سینتیس (۴۳۷) سال کی عمر مبارک میں وصال فرمایا۔اور اپنے والد گرامی حضرت ارفشخذ رضی اللہ عنہ کے پہلو میں مکۃ المکرمہ (زاد اللہ شرفھا) میں مدفون ہوئے۔

(ابن عنبرد : الشجرة النبوية فی نسب خير البرية ﷺ (حاشيه) ص ۷۰ مطبوعه دار حراء قاهره)

(32) تذکرہ حضرت ارفشخذ بن سام رضی اللہ عنہ

ارفشخذ کا معنی امام سہیلی (رحمۃ اللہ علیہ) نے روشن چراغ کیا ہے۔

حامل نور مبارک:

حامل نور مبارک ہونے کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ کا چہرہ اجالے کی طرح چمکتا تھا۔

ابوالقوم:

حضرت ارفشخذ رضی اللہ عنہ اپنے والد گرامی کے جاں نشین اور سردار قوم ہونے کے ساتھ کئی انبیاء کرام علیہم السلام کے باپ ہیں۔ اور زمانے کے کئی بہترین لوگ آپ رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہیں۔ اور مصر کے تمام فرعون بھی حضرت ارفشخذ رضی اللہ عنہ کی نسل سے تھے۔

وصال ومدفن:

حضرت ارفشخذ رضی اللہ عنہ اپنے فرزند حضرت شالخ رضی اللہ عنہ کو اپنا جاں نشین مقرر فرما کر چار سو پچھتر (۴۷۵) برس کی عمر میں راہی ملک عدم ہو گئے۔ اور مکۃ المکرّمہ (زاداللہ شرفھا) میں مدفون ہوئے۔

(ابن المبرد :الشجرة النبوية (حاشيه) ص ۷۱ مطبوعه دار حراء قاهره)

علم نجوم کے بانی!

سب سے پہلے علم نجوم میں غور وفکر حضرت ارفشخذ رضی اللہ عنہ نے کیا۔ خالی تنور کے زریعے یہ علم حاصل کیا۔ اس تنور میں طوفان نوح علیہ السلام سے قبل تمام علوم لکھ دیئے

گئے اور اسے زمین میں دفن کر دیا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے یہ علم بھی وہیں سے سیکھا۔

(الصالحی : سبل الهدی والرشاد ، الباب الرابع : فی شرح اسماء ابائه صلی الله علیه وسلم ، جلد ۱ ص ۳۱۳ مطبوعه مکتبه نعمانیه پشاور)

 .... 

(33) تذکرہ حضرت سام بن نوح علیہ السلام

ولادت مبارکہ:

حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا فرمائی:

اے اللہ ! میری اولاد میں نبوت، کتاب وحکمت حسن و جمال اور سفید رنگت عطا فرما۔

حضرت سام رضی اللہ عنہ کی ولادت مبارکہ طوفان سے اٹھانوے سال قبل ہوئی اور آپ رضی اللہ عنہ حضرت نوح علیہ السلام کے بڑے بیٹے اور حامل نور مبارک تھے۔

(ابن المبرد: الشجرة النبوية فى نسب خير البرية ﷺ، ص ٧٢ مطبوعه دارحراء قاهره)

کیا حضرت سام رضی اللہ عنہ نبی تھے؟

امام ابو یوسف الصالحی الشامی نے اپنی معرکۃ الآراء کتاب "سبل الھدیٰ والرشاد" میں فرماتے ہیں کہ شیخ برہان الدین ناجی نے "کنز الراغبن" میں تحریر کیا کہ حضرت سام رضی اللہ عنہ نبی نہیں تھے لیکن ابو اللیث سمرقندی نے "بستان" میں اسکے برعکس لکھا ہے۔ اور ابن سعد نے "طبقات" میں اور زبیر بن بکار نے "الموفقیات" میں کلبی سے روایت کی ہے کہ حضرت سام رضی اللہ عنہ نبی تھے لیکن کلبی متروک ہے۔

(الصالحي :سبل الهدى والرشاد، الباب الرابع : فى شرح اسماء آباء ﷺ جلد ١ ص ٣١٤ مطبوعه مكتبه نعمانيه پشاور)

حضرت سام رضی اللہ عنہ طوفان کے وقت:

حضرت سام رضی اللہ عنہ طوفان کے وقت اپنے والد گرامی حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھ کشتی میں سوار تھے اور اپنے والد گرامی کے فرمانبردار تھے اور سعادت اور اخلاص کی نشانیاں آپ رضی اللہ عنہ کی جبین مبارک پر واضح تھیں۔

حضرت نوح علیہ السلام کی دعا:

حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے سام رضی اللہ عنہ کے لیے دعا فرمائی کہ اس کی نسل سے انبیاء ورسل ہوں اور یافث رضی اللہ عنہ کے لئے دعا فرمائی کہ اس کی نسل سے بادشاہ ہوں اور حام کے لئے بددعا فرمائی کہ اس کی نسل کا رنگ بدل جائے اور اس کی نسل سام اور یافث کی غلام ہو۔

(الطبری :تاریخ الطبری ، جلد ١ ص ١٢٦ مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت لبنان)

حضرت سام رضی اللہ عنہ کا نکاح:

حضرت سام رضی اللہ عنہ نے صلیب بنت تاویل بن مخویل بن خنوخ بن قینن بن آدم علیہ السلام سے نکاح فرمایا جن سے ان کی یہ اولاد پیدا ہوئی۔

١۔ ارفشخذ بن سام ٢۔ اشوذ بن سام

٣۔ لاوذ بن سام ۴۔ عویلم بن سام

۵۔ ارم بن سام

اور اس کے علاوہ بھی متعدد اولادیں ہوئیں۔

(الطبری :تاریخ الطبری ، جلد ١ ص ١٦٥ مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت لبنان)

حضرت سام رضی اللہ عنہ کے نکاح کے بارے میں دوسری روایت یہ ہے: آپ نے اس

خاتون کے ساتھ نکاح فرمایا جو کہ طوفان نوح علیہ السلام کے وقت طوفان سے بے خبر رہی اللہ تعالی نے اسے حضرت نوح علیہ السلام پر ایمان رکھنے کی وجہ سے طوفان سے محفوظ رکھا جن کا نام رحمت تھا۔

(ابن المبرد : الشجرة النبوية فی نسب خیر البریة ﷺ، ص ۷۲ مطبوعه دارحراء قاهره)

حضرت سام رضی اللہ عنہ کی نسل:

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

حضرت نوح علیہ السلام کے تین بیٹے تھے (۱) سام (۲) حام (۳) یافث

سام کی نسل سے عرب فارس اور روم والے پیدا ہوئے۔ اور ان میں بھلائی ہے۔ اور یافث سے یاجوج ماجوج اور ترک اور صقالبہ پیدا ہوئے اور ان میں بھلائی نہیں ہے۔ حام سے قبط، بربر اور اہل سوڈان پیدا ہوئے۔

(الصالحی : سبل الهدی والرشاد، الباب الرابع : فی شرح اسمائه وآبائه ﷺ جلد ۱ ص ۳۱٤ مکتبه نعمانیه کوئٹه)

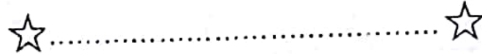
حضرت سام رضی اللہ عنہ کا وصال کے بعد کلام فرمانا:

حضرت امام عبدالوہاب شعرانی رضی اللہ عنہ حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں بنی اسرائیل نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے درخواست کی کہ حضرت سام رضی اللہ عنہ کو زندہ کر کے دکھائیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا مجھے ان کی قبر پر لے چلو وہاں جا کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ قم باذن اللّٰہ تعالی، اللہ تعالی کے حکم سے کھڑے ہو جاؤ۔ حضرت سام علیہ السلام اس حال میں زندہ ہو کر کھڑے ہو گئے کہ ان کے سر اور داڑھی کے بال مبارک سفید تھے۔ حضرت عیسیٰ نے پوچھا کہ وصال کے وقت آپ کے بال سیاہ تھے حضرت سام رضی اللہ عنہ نے جواب دیا جب میں نے آواز سنی

تو میں سمجھا کہ قیامت آ گئی اس خیال کے خوف کی وجہ سے میرے بال سفید ہو گئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کہ آپ کے وصال کو کتنا عرصہ ہو گیا ہے۔ فرمایا پانچ ہزار سال۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے عمر پوچھی تو فرمایا چار ہزار سال تھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دریافت فرمایا کہ دنیا کو کیسے پایا فرمایا اس گھر کی طرح جس کے دروازے ہوں ایک سے داخل ہوا اور دوسرے سے نکل گیا۔

(الحلبی :السیرۃ الحلبیة ، باب نسبه الشریف ﷺ ،جلد ۱ ص ۲۷ مطبوعه المکتبة المعروفیة، کوئٹه

الصالحی :سبل الهدی والرشاد، الباب الرابع : فی شرح اسماء آبائه ﷺ جلد ۱ ص ۳۱٤ مطبوعه مکتبه نعمانیه پشاور)



(34) تذکرہ حضرت نوح علیہ السلام بن لامک رضی اللہ عنہ

نام اور وجہ تسمیہ:

حضرت نوح علیہ السلام کے نام مبارک کے بارے میں دو قول ہیں۔

ا۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا نوح عجمی زبان کا لفظ ہے۔

۲۔ دوسرا قول یہ ہے کہ نوح عربی ہے۔ اور ناح، ینوح سے مشتق ہے جس کا معنی گریہ زاری کرنا یہ نام اس لیے ہوا کہ حضرت نوح علیہ السلام اپنی قوم کی بدبختی پر اکثر گریہ وزاری فرماتے تھے ان پر افسوس فرماتے کہ بغیر توبہ کے غرق ہو گئے۔

ایک گروہ نے لکھا کہ آپ علیہ السلام کا نام عبدالغفار ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام ہی آدم ثانی کہلائے کیونکہ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد آپ سے چلی۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کے درمیان دس صدیوں کا زمانہ ہے۔"

(الصالحی: سبل الهدی والرشاد، الباب الرابع: فی شرح اسماء آبائه ﷺ جلد ۱ ص۳۱۵ مطبوعه مکتبه نعمانیه پشاور)

حضرت نوح علیہ السلام کے القابات:

سیدنا نوح علیہ السلام کے القابات عبدالملک، عبیدہ، شیخ المرسلین، صاحب الفلک اور آدم ثانی ہیں۔

(ابن المبرد: الشجرة النبوية في نسب خير البرية ﷺ، ص ۷۳ مطبوعه

دار حراء قاهره)

حضرت نوح علیہ السلام کی ولادت مبارکہ:

حضرت نوح علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کا نام مبارک حضرت غیوس رضی اللہ عنہا تھا۔آپ کی ولادت مبارکہ حضرت شیث علیہ السلام کی وفات کے چودہ سو برس بعد ہوئی ۔حضرت آدم علیہ السلام کے جنت سے اترنے کے ایک ہزار چھ برس بعد ہوئی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب حضرت لامک رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک بیاسی برس ہوئی تو حضرت نوح علیہ السلام کی ولادت ہوئی۔

(الطبری :تاریخ طبری ، ذکر الاحداث التی کانت فی عهد نوح علیه السلام جلد ۱ ص۱۱۲ مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت ، لبنان)

اعلان نبوت اور تبلیغ دین:

حضرت نوح علیہ السلام کی عمر مبارک جب چار سو اسی سال ہوئی تو آپ نے اعلان نبوت فرمایا اور لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلایا وعظ و نصیحت فرماتے مگر قوم نے نافرمانی کی اور دعوت دین پر کان نہ دھرے۔

جس کا تذکرہ قرآن مجید میں یوں ہے:

قَالَ یَا قَوْمِ إِنِّیْ لَکُمْ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ۔ أَنِ اعْبُدُوا اللَّـهَ وَاتَّقُوْهُ وَأَطِیْعُوْنِ۔یَغْفِرْ لَکُم مِّن ذُنُوبِکُمْ وَیُؤَخِّرْکُمْ إِلَی أَجَلٍ مُّسَمًّی إِنَّ أَجَلَ اللَّهِ إِذَا جَاءَ لَا یُؤَخَّرُ لَوْ کُنتُمْ تَعْلَمُونَ۔

ترجمہ: اس نے فرمایا اے میری قوم میں تمہارے لئے صریح ڈر سنانے والا ہوں کہ اللہ کی بندگی کرو اور اس سے ڈرو اور میرا حکم مانو وہ تمہارے کچھ گناہ بخش دے گا اور ایک مقرر میعاد تک تمہیں مہلت دے گا بے شک اللہ کا وعدہ جب آتا ہے ہٹایا نہیں جاتا کسی طرح تم جانتے۔

(پارہ ۲۹: سورۃ نوح، آیت ٤تا٢)

اور مزید اللہ تعالیٰ کی عبادت کی دعوت دیتے ہوئے فرمایا:

لَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحاً إِلَى قَوْمِهِ فَقَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُواْ اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَهٍ غَيْرُهُ إِنِّىَ أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ۔

ترجمہ: بے شک ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا تو اس نے کہا اے میری قوم اللہ کو پوجو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں بے شک مجھے تم پر بڑے دن کے عذاب کا ڈر ہے۔

(پارہ ۸: ، سورۃ الاعراف ، آیت :٥٩)

قوم کی نافرمانی:

حضرت نوح علیہ السلام مسلسل قوم کو دعوت توحید دیتے رہے اور ترغیب وترہیب بھی فرماتے رہے جس کا تفصیلاً ذکر سورۃ نوح میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا مگر قوم پر ان باتوں کا کوئی اثر نہ ہوا حتیٰ کہ حضرت نوح علیہ السلام نو سو پچاس سال تک تبلیغ فرماتے رہے مگر قوم کے چند آدمیوں کے علاوہ کسی نے بھی ایمان قبول نہ کیا بلکہ اُلٹا حضرت نوح علیہ السلام کو کوستے اور تبلیغ سے باز رکھنے کے لئے با قاعدہ دھمکیاں بھی دیں تو حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی:

قَالَ رَبِّ إِنِّي دَعَوْتُ قَوْمِي لَيْلاً وَنَهَاراً ۔فَلَمْ يَزِدْهُمْ دُعَائِي إِلَّا فِرَاراً۔وَإِنِّي كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوا أَصَابِعَهُمْ فِي آذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِيَابَهُمْ وَأَصَرُّوا وَاسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَاراً۔

ترجمہ: عرض کی اے میرے رب میں نے اپنی قوم کو رات دن بلایا تو میرے بلانے سے انہیں بھاگنا ہی بڑھا اور میں نے جتنی بار انہیں بلایا

کہ تو ان کو بخشے انہوں نے اپنے کانوں میں انگلیاں دے لیں اور اپنے
کپڑے اوڑھ لیے اور ہٹ (ضد) کی اور بڑا غرور کیا۔

(پارہ: ۲۹، سورہ نوح، آیت: ۵-۷)

حضرت نوح علیہ السلام نے عرض کیا اے میرے اللہ میں دن رات ان کو تیرے احکام پہنچائے مگر یہ تو بات سننا گوارا ہی نہیں کرتے میری تقریر کرنے پر یہ انگلیاں اپنے کانوں میں ٹھونس لیتے ہیں۔ اور اپنے چہرے چھپا لیتے ہیں حضرت نوح علیہ السلام نے ہر طریقے سے قوم کو سمجھایا انفرادی کوشش بھی فرمائی اجتماعات میں دعوت توحید دی مگر قوم تکبر اور غرور کی وجہ سے راہ حق پر نہ آسکی صرف ۸۰ مرد اور عورتیں دامن اسلام سے وابستہ ہو کر نوح علیہ السلام پر ایمان لائے جن میں آپ کے تین بیٹے اور ان کی تین بیویاں بھی شامل تھیں۔

قوم کے حضرت نوح علیہ السلام پر ایمان نہ لانے کی وجوہ:

انسان جب پاکیزگی اور طہارت اور تصفیہ قلب و تزکیہ نفس کی اعلیٰ منازل طے کرتا ہے تو رشک ملائکہ بن جاتا ہے۔ مگر جب ظلم و بربریت اور سرکشی و بغاوت تکبر و نخوت پر اترتا ہے تو قرین شیطان بن جاتا ہے، تکبر، غرور اور خود پسندی انسان کو زمانے کے معزز محترم لوگوں، خدا رسیدہ ہستیوں بلکہ انبیاء کرام علیہم السلام کا بھی کھلا گستاخ بنا دیتی ہے۔ اس کی متعدد مثالیں قرآن مجید میں موجود ہیں۔

یہی بیماریاں حضرت نوح علیہ السلام کی قوم میں پائی جاتی تھیں کہ حضرت نوح علیہ السلام تبلیغ دین فرماتے تو وہ تکبر کی وجہ سے کانوں میں انگلیاں ڈال لیتے بھرے مجمع میں نہ جانے کیا کیا آوازیں کستے ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نے قوم کے غرور کو یوں بیان فرمایا:

فَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِن قَوْمِهِ مَا نَرَاكَ إِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا

وَمَا نَرَاكَ اتَّبَعَكَ إِلَّا الَّذِيْنَ هُمْ أَرَاذِلُنَا بَادِيَ الرَّأْيِ۔

ترجمہ: تو اس کی قوم کے سردار جو کافر ہوئے تھے بولے ہم تو تمہیں اپنے ہی جیسا آدمی دیکھتے ہیں اور ہم نہیں دیکھتے کہ تمہاری پیروی کسی نے کی ہو مگر ہمارے کمینوں نے سرسری نظر سے۔

(پارہ ۱۲: ، سورۃ ھود ، آیت :۲۷)

حضرت نوح علیہ السلام نے ان کی ایمان سے انکار کی اس وجہ کو دوٹوک جواب یوں دیا:

وَمَا أَنَا بِطَارِدِ الَّذِيْنَ آمَنُوْا إِنَّهُم مُّلَاقُو رَبِّهِمْ وَلَكِنِّيَ أَرَاكُمْ قَوْماً تَجْهَلُوْن۔

ترجمہ: اور میں مسلمانوں کو دور کرنے والا نہیں بے شک وہ اپنے رب سے ملنے والے ہیں لیکن میں تم کو نرے جاہل لوگ پاتا ہوں۔

(پارہ: ۱۲، سوۃ ھود، آیت: ۲۹)

یعنی انہوں نے نوح علیہ السلام سے کہا ہوگا کہ ہر وقت آپ سے خستہ حال لوگ بیٹھے ہوتے ہیں ہمارا تو جی نہیں چاہتا کہ ہم ایسے لوگوں کے ساتھ بیٹھیں اگر آپ ان کو نکل جانے کا حکم دیں تب ہم آئیں گے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے جواب دیا یہ ناممکن ہے کہ میں ان ایمان یافتہ لوگوں کو اپنے پاس سے نکال دوں تمہاری نظر میں اگرا ن کی کوئی قدر و منزلت نہیں تو نہ سہی مگر مومن ہونے کی وجہ سے یہ قرب خداوندی کے اعلیٰ منصب پر فائز ہیں جس کی تمہیں خبر نہیں اور اللہ تعالی کے ہاں مال و دولت نہیں بلکہ تقوی و اخلاص دیکھا جاتا ہے۔

قوم کے ایمان نہ لانے کی وجہ سے ان کے دل میں عزت نبی بھی نہ تھی بلکہ خدا کے برگزیدہ نبی حضرت نوح علیہ السلام کو اپنے جیسا بشر کہتے اور سمجھتے تھے انہیں کیا خبر نبوت کا منصب اتنا اعلیٰ وارفع ہوتا ہے کہ دنیا کا کوئی بھی فرد اس کے خاک کف پا تک

بھی نہیں پہنچ سکتا اور نبی اگر چہ بشر بھی ہوتا ہے مگر بے مثل بشر ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے انبیائے کرام کو بے مثل بشریت کے ساتھ شان نورانیت عطا فرمائی ہے۔

ان کے خودساختہ خیال میں تھا کہ نبی تو فرشتہ ہوتا ہے جس کو قرآن نے یوں بیان کیا ہے:

فَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِيْنَ كَفَرُوا مِن قَوْمِهِ مَا هَذَا إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُرِيْدُ أَن يَتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَأَنزَلَ مَلَائِكَةً مَّا سَمِعْنَا بِهَذَا فِيْ آبَائِنَا الْأَوَّلِيْنَ

ترجمہ: تو اس کی قوم کے جن سرداروں نے کفر کیا بولے یہ تو نہیں مگر تم جیسا آدمی چاہتا ہے کہ تمہارا بڑا بنے اور اللہ چاہتا ہے تو فرشتہ اُتارتا ہم نے تو یہ اگلے باپ داداؤں میں نہ سنا۔

(پارہ: ۱۸، سورۃ المؤمنون، آیت: ۲۴)

دوسرے مقام پر فرمایا:

وَمَا نَرَى لَكُمْ عَلَيْنَا مِن فَضْلٍ بَلْ نَظُنُّكُمْ كَاذِبِيْنَ۔

ترجمہ: ہم تم میں اپنے اوپر کوئی بڑائی نہیں پاتے بلکہ ہم تمہیں جھوٹا خیال کرتے ہیں۔

(پارہ: ۱۲، سورۃ ھود، آیت: ۲۷)

معاذ اللہ اسی طرح کی بے باکیاں جب اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ نبی کے ساتھ کی جائیں اور ان کو اپنے جیسا بشر کہا جائے تو پھر ایمان تو مقدر میں نہیں ہوتا بلکہ عذابِ الٰہی کا شکار ہوتے ہیں۔

حضرت نوح علیہ السلام نے یوں جواب دیا:

أَوَعَجِبْتُمْ أَن جَاءَكُمْ ذِكْرٌ مِّن رَّبِّكُمْ عَلَى رَجُلٍ مِّنكُمْ

لِیُنذِرَکُمْ وَلِتَتَّقُوا وَلَعَلَّکُمْ تُرْحَمُونَ۔

ترجمہ: اور کیا تمہیں اس کا تعجب ہوا کہ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک نصیحت آئی تم میں کے ایک مرد کی معرفت کہ وہ تمہیں ڈرائے اور تم ڈرو اور کہیں تم پر رحم ہو۔

(پارہ ۸: ، سورۃ الاعراف ، آیت: ۶۳)

یعنی حضرت نوح علیہ السلام نے اس شبہ کا ازالہ فرمایا کہ کوئی انسان نبوت و رسالت کے مرتبہ پر فائز نہیں ہوسکتا یہ کام صرف فرشتہ کرسکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی حضرت نوح علیہ السلام نے ان کی ہر کڑوی کسیلی بات سن کر برداشت فرمائی بلکہ ناصحانہ انداز میں انہیں ہر طریقے سے سمجھایا مگر بے سود۔

حضرت نوح علیہ السلام کی قوم پر ابتدائی وبال:

حضرت نوح علیہ السلام کے ہر بار تبلیغ کرنے پر سوائے تکذیب کے جب کچھ حاصل نہ ہوا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں جھنجھوڑنے کے لئے ان پر بارش برسانا ختم کردی اور ان کی عورتیں بانجھ ہوگئیں۔ اور اولاد پیدا ہونا ختم ہوگئی۔

حضرت نوح علیہ السلام کی قوم پر شفقت:

قوم پر آنے والے اس عذاب پر اللہ کے نبی حضرت نوح علیہ السلام نے ان پر شفقت فرماتے ہوئے ان کو مشکلات سے نکلنے کا طریقہ بتایا۔

فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّکُمْ إِنَّهُ کَانَ غَفَّاراً ۔ یُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَیْکُم مِّدْرَاراً ۔ وَیُمْدِدْکُمْ بِأَمْوَالٍ وَبَنِینَ وَیَجْعَل لَّکُمْ جَنَّاتٍ وَیَجْعَل لَّکُمْ أَنْهَاراً ۔ مَّا لَکُمْ لَا تَرْجُونَ لِلّٰهِ وَقَاراًo

ترجمہ: تو میں نے کہا اپنے رب سے معافی مانگو بے شک وہ بڑا معاف فرمانے والا ہے تم پر شرّاٹے کا مینہ (موسلا دھار بارش) بھیجے گا اور مال

اور بیٹوں سے تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے لیے باغ بنا دے گا اور
تمہارے لیے نہریں بنائے گا تمہیں کیا ہوا اللہ سے عزت حاصل کرنے
کی امید نہیں کرتے ؟

(پارہ : ٢٩ سورۃ نوح ، آیت : ١٠-١٣)

یعنی آپ علیہ السلام نے قوم کو بتایا کہ تمہاری مشکلات کا حل اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرنے میں ہے مگر بجائے اس کے کہ وہ آپ علیہ السلام کی بات مانتے ان کو برے برے القابات سے پکارنا شروع کر دیا۔

قوم کی ہلاکت کے لئے دعا:

جب ہر طرح سے قوم کو سمجھانے اللہ کا ڈر سنانے اور راہ راست پر لانے کے تمام طریقے آزما لیے مگر قوم اپنی ہٹ دھرمی پر جمی رہی تو پھر حضرت نوح علیہ السلام نے خالق کی بارگاہ میں دعا فرمائی۔

قَالَ رَبِّ انصُرۡنِیۡ بِمَا کَذَّبُوۡنِ ○

ترجمہ: نوح نے عرض کی اے میرے رب میری مدد فرما اس پر کہ انھوں نے مجھے جھٹلایا۔

(پارہ : ١٨ ، سورۃ المومنون ، آیت : ٢٦)

دوسرے مقام یوں گویا ہوئے :

قَالَ رَبِّ اِنَّ قَوۡمِیۡ کَذَّبُوۡنِ ○ فَافۡتَحۡ بَیۡنِیۡ وَ بَیۡنَہُمۡ فَتۡحًا وَّ نَجِّنِیۡ وَ مَنۡ مَّعِیَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ○

ترجمہ: عرض کی اے میرے رب میری قوم نے مجھے جھٹلایا تو مجھ میں اور ان میں پورا فیصلہ کر دے اور مجھے اور میرے ساتھ والے مسلمانوں کو نجات دے۔

(پارہ : ١٩ : سورۃ الشعراء، آیت : ١١٧-١١٨)

وَقَالَ نُوحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ دَيَّاراً
-إِنَّكَ إِن تَذَرْهُمْ يُضِلُّوا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوا إِلَّا فَاجِراً كَفَّاراً

ترجمہ: اورنوح نے عرض کی اے میرے رب زمین پر کافروں میں سے کوئی بسنے والا نہ چھوڑ بے شک اگر تو انہیں رہنے دے گا تو تیرے بندوں کو گمراہ کر دیں گے اور ان کے اولاد ہو گی تو وہ بھی نہ ہو گی مگر بدکار بڑی ناشکر۔

(پارہ ۲۹: ، سورۃ نوح ، آیت ۲۷-۲۶)

قوم کی ہلاکت کی دعا کیوں فرمائی:

حضرت نوح علیہ السلام نے قوم کی ہلاک کرنے کی دعا اس لیے نہیں کی کہ قوم نے آپ علیہ السلام کو معاذ اللہ جھٹلایا، گمراہ کہا، گالیاں دیں اور دھمکیاں دیں بلکہ صرف اس لئے کہ اے اللہ تعالیٰ تو نے خود فرمایا ہے جو ایمان لا چکے سو لا چکے اب باقی ایمان نہیں لائیں گے جب ان سے ایمان کی توقع بھی نہیں اور ناشکری بدکاری اور لوگوں کو گمراہ کریں گے ان کی اولادیں بھی فاجر اور کافر ہوں گی تو ان کے زندہ رکھنے کا کیا فائدہ ان کو تباہ کر دے۔

اللہ تعالیٰ نے کشتی بنانے کا حکم دیا:

اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو کشتی بنانے کا حکم دیا فرمایا:

وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا وَلَا تُخَاطِبْنِي فِي الَّذِينَ ظَلَمُوا إِنَّهُم مُّغْرَقُونَ۔

ترجمہ: اور کشتی بنا ہمارے سامنے اور ہمارے حکم سے اور ظالموں کے بارے مجھ سے بات نہ کرنا وہ ضرور ڈوبائے جائیں گے۔

(پارہ ۲۹: ، سورۃ ھود ، آیت ۳۷:)

کہ ان کے غرق ہونے کا وقت معین ہو چکا اس لئے جلدی کا مطالبہ نہ کرنا۔

کشتی کے لئے لکڑی:

جب اللہ تعالیٰ نے کشتی بنانے کا حکم دیا تو عرض کی مولا لکڑی کہاں سے لاؤں اللہ تعالیٰ نے فرمایا درخت لگائیں۔ حضرت نوح علیہ السلام نے ساج کی لکڑی کے درخت لگائے چالیس سال تک وہ درخت تیار ہو گئے۔ حکم ہوا اب ان کو کاٹو لکڑی سکھاؤ اور کشتی بناؤ۔

(الصالحی : سبل الهدی والرشاد ، الباب الرابع: فی شرح اسماء آباء ﷺ جلد ۱ ص ۳۱۵ مطبوعه مکتبه نعمانیه پشاور)

کشتی کا ڈیزائن:

ابن عساکر نے روایت کی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت نوح علیہ السلام نے عرض کی اے مولا کشتی کیسے بناؤں تو اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ کشتی کا اگلا حصہ مرغ کے سر کی طرح بنائیں درمیان پرندے کے پوٹ کی طرح اور پچھلا حصہ مرغ کے دم کی طرح بنائیں۔ اس کے اطراف میں دروازے بنائیں اور میخوں سے مضبوط کر دیں کشتی بنانے میں حضرت جبرائیل علیہ السلام اور دیگر ملائکہ نے مدد فرمائی۔

(آلوسی :تفسیر روح المعانی ، جلد ۱ ص ۴۹

بحواله تذکرة الانبیاء ص۱۰۷ مطبوعه ضیاء العلوم پبلی کیشنز راولپنڈی)

کشتی کا طول وعرض:

کشتی کی لمبائی تین سو ذراع (ساڑھے چار سو فٹ) چوڑائی پچاس ذراع (پچھتر فٹ) اور اونچائی تیس ذراع (پینتالیس فٹ) اس کو تیار ہونے میں دو سال لگے کشتی کی تین منزلیں تھیں۔ پہلی منزل میں وحشی درندے اور حشرات درمیانی حصہ میں پالتو جانور چوپائے وغیرہ اور اوپر والی منزل میں حضرت نوح علیہ السلام اور آپ علیہ السلام پر

ایمان لانے والے ۸۰ لوگ اور سامان خوردونوش تھا۔

(الرازی : تفسیر کبیر ، جلد ۱۷-۲۲۳، بحوالہ تذکرۃ الانبیاء ص ۱۰۷ مطبوعہ ضیاء العلوم پبلی کیشنز راولپنڈی)

کشتی میں سوار ہونے کا حکم:

جب حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے کشتی تیار کر لی تو حکم ہوا کہ جب تنور سے پانی نکلتا دیکھیں تو روئے زمین میں موجود ہر جاندار کا جوڑا جوڑا اس میں سوار کر لیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے سب سے پہلے جانوروں میں چیونٹی کو داخل کیا آخر میں گدھے کو تو شیطان گدھے کی دم سے چمٹ گیا اور اس کو اندر جانے سے روکے رکھا تو حضرت نوح علیہ السلام نے گدھے کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا داخل ہو جاؤ اگر چہ تمہارے ساتھ شیطان ہی کیوں نہ ہو یوں شیطان بھی کشتی میں سوار ہو گیا۔

(الطبری: تاریخ طبری ، ذکر الاحداث التی کانت فی عهد نوح علیه السلام ، جلد ۱ ص ۱۱۵ مطبوعه دار الکتب العلمیه بیروت)

طوفان کتنا عظیم تھا:

جب طوفان کی ابتداء تنور سے ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو پانی برسانے اور زمین کو بھی پانی نکالنے کا حکم دیا تو زمین و آسمان کے پانیوں نے مل کر ہولناک منظر پیش کیا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَفَتَحْنَا أَبْوَابَ السَّمَاءِ بِمَاءٍ مُّنْهَمِرٍ ۔ وَفَجَّرْنَا الْأَرْضَ عُيُونًا فَالْتَقَى الْمَاءُ عَلَى أَمْرٍ قَدْ قُدِرَ ۝

ترجمہ: تو ہم نے آسمان کے دروازے کھول دیئے زور کے بہتے پانی

سے اور زمین چشمے کر کے بہادی تو دونوں پانی مل گئے اس مقدار پر جو مقدر تھی۔

(پارہ :۲۷، سورۃ القمر، آیت :۱۲-۱۱)

پانی کی طغیانی اتنی تھی کہ اس کی موجین پہاڑوں کی چوٹیوں سے بھی پندرہ ذراع بلند ہو گئیں اور ہر چیز کو ہلاک کر دیا سوائے ان کے جو حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی میں سوار تھے۔

(الطبری : تاریخ طبری، ذکر الاحداث التی کانت فی عھد نوح علیہ السلام، جلد ۱ ص۱۱۵ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی میں سوار ہونے اور اترنے کی تاریخ:

حضرت نوح علیہ السلام دس رجب کو کشتی میں سوار ہو کے اور دس محرم الحرام کو عاشوراء کے دن کشتی سے اترے اس دن شکرانے کے طور روزہ رکھا مسلسل چھ ماہ تک کشتی پوری دنیا کا چکر لگاتی رہی پھر حکم خداوندی کے مطابق ارض موصل میں جودی پہاڑ پر جا کر رک گئی تو اللہ تعالیٰ نے آسمان کو تھمنے کا حکم اور زمین کو پانی جذب کرنے کا حکم دیا گیا اور آسمان سے نازل ہونے والا پانی آج بھی سمندر کی شکل میں ہے۔

(الطبری :تاریخ طبری، ذکر الا حداث التی کا نت فی عھد نوح علیہ السلام، جلد ۱ ص۱۱۵ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، لبنان)

نو آبادکاری:

طوفان کی موجوں سے سب کچھ ہلاک تباہ و برباد کر دیا اس کے بعد جب کشتی رکی تو حضرت نوح علیہ السلام نے جزیرہ قردی کے علاقہ میں اَسّی گھر تعمیر کئے اور ہر شخص کے حوالے ایک مکان کر دیا۔

(الطبری : تاریخ طبری، ذکر الاحداث التی کانت فی عھد نوح علیہ

السلام ، جلد ۱ ص ۱۱۸ مطبوعه دار الکتب العلمیه بیروت)

حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے ایک بیٹے حضرت سام رضی اللہ عنہ تھے جو انتہائی حسن و جمال کے مالک تھے دوسرے بیٹے حام تھے تیسرے یافث اور چوتھا بیٹا کنعان جس کو یام بھی کہا گیا جو طوفان میں غرق ہو گیا تھا۔ اسی بیٹے کے ساتھ حضرت نوح علیہ السلام کی ایک زوجہ جس کا نام والہہ تھا بھی غرق ہو گئیں اپنی نافرمانی کی وجہ سے۔

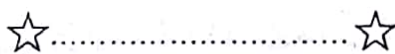
(الطبری : تاریخ طبری ، ذکر الاحداث التی کانت فی عهد نوح علیه السلام ، جلد ۱ ، ۱۱۹ مطبوعه دار الکتب العلمیه بیروت ، لبنان)

حضرت نوح رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک:

حضرت نوح علیہ السلام کی عمر مبارک تمام انبیائے کرام سے طویل تھی ایک روایت کے مطابق تیرہ سو سال تھی اور ایک روایت کے مطابق ساڑھے نو سو سال۔

(الطبری :تاریخ طبری ، ذکر الاحداث التی کانت فی عهد نوح علیه السلام ، جلد ۱ ص۱۲۰ مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت ، لبنان

الصالحی: سبل الهدی والرشاد، الباب الرابع: فی شرح اسماء آباء ﷺ جلد ۱ ص ۳۱٦ مطبوعه مکتبه نعمانیه پشاور)



(35) تذکرہ حضرت لامک بن متوشلخ رضی اللہ عنہ

لامک کا معنی:

التیجان میں ہے کہ لامک عبرانی زبان کا لفظ ہے جبکہ عربی میں لمك ہے۔ سریانی میں لمخ ہے۔ اسکا معنی متواضع (عاجزی کرنے والا) ہے۔

(الصالحی: سبل الهدی والرشاد، جلد ١، ص ٣١٧ مطبوعه مکتبه نعمانیه پشاور)

امام سہیلی نے لکھا ہے کہ انہوں نے سب سے پہلے عود، نمنا، اور پانی کے حوض بنائے۔

(السهیلی: الروض الانف، جلد ١ ص٧٧ مطبوعه مکتبة ابن تیمیه قاهره)

حضرت لامک رضی اللہ عنہ حضرت آدم علیہ السلام کی معیت میں!

حضرت لامک رضی اللہ عنہ اولاد آدم علیہ السلام میں وہ آخری فرزند تھے۔ جن کو حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ چھپن برس زندگی گزارنے کا موقع ملا۔ اس وقت آپ شادی شدہ تھے۔

(ابن المبرد: الشجرة النبویة (حاشیه) ص٧١ مطبوعه دار حراء قاهره)

حامل نور مبارک:

حضرت لامک رضی اللہ عنہ اپنے والد گرامی کے جاں نشین اور وصی تھے اور حامل نور مبارک تھے اور اپنے اسلاف کی مواریث کے امین تھے۔

(ابن المبرد : الشجرة النبوية (حاشيه) ص ۸۱ مطبوعه دار حراء قاهره)

حضرت لامک رضی اللہ عنہ بحیثیت مبلغ:

حضرت لامک رضی اللہ عنہ لوگوں کو راہ حق کی ہدایت اور رہنمائی فرماتے اور انکو قابیل کی اولاد سے ملاپ سے منع کرتے کہ کہیں وہ دین حق سے بھٹک نہ جائیں اس لیے بھی قابیل کی اولاد انکی جانی دشمن تھی۔

(ابن المبرد : الشجرة النبوية فی نسب خير البرية ﷺ (حاشيه) ص ۸۱ مطبوعه دار حراء قاهره)

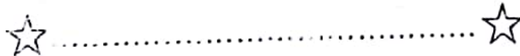
حضرت لامک رضی اللہ عنہ کا وصال:

حضرت لامک رضی اللہ عنہ نے آٹھ سو سال (۸۰۰) کی عمر پائی اور ایک روایت میں سات سو ستر (۷۷۰) سال زندگی گزارنے کے بعد دار الفناء سے دار البقاء کی طرف کوچ فرمایا۔

اپنے والد گرامی کے وصال کہ بعد ستر برس (۷۰) حیات رہے۔

(الصالحی :سبل الهدی والرشاد ، الباب الرابع : فی شرح اسماء آبائه ﷺ ، جلد ۱ ، ص ۳۱۷ مطبوعه مکتبه نعمانيه ،پشاور

ابن المبرد : الشجرة النبوية فی نسب خير البرية ﷺ (حاشيه) ص ۸۱ مطبوعه دار حراء قاهره)



(36) تذکرہ حضرت متوشلخ بن اخنوخ رضی اللہ عنہ

حضرت متوشلخ رضی اللہ عنہ کے والد گرامی حضرت اخنوخ رضی اللہ عنہ اور والدہ ماجدہ کہ بارے میں ایک قول بروخا اور ایک قول کے مطابق ادانہ تھا۔

(الصالحی : سبل الهدی والرشاد، الباب الرابع: فی شرح اسماء آبائه ﷺ جلد ۱ ص۳۱۷ مطبوعه مکتبه نعمانیه پشاور

ابن المبرد :الشجرة النبوية فی نسب خير البرية ﷺ (حاشيه)ص۸۱ مطبوعه دار حراء قاهره)

حامل نور مبارک!

حضرت متوشلخ رضی اللہ عنہ اپنے والد گرامی کے جانشین اور حامل نور مبارک تھے۔آپ رضی اللہ عنہ نے یکے بعد دیگرے پندرہ شادیاں کیں مگر کوئی اولاد نہ ہوئی۔ بلآخر اپنے چچا کی بیٹی حضرت شملہ رضی اللہ عنہ سے شادی فرمائی تو آپ رضی اللہ عنہ کے فرزند حضرت لامک پیدا ہوئے۔ بیٹے کی ولادت کے بعد سات سو سال تک زندہ رہے۔اس دوران آپ رضی اللہ عنہ کی اور اولاد بھی ہوئی۔ اس وقت حضرت آدم علیہ السلام حیات ظاہری میں موجود تھے۔

(ابن المبرد : الشجرة النبوية فی نسب خير البرية ﷺ (حاشيه) ص۸۱ مطبوعه دار حراء قاهره)

اولاد قابیل سے جنگ اور برکت نور مصطفیٰ (ﷺ)

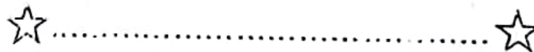
ایک مرتبہ حضرت متوشلخ رضی اللہ عنہ مومنین کی بہت کم تعداد کہ ساتھ حج کے ارادے سے چلے۔ ابلیس لعین نے قابیل کی اولاد کو انکے قتل پر ابھارا۔ چنانچہ وہ راستے میں قافلہ پر حملہ آور ہوئے۔ انکی تعداد بہت زیادہ تھی۔

مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی کریم ﷺ کے نور کی برکت سے حضرت متوشلخ رضی اللہ عنہ کی مدد فرمائی۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام کی ایک چھنگاڑ سے دشمنوں کا ایک گروہ ہلاک ہو گیا۔ اور ایک گروہ کو بجلی نے ہلاک کر دیا۔

اور ایک گروہ کی اللہ تعالیٰ نے شکلیں بدل دیں وہ بھاگ کر واپس چلے گئے۔ یہ دنیا میں پہلا انسان مسخ تھا۔

حضرت متوشلخ رضی اللہ عنہ نے بھاگنے والوں کو تعاقب کر کے متعدد کو قتل کر دیا اور اکثر مال غنیمت حاصل کر کے صحیح سلامت اپنی قوم میں واپس تشریف لائے۔

(ابن المبرد: الشجرة النبوية فی نسب خير البرية ﷺ (حاشیه)
ص ۸۱ مطبوعه مكتبه نعمانيه پشاور)



(37) تذکرہ حضرت اخنوخ المعروف سیدنا ادریس بن یرد علیہ السلام

حضرت ادریس علیہ السلام کا نام!

حضرت ادریس علیہ السلام کا نام اخنوخ علیہ السلام ہے۔

حضرت ادریس علیہ السلام کی ولادت!

حضرت ادریس علیہ السلام کی ولادت اس وقت ہوئی جب سیدنا آدم علیہ السلام کی عمر مبارک چھ سو بائیس سال (۶۲۲) تھی۔

ادریس نام کی وجہ:

آپ علیہ السلام کو ادریس اس لیے کہا جاتا ہے کہ آپ علیہ السلام حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت شیث علیہ السلام پر نازل ہونے والے صحائف کو کثرت سے پڑھتے تھے۔

(ابن المبرد: الشجرة النبوية فی نسب خير البرية ﷺ (حاشیه) ص۸۲ مطبوعه دار حراء قاهره)

حضرت ادریس علیہ السلام کی ایجادات

سب سے پہلے علم نجوم اور حساب کرنا آپ علیہ السلام سے ہی ثابت ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے انکا یقینی علم آپ علیہ السلام کہ دل میں القاء فرما دیا صرف تخمینہ نہ تھا۔

☆ سب سے پہلے قلم سے لکھنے کو آپ علیہ السلام نے رواج دیا۔

☆ سب سے پہلے سوئی سے کپڑے سی کر پہنے۔

☆سب سے پہلے اشیاء کا وزن کرنا اور کپڑے کو ماپنے کا رواج آپ علیہ السلام نے دیا۔

☆اسلحہ کی ایجاد بھی سب سے پہلے آپ علیہ السلام نے کی۔

☆ حضرت آدم علیہ السلام کہ بعد آپ علیہ السلام پہلے رسول ہیں اور تیس (۳۰) صحیفے آپ علیہ السلام پر نازل ہوئے۔

(روح المعانی جلد ١٦ ص ٥٢٦ مطبوعه مکتبه رشیدیه سرکی روڈ کوئٹه)

حضرت ادریس علیہ السلام کی تبلیغ:

حضرت ادریس علیہ السلام اولاد حضرت شیث علیہ السلام کو تبلیغ فرماتے کہ شیطان کی اتباع نہ کرو اور بنی قابیل سے ملاپ نہ رکھیں کہیں وہ تمہیں رب کی نافرمانی، فحاشی اور برائی میں مبتلا نہ کردیں۔مگر قوم باز نہ آئی اور حضرت ادریس علیہ السلام کی دعوت کو قبول نہ کیا اور ایک گروہ بنی قابیل سے جا ملا اور حرام کاری میں مبتلا ہو گیا حضرت ادریس علیہ السلام نے دوبارہ ان کو دعوت حق دی مگر بے سود تو آپ علیہ السلام نے انکے خلاف جہاد فرمایا یہ سب کچھ حضرت آدم علیہ السلام کی ظاہری حیات میں ہوا۔

(ابـن المبرد : الشجرة النبوية فی نسب خير البرية صلى الله عليه وسلم (حاشيه) ص٨٢ مطبوعه دار حراء قاهره)

حضرت ادریس علیہ السلام کا آسمانوں پر اُٹھایا جانا:

حضرت ادریس علیہ السلام اللہ کی کثرت سے عبادت کرتے باقی مخلوق کی عبادت ایک طرف تنہا حضرت ادریس علیہ السلام کی عبادت کا ثواب زیادہ ہوتا۔فرشتے حیران ہوئے اور ملاقات کی خواہش کا اظہار کیا اللہ تعالی نے انکو اجازت عطا فرمائی۔حضرت ملک الموت بھی حاضر ہوئے حضرت ادریس علیہ السلام نے فرمایا میری روح قبض کر

کے دوبارہ میرے جسم میں ڈال دو۔ حضرت ملک الموت علیہ السلام نے عرض کی موت و حیات کے فیصلے تو اللہ کے پاس ہیں۔ آپ نے فرمایا اللہ سے اذن لے لو اللہ تعالی نے فرمایا اے ملک الموت علیہ السلام ویسا ہی کرو۔ جیسا حضرت ادریس علیہ السلام فرماتے ہیں اوران پر موت کی سختی نہ کرنا چنانچہ اذن خداوندی سے جناب ملک الموت علیہ السلام نے روح مبارک قبض کی اور دوبارہ جسد مبارک میں ڈال دی پھر فرمایا مجھے آسمانوں اور جنت کی سیر کراؤ۔

جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِدْرِيْسَ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيْقاً نَبِيّاً۔ وَرَفَعْنَاهُ مَكَاناً عَلِيّاًO

ترجمہ: اور کتاب میں ادریس علیہ السلام کو یاد کرو۔ وہ صدیق تھے۔ اور غیب کی خبریں دینے والے اور ہم نے اسے بلند مقام کی طرف اٹھایا۔

(پارہ:١٦ سورۃ مریم ، آیت :٥٦-٥٧)

حضرت ادریس علیہ السلام جب جنت کی سیر کر چکے تو ملک الموت علیہ السلام نے عرض کی واپس زمین پر چلیں تو حضرت ادریس علیہ السلام نے فرمایا میں تو واپس نہیں جاؤں گا کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ۔

ہر نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔(پارہ:٤، سورۃ آل عمران آیت :١٨٥)

اور میں نے وہ ذائقہ چکھ لیا ہے۔ اور پھر جنت میں داخلے کی شرط بھی پوری کر دی ہے کہ

وَإِن مِّنكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا

ہر شخص کو (جنت میں داخلے کیلئے) دوزخ سے گزرنا ہوگا۔

(پارہ:١٦ سورۃ مریم ، آیت :٧١)

میں تو جہنم سے بھی گزر آیا ہوں۔

اب مجھے جنت سے نکالا نہیں جاسکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَمَا هُم مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ

کہ جنتیوں کو اس سے نکالا نہیں جائے گا۔

(پارہ:١٤، سورة الحجر آیت:٤٨)

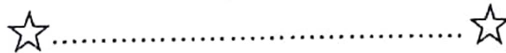
حضرت ادریس علیہ السلام کے اس کلام کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل سے فرمایا میرے بندے ادریس علیہ السلام نے سب کام میری مرضی سے کیے ہیں۔ انھیں یہیں رہنے دو آپ علیہ السلام اسی طرح آسمانوں پر اب بھی حیات ہیں۔

(ملخصاً تفسیر روح المعانی جلد ١٦ ص٥٢٧، تفسیر خزائن العرفان ابـن الـمبـرد : الشجـرة الـنبوية فی نسب خير البرية ﷺ (حاشيه) ص٨٢ مطبوعه دار حراء قاهره)

حضرت ادریس علیہ السلام کا عقد نکاح:

حضرت ادریس علیہ السلام نے پینسٹھ برس کی عمر میں ادانہ نامی خاتون سے نکاح فرمایا جن سے آپکے فرزند متوشلخ رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔

(ابـن المبرد : الشجرة النبوية فی نسب خير البرية ﷺ (حاشيه) ٨٢ مطبوعه دار حراء قاهره)



(38) تذکرہ حضرت یرد بن مھلائیل رضی اللہ عنہ

یرد کا معنی:

ابن ھشام نے التیجان میں لکھا ہے کہ تورات میں آپ رضی اللہ عنہ کا نام یادر ہے اور یہ عبرانی زبان کا نام ہے۔ جسکا معنی ضابطہ ہے۔ انجیل میں آپ رضی اللہ عنہ کا نام یرد ہے اور یہ عربی زبان کا لفظ ہے جسکا معنی ہے ضبط۔ اس لیے کہ آپ رضی اللہ عنہ رب تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرتے تھے۔

(الصالحی : سبل الھدی والرشاد ، الباب الرابع : فی شرح اسماء آبائہ صلی اللہ علیہ وسلم ، جلد ۱ ص ۳۱۹ مطبوعہ مکتبہ نعمانیہ پشاور)

حامل نور محمدی:

حضرت یرد رضی اللہ عنہ حامل نور مصطفےٰ ﷺ تھے اور آپ اپنے والد حضرت مھلائیل رضی اللہ عنہ کے وصی اور جانشین تھے۔ والدہ ماجدہ کا نام حضرت سمعہ رضی اللہ عنہا تھا۔

حضرت یرد رضی اللہ عنہ بحیثیت مبلغ:

حضرت یرد رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کو تبلیغ فرمائی جو بنی قابیل سے جا ملے تھے۔ اور وہاں عیش وعشرت ، فحاشی ، اور شراب نوشی کرتے اور کھیل کود میں لگے رہتے۔ مگر ان لوگوں نے حضرت یرد رضی اللہ عنہ کی نصیحت وتبلیغ کا اثر قبول نہ کیا۔

(ابن المبرد : الشجرہ النبویة فی نسب خیر البریة صلی اللہ علیہ وسلم (حاشیہ) ص ۸۳ مطبوعہ دار حراء قاھرہ)

حضرت یرد رضی اللہ عنہ کا نکاح مبارک:

جب آپ رضی اللہ عنہ کی عمر ایک سو پینسٹھ سال ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے کنانہ نامی خاتون سے نکاح فرمایا جس سے حضرت ادریس علیہ السلام کی ولادت ہوئی۔

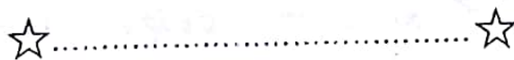
حضرت یرد رضی اللہ عنہ کا وصال مبارک:

جب حضرت ادریس علیہ السلام آسمان پر تشریف لے گئے تو اس وقت حضرت یرد رضی اللہ عنہ کی عمر پانچ سو ستائیس سال تھی اور حضرت ادریس علیہ السلام کے رفعت الی السماء کے بعد چار سو پینتیس ۴۳۵ سال تک حیات رہے نو سو بانوے برس کی عمر میں آپ رضی اللہ عنہ نے وصال فرمایا۔

ایک روایت میں آپ کی عمر مبارک نو سو چھتیس سال ہوئی۔

(ابن المبرد :الشجرة النبوية فی نسب خير البرية ﷺ (حاشيه) ص۸۳ مطبوعه دار حراء قاهره

الصالحی : سبل الهدی والرشاد، الباب الرابع: فی شرح اسماء آبائه ﷺ جلد۱ ص ۳۱۹ مطبوعه مکتبه نعمانيه پشاور)



(39) تذکرہ حضرت مھلائیل بن قینان رضی اللہ عنہ

نام اور اس کا معنیٰ:

امام سھیلی نے لکھا ہے کہ مھلائیل کا معنی ہے تعریف کیا گیا۔ اور انجیل میں اس کا معنی اللہ کی تسبیح بیان کرنے والا بیان کیا گیا ہے۔

(السهيلى : الروض الانف فى شرح السيرة النبوية لابن هشام ، جلد ١ ص ٨١ مطبوعه مكتبةابن تيميه قاهره۔

الصالحى :سبل الهدى والرشاد ، الباب الرابع: فى شرح اسماء آبائه ﷺ جلد ١ ص ٣١٩ مطبوعه مكتبه نعمانيه پشاور

ابن المبرد : الشجرة النبوية فى نسب خير البرية ﷺ (حاشيه) ص ٨٥ مطبوعه دارحراء قاهره)

حامل نور مبارک:

حضرت مھلائیل رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ کا نام حضرت عیطون رضی اللہ عنہا تھا۔ آپ حامل نور مبارک تھے اور تین سو چالیس سال کی عمر میں اپنے والد گرامی حضرت قینان رضی اللہ عنہ کے جانشین مقرر ہوئے۔

حضرت مھلائیل رضی اللہ عنہ کی ایجادات

۱۔ سب سے پہلے معدنیات آپ رضی اللہ عنہ نے نکالیں۔

۲۔ سب سے پہلے شہر آپ رضی اللہ عنہ نے بنائے اور پہلے بابل شہر آباد کیا پھر کوش کو آباد کیا۔

۳۔ سب سے پہلے زمین سے لوہا آپ رضی اللہ عنہ نے نکالا اور اس سے مختلف چیزیں بنائیں۔

۴۔ لوگوں کو زراعت پر سب سے پہلے آپ نے لگایا۔

۵۔مختلف درندوں کی کھالوں کو بطور لباس سب سے پہلے آپ رضی اللہ عنہ نے استعمال فرمایا۔

٦۔وحشی گائے اور جنگلی بھیڑ کا گوشت سب سے پہلے آپ رضی اللہ عنہ نے تناول فرمایا۔

۷۔چونکہ آپ اپنی سیرت اور سیاست میں بہت نیک نام تھے تو سب سے پہلے آپ رضی اللہ عنہ نے عدل و انصاف کا نظام قائم فرمایا اور حدود و احکام جاری فرمائے۔

۸۔سب سے پہلے تاج شاہی آپ رضی اللہ عنہ نے پہنا۔

۹۔گمراہ اور مرتدین کے خلاف سب سے پہلے آپ رضی اللہ عنہ نے جہاد فرمایا۔ بہت سوں کو قتل کیا اور کچھ پہاڑوں کی طرف بھاگ گئے۔

۱۰۔حضرت مہلائیل رضی اللہ عنہ نے سات ملکوں پر حکمرانی کی۔

(ابن المبرد: الشجرة النبوية فی نسب خير البرية ﷺ (حاشيه) ص ۸۵ مطبوعه دار حراء قاهره)

حضرت مہلائیل رضی اللہ عنہ کا نکاح:

حضرت مہلائیل رضی اللہ عنہ نے پچھتر سال کی عمر میں سمعہ رضی اللہ عنہا نامی خاتون سے شادی فرمائی۔ جس سے آپ رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت یرد علیہ السلام جو کہ حامل نور مبارک تھے پیدا ہوئے اور انکے علاوہ کثیر اولاد ہوئی۔

(ابن المبرد : الشجرة النبوية فی نسب خير البرية ﷺ (حاشيه) ص ۸۵ مطبوعه دار حراء قاهره)

حضرت مہلائیل رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک:

آپ رضی اللہ عنہ نے وقت وصال اپنے بیٹے حضرت یرد علیہ السلام کو اپنا جانشین مقرر فرمایا آپ نے دو سو بتیس سال عمر پائی۔

(الصالحی :سبل الهدی والرشاد ، الباب الرابع : فی شرح اسماء آبائه ﷺ جلد ۱ ص ۳۱۹ مطبوعه مکتبه نعمانيه پشاور)

(40) تذکرہ حضرت قنین بن یانش رضی اللہ عنہ

حضرت قنین رضی اللہ عنہ کو قینان بھی لکھا گیا ہے قینان کا معنی مستوی اور والی بیان کیا گیا ہے۔

(الصالحی :سبل الهدی والرشاد، الباب الرابع: فی شرح اسماء آبائه ﷺ جلد۱ ص۳۱۹ مطبوعه مکتبه نعمانیه پشاور،

ابن المبرد : الشجرة النبوية فی نسب خير البرية ﷺ (حاشیه) ص۸٦ مطبوعه دار حراء قاهره)

حامل نور مبارک:

حضرت قنین رضی اللہ عنہ کی والدہ کا نام موج بنت آدم علیہ السلام تھا۔ اور والدین نے بڑی شفقت اور پیار سے آپکی تربیت فرمائی آپ رضی اللہ عنہ حامل نور مبارک تھے اور وہ نور مبارک آپ رضی اللہ عنہ کے چہرہ مبارک پر چمکتا تھا ہر روز اسکی چمک پہلے سے زیادہ ہوتی تھی۔ حضرت قنین رضی اللہ عنہ نے اپنے والدگرامی سے حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت شیث علیہ السلام پر اترنے والے صحائف کی تعلیم حاصل کی اور اپنے زمانے کے لوگوں میں فصیح اللسان ہو گئے۔

(ابن المبرد : الشجرة النبوية فی نسب خير البرية ﷺ (حاشیه) ص۸٦ مطبوعه دار حراء قاهره)

عوج بن عنق:

عوج بن عنق نامی لمبا شخص بھی آپ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ظاہر ہوا جو کہ باغی اور سرکش تھا اور اس نے زمین میں بہت فساد پھیلایا۔

(ابن المبرد: الشجرة النبوية فی نسب خير البرية ﷺ (حاشيه) ص۸٦ مطبوعه دار حراء قاهره)

حضرت قنین رضی اللہ عنہ کا عقد نکاح و اولاد:

حضرت قنین رضی اللہ عنہ نے ستر سال کی عمر میں عیطون نامی خاتون سے نکاح فرمایا جن کے بطن سے حضرت مھلائیل رضی اللہ عنہ اور دیگر اولاد پیدا ہوئی۔

(ابن المبرد : الشجرة النبوية فی نسب خير البرية ﷺ (حاشيه)۸٦ مطبوعه دار حراء قاهره)

حضرت قنین رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک:

حضرت قنین رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک ۱۲۰ ایک سو بیس سال بیان کی گئی ہے۔

(الصالحی : سبل الهدی والرشاد، الباب الرابع: فی شرح اسماء آبائه ﷺ جلد ۱ ص ۳۲۰ مطبوعه مكتبه نعمانيه پشاور)



(41) تذکرہ حضرت انوش (یانش) بن شیث علیہ السلام

نام مبارک:

حضرت انوش علیہ السلام کا نام یانش بھی پڑھا گیا ہے۔ جس کا عربی میں معنی سچا ہے۔

(الصالحی: سبل الهدی والرشاد، الباب الرابع: فی شرح اسماء آبائه ﷺ، جلد ١ ص ٣٢٠ مطبوعه مکتبه نعمانیه پشاور)

جنتی حور:

حضرت انوش علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کے بارے میں ایک روایت ہے کہ وہ جنت کی حور نزلہ نامی تھیں۔ جسکو اللہ تعالیٰ نے جنت سے حضرت شیث علیہ السلام کے نکاح کے لیے اتارا۔

ایک روایت میں انکی والدہ کا نام لبود بنت آدم تھا۔

(ابن المبرد: الشجرة النبوية فی نسب خير البرية ﷺ (حاشيه) ص ٨٧ مطبوعه دار حراء قاهره

الصالحی: سبل الهدی والرشاد، الباب الرابع: فی شرح اسماء آبائه ﷺ جلد ١ ص ٣٢٠ مطبوعه مکتبه نعمانیه پشاور)

سیاسی باگ دوڑ:

حضرت انوش علیہ السلام اپنے والد گرامی کے وصال پر انکے جانشین مقرر ہوئے

جبکہ اس وقت آپکی عمر تین سو سات سال تھی۔ اور ملکی سیاست کی بھاگ دوڑ سنبھالی اپنے والد گرامی علیہ السلام کے طریقہ کو اپنایا اور وراثت میں وہ تابوت بھی آپ کو ملا جو کہ حضرت آدم علیہ السلام کا تھا جس میں صحائف آسمانی اور متبرک اشیاء تھیں۔

(ابن المبرد : الشجرة النبوية فی نسب خير البرية ﷺ (حاشيه) ص۸۷ مطبوعه دار حراء قاهره)

حضرت انوش علیہ السلام کی کاشتکاری:

سب سے پہلے کھجور کو زمین میں آپ علیہ السلام نے لگایا اور زمین کی کاشتکاری بھی سب سے پہلے آپ علیہ السلام نے کی۔

(ابن المبرد : الشجرة النبوية فی نسب خير البرية ﷺ (حاشيه) ص۸۷ مطبوعه دار حراء قاهره)

حضرت انوش علیہ السلام کی عمر مبارک:

حضرت انوش علیہ السلام کی عمر مبارک ایک روایت میں نو سو پچاس اور ایک روایت میں نو سو پانچ سال بیان ہوئی۔ وقت وصال آپ نے اپنے بیٹے حضرت قنین علیہ السلام کو اپنا جانشین مقرر فرمایا اور صحائف حضرت سیدنا آدم علیہ السلام وسیدنا شیث علیہ السلام آپکے سپرد کئے۔

(ابن المبرد : الشجرة النبوية فی نسب خير البرية ﷺ (حاشيه) ص۸۷ مطبوعه دار قاهره

الصالحی : سبل الهدى والرشاد، الباب الرابع ، فی شرح اسماء آبائه ﷺ جلد۱ ص ۳۲۰ مطبوعه مكتبه نعمانيه پشاور)

☆..☆

(42) تذکرہ حضرت سیدنا شیث علیہ السلام بن حضرت سیدنا آدم علیہ السلام

شیث کا معنی:

شیث کا معنی اللہ تعالی کا تحفہ اور عطیہ ہے۔

اللہ تعالی نے حضرت آدم علیہ السلام کو حضرت ھابیل رضی اللہ عنہ جنکو قابیل نے قتل کیا تھا۔ انکے بدلے میں حضرت شیث علیہ السلام عطا فرمائے۔

(ابن کثیر : البدایة والنهایة، جلد۱ ص ۱۴۲ مطبوعه نفیس اکیڈمی کراچی
الـصـالحی : سبل الهدی والر شاد، الباب الرابع، فی شرح اسماء آبائه ﷺ
جلد ۱ ص ۳۲۰ مطبوعه مکتبه نعمانیه پشاور
ابـن الـمبـرد: الشجرة النبوية فی نسب خير البرية صلى الله عليه وسلم (حاشیه)
ص۸۸ مطبوعه دار حراء قاهره)

حضرت شیث علیہ السلام کی ولادت

حضرت سیدنا آدم علیہ السلام جب حضرت ھابیل رضی اللہ عنہ کے قتل کی وجہ سے غمگین ہوئے تو اللہ تعالی نے حضرت آدم علیہ السلام کو حضرت شیث علیہ السلام عطا فرمائے جو کے اکیلے پیدا ہوئے حالانکہ باقی اولاد جوڑا جوڑا پیدا ہوتی تھی۔ جب حضرت شیث علیہ السلام پیدا ہوئے تو انکی پیشانی مبارک میں نبی کریم ﷺ کا نور مبارک چمک رہا تھا۔ جسکو دیکھ کر حضرت آدم علیہ السلام کے غم دور ہو گئے۔ اور بعد میں دوسرے بیٹے حضرت یافث رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔

حضرت شیث علیہ السلام کے لیے جنتی حور

جب حضرت شیث علیہ السلام جوان ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے نسل انسانی بڑھانے کا ارادہ فرمایا تو ایک دن جمعرات کو عصر کے وقت جنت سے ایک حور کو نازل فرمایا اور حضرت آدم علیہ السلام کو حکم دیا کہ اپنے بیٹے شیث علیہ السلام کا نکاح اس حور سے کرو۔ چنانچہ اسی حور سے حضرت شیث علیہ السلام کا نکاح کیا گیا۔ جس سے حامل نور مبارک حضرت انوش علیہ السلام پیدا ہوئے پھر ان کی اولاد سے انبیاء کرام مرسلین وصالحین پیدا ہوئے یوں لوگوں کا سلسلہ نسب حضرت شیث علیہ السلام تک ملتا ہے۔

(ابن المبرد: الشجرة النبوية فی نسب خير البرية ﷺ (حاشيه) ص۸۸ مطبوعه دار حراء قاهره)

صحائف سیدنا شیث علیہ السلام:

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے (انبیاء کرام) پر سو صحیفے اور چار کتابیں نازل فرمائیں جن میں سے پچاس صحیفے صرف حضرت شیث علیہ السلام پر نازل فرمائے۔

(ابن كثير : البداية والنهاية ، جلد ۱ ص ۱۴۲ مطبوعه نفيس اکیڈمی کراچی)

حضرت شیث علیہ السلام حضرت آدم علیہ السلام کے جانشین:

نسل آدم علیہ السلام میں حضرت شیث علیہ السلام اپنے والد گرامی حضرت آدم علیہ السلام کے پہلے جانشین مقرر ہوئے۔ آپ علیہ السلام ساری اولاد میں سے حسن و جمال والے تھے اور حضرت آدم علیہ السلام کے ہم شکل تھے۔ اور سب سے پیارے تھے حضرت شیث علیہ السلام نے بیت اللہ کو پتھروں اور گارے سے تعمیر فرمایا اور آپ علیہ السلام مکۃ المکرّمہ میں ہی مقیم رہے وہاں حج اور عمرہ فرماتے حضرت آدم علیہ السلام پر اور اپنے نازل ہونے والے صحیفوں کو جمع فرمایا۔

(ابن المبرد : الشجرة النبوية فی نسب خير البرية ﷺ (حاشيه)
ص۸۸ مطبوعه دار حراء قاهره)

(43) تذکرہ حضرت سیدنا ابو البشر آدم علیہ السلام

اللہ تعالیٰ کا فرشتوں سے تخلیق آدم علیہ السلام کا مشورہ

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی تخلیق کا ارادہ فرمایا تو فرشتوں سے مشورہ فرمایا:

إِنِّیْ جَاعِلٌ فِیْ الْأَرْضِ خَلِیْفَةً

ترجمہ: کہ میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں۔

فرشتوں نے عرض کی:

أَتَجْعَلُ فِیْهَا مَن یُفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِكُ الدِّمَاء وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ

ترجمہ: کہ "ایسے کو نائب کرے گا جو اس میں فساد پھیلانے اور خون ریزیاں کرے گا اور ہم تجھے سراہتے ہوئے تیری تسبیح کرتے اور تیری پاکی بولتے ہیں۔"

فرشتوں کی اسی بات پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قَالَ إِنِّیْ أَعْلَمُ مَا لاَ تَعْلَمُوْنَ

ترجمہ: "فرمایا مجھے معلوم ہے جو تم نہیں جانتے"

(پارہ: ۱، سورۃ البقرۃ، آیت: ۳۰)

فرشتوں سے مشورہ کرنے کی حکمت:

فرشتوں سے مشورہ طلب کرنا دراصل خلیفہ کی عظمت وشان کو واضح کرنا تھا اس کی تخلیق سے پہلے ہی جس کا ذکر ہو رہا ہے وہ کتنی شانوں کا مالک ہوگا اور اس میں فرشتوں کی عظمت بھی ظاہر کرنا تھا کہ اللہ تعالی ان سے مشورہ فرما رہا ہے اور فرشتوں نے جو کچھ عرض کیا وہ بھی حکمت تخلیق آدم علیہ السلام کو جاننے کے لیے تھا نہ کہ حسد اور اعتراض کے طور پر جیسا کہ بعض جاہل سمجھتے ہیں۔

ایک سوال:

خلیفہ اور نائب تین وجوہات کی وجہ سے بنایا جاتا ہے۔

ا۔ جب اصل کام کرنے سے عاجز ہو جائے۔

۲۔ اصل کی موت ہو جائے تب نائب بنایا جاتا ہے۔

۳۔ اصل کہیں چلا جائے تو اس کی غیر موجودگی میں نائب بنایا جائے۔

جبکہ اللہ تعالی نہ تو عاجز ہے نہ اسے موت ہے نہ ہی وہ غائب ہے تو پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس نے خلیفہ کیوں بنایا؟

جواب:

یہاں خلیفہ سے مراد اللہ تعالی کا نائب ہو کر زمین میں اس کا حکم نافذ کرنے والا ہے۔ خلیفہ اور نائب کی ضرورت اللہ تعالی کو نہیں اور وہ خلیفہ کا محتاج بھی نہیں بلکہ جن کی طرف خلیفہ بنایا گیا وہ محتاج ہیں انسان غایت ظلمت میں ہیں اور اللہ تعالی غایت قدس میں ہے۔ تو اللہ تعالی سے فیض لینے کے لئے ایک ایسے نائب کی مخلوق کو ضرورت تھی جو

اس سے فیض لیکر بندوں کو دے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنا نائب بنایا۔

(تذکرۃ الانبیاء ص۳۶ مطبوعہ ضیاء العلوم پبلی کیشنز راولپنڈی)

حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق:

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مختلف مقامات پر تخلیق آدم علیہ السلام کا ذکر فرمایا ہے۔ کہ ہم نے آدم علیہ السلام کو مٹی سے تخلیق فرمایا۔ اور حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث روایت ہے۔

ان الله خلق آدم من قبضة قبضها من جميع الارض فجاء بنو آدم على قدر الارض منهم الاحمرو والا بيض والا سودو بين ذالك واسهل والحزن والخبيث والطيب۔

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ تمام زمین سے ایک مٹھی بھر مٹی لے آؤ۔ اس مٹی میں ہر قسم کے ذرات شامل کیے گئے سرخ رنگ، سفید رنگ، سیاہ رنگ، اور ان کے درمیان رنگ والی مٹی لی گئی۔ اس طرح کچھ مٹی نرم زمین سے لی گئی۔ اور کچھ سخت سے ایسے ہی طیب وخبیث مٹی کو شامل کیا گیا۔ جتنے قسم کے رنگوں والی مٹی آپ کے جسم میں لگائی گئی آپ کی اولاد میں اتنے ہی رنگ پائے جاتے ہیں اس طرح کوئی نرم دل اور کوئی سخت دل کوئی نیک اور کوئی برے۔

(حاشیہ تفسیر جلالین بحوالہ تذکرۃ الانبیاء ص۴۷۔ ۴۹ مطبوعہ ضیاء العلوم پبلی کیشنز راولپنڈی)

اور بعض لوگوں نے بیان کیا کہ حضرت آدم علیہ السلام کی مٹی میں ساٹھ قسم کے رنگ شامل کیے گئے۔ جو آپ علیہ السلام کی اولاد میں پائے جاتے ہیں۔

(تفسیر صاوی علیٰ الجلالین، بحوالہ تذکرۃ الانبیاء ص ۴۹ مطبوعہ ضیاء العلوم پبلی کیشنز راولپنڈی)

پھر اس مٹی کو صفا اور مروہ کے درمیان، بیت اللہ کے مقام پر رکھ دیا گیا اور اس پر چالیس دن بارش برستی رہی انتالیس دن غموں کی بارش ہوئی اور ایک دن خوشی و مسرت کی بارش ہوئی۔ اسی وجہ سے انسان کو غم زیادہ اور خوشی کم ہوتی ہے۔

پھر اس مٹی کو مختلف ہواؤں سے خشک کر کے اللہ تعالی نے اپنے دست قدرت سے حضرت آدم علیہ السلام کا جسم مبارک بنایا۔

روح کا حضرت آدم علیہ السلام کے جسم میں داخل ہونا:

جب قالب آدم علیہ السلام تیار ہو گیا تو اللہ تعالی نے روح کو حکم دیا کہ اس میں داخل ہو جا جب روح قالب میں پہنچی تو جسم کو تنگ و تاریک پایا اندر جانے سے رک گئی۔

بعض روایات میں آتا ہے اس وقت نور مصطفیٰ کریم ﷺ جسم آدم علیہ السلام میں جگمگا دیا یعنی وہ نور مبارک حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی میں رکھا تو روح آہستہ آہستہ اندر داخل ہونے لگی ابھی سر میں تھی کہ آپ علیہ السلام کو چھینک آئی اور زبان میں پہنچی تو حضرت آدم علیہ السلام نے الحمد للہ پڑھا اللہ تعالی نے اس کے جواب میں فرمایا

یرحمك الله ابھی روح کمر تک پہنچی تو آپ علیہ السلام نے اٹھنا چاہا لیکن اُٹھ نہ سکے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

خُلِقَ الْإِنسَانُ مِنْ عَجَلٍ ۔

کہ انسان جلد باز پیدا کیا گیا ہے۔

(پارہ :۱۷ سورہ الانبیاء، آیت :۳۷)

جب روح تمام جسم میں پھیل گئی تو آپ علیہ السلام کو حکم ہوا فرشتوں کو سلام کہو آپ علیہ السلام نے فرمایا: السلام علیکم فرشتوں نے جواب دیا وعلیکم السلام تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہی آپ کے لیے اور آپکی اولاد کے لیے سلام کا طریقہ ہوگا۔

(تفسیر خازن جلد ۱ ص ٤٦، تفسیر نعیمی جلد ۱ ص ۲۵۰ تذکرة الانبیاء ص ۵۰ مطبوعه ضیاء العلوم پبلی کیشنز راولپنڈی)

فرشتوں کو حکم حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو:

پھر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا۔

وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُواْ لآدَمَ فَسَجَدُواْ إِلاَّ إِبْلِيسَ أَبَى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِيْنَ

ترجمہ: ''اور یاد کرو جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے منکر ہوا اور غرور کیا اور کافر ہو گیا''

(پارہ :۱، سورة البقرة، آیت : ۳٤)

سب فرشتوں نے فوراً سجدہ کیا تاہم سب سے پہلے حضرت جبرائیل علیہ السلام

نے سجدہ کیا اسی لیے ان کو تمام فرشتوں کا سردار بنا دیا گیا (خزائن العرفان)

سجدہ کی وجہ:

حضرت آدم علیہ السلام کو جو سجدہ کیا گیا وہ سجدہ تعظیمی تھا ان کی عظمت و علم کی وجہ سے۔ جبکہ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ:

ان الملئکۃ امرو ابالسجود لا آدم لا جل ان نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کان فی جبھۃ آدم

ترجمہ: فرشتوں کو حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم اس لیے دیا گیا کہ آپ علیہ السلام کی پیشانی میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور مبارک چمک رہا تھا۔

(تفسیر کبیر جلد ۲ ص ۴۵۵، تذکرۃ الانبیاء ص ۵۳ مطبوعہ ضیاء العلوم پبلی کیشنز راولپنڈی)

ابلیس تکبر کی وجہ سے مردود ہو گیا:

جب اللہ تعالیٰ نے سجدہ کا حکم دیا تو شیطان نے سجدہ بھی نہ کیا بلکہ انکار بھی کیا اور تکبر بھی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب میں نے سجدہ کا حکم دیا تھا تو نے سجدہ کیوں نہیں کیا اس نے کہا:

أَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِي مِن نَّارٍ وَخَلَقْتَهُ مِن طِينٍ

ترجمہ: کہ میں اس سے بہتر ہوں تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا اور اس کو مٹی سے۔

(پارہ ۲۳: ۲۳، سورۃ ص آیت: ۷۶)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيْمٌ۔ وَإِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ إِلَى يَوْمِ الدِّيْنِ۔

ترجمہ :تو جنت سے نکل جا کہ تو مردود ہے اور بے شک قیامت تک تجھ پر لعنت ہے۔

(پارہ:١٤، سورة الحجر،آیت: ٣٤-٣٥)

تقریباً چھ کروڑ سال تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والا نبی علیہ السلام کی شان میں گستاخی کی وجہ سے مردود ہو گیا اور جنت سے نکال دیا گیا اور لعنت کا حقدار ہو گیا۔

حضرت حواء علیہا السلام کی پیدائش:

حضرت آدم علیہ السلام کا جنت میں کوئی ہم جنس نہ تھا فرشتے تو علیحدہ جنس تھے تو ایک مرتبہ اللہ تعالیٰ نے ان پر نیند کو مسلط کر دیا اور انکی بائیں پسلی سے حضرت سیدہ حواء علیہا السلام کو پیدا کیا جب حضرت آدم علیہ السلام بیدار ہوئے تو اپنے سرہانے حضرت حواء علیہا السلام کو بیٹھے دیکھا تو پوچھا تو کون ہے انہوں نے عرض کی میں عورت ہوں پھر آپ علیہ السلام نے پوچھا تجھے کیوں پیدا کیا گیا تو انہوں نے عرض کی تا کہ آپ علیہ السلام مجھ سے سکون حاصل کریں۔

حضرت آدم علیہ السلام اور سید حواء علیہا السلام کی شادی اور حق مہر:

جب حضرت حواء علیہا السلام کو پیدا کیا گیا تو حضرت آدم علیہ السلام نے انکی طرف محبت کا میلان کرنا چاہا تو فرشتوں نے عرض کی اے آدم علیہ السلام ٹھہر جاؤ پہلے

اس کا حق مہر ادا کرو آپ علیہ السلام نے فرمایا اسکا حق مہر کیا ہے۔ تو حکم ہوا کہ اس کا حق مہر یہ ہے کہ تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم اوران کی آل پر دس مرتبہ درود پڑھو تو حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں حکم ہوا وہ خاتم النبیین ہیں اور تمہاری اولاد سے ہیں اگر انکی پیدائش منظور نہ ہوتی تو تجھے بھی پیدا نہ کرتا تو حضرت آدم علیہ السلام نے نبی کریم علیہ السلام اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر دس مرتبہ درود شریف پڑھا فرشتے گواہ بنے یوں عزت وشان سے عقد نکاح ہوا

شیطان اپنی اس گھٹیا اور کمینی سوچ اور تکبر کی وجہ سے حضرت آدم علیہ السلام کی عظمت وشان سمجھنے سے قاصر رہا اسی وجہ سے ہمیشہ کے لیے لعنتی ہوگیا۔

(عبدالعزیز دھلوی: تفسیر عزیزی جلد۱ ص ۲۳۲ مطبوعہ ایچ۔ایم۔ سعید کمپنی کراچی)

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حواء علیھا السلام کو نوری لباس پہنایا اوران کے سر پر تاج رکھے اور سونے کے تخت پر بٹھایا اور حضرت حواء علیھا السلام کو مختلف زیورات سے آراستہ کیا۔

(اسماعیل حقی: تفسیر روح البیان ، پارہ ۱ ص ۲۲۷ مطبوعہ مکتبہ غوثیہ کراچی

تفسیر نعیمی، پارہ : ۱ ص ۲۸۵ مطبوعہ نعیمی کتب خانہ گجرات۔)

حضرت آدم علیہ السلام کی بھول:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَقُلْنَا يَا آدَمُ اسْكُنْ أَنتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَداً

حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هَٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ

ترجمہ: اور ہم نے فرمایا اے آدم علیہ السلام تم اور تمہاری بیوی جنت میں رہو اور کھاؤ اس میں سے سیر ہو کہ جہاں سے چاہو تم دونوں اور نہ قریب جانا اس درخت کے پس ہو جاؤ گے حد سے بڑھنے والوں میں سے ہے۔

(پارہ:۱، سورۃ البقرۃ ، آیت ۳۵)

حضرت آدم علیہ السلام اور سیدہ حواء علیہا السلام جنت میں رہنے لگے ایک دن بھولے سے اس درخت (گیہوں انجیر یا انگور) کا پھل کھا لیا۔ یاد رہے کہ یہ پھل کھانا بھول سے ہوا نہ کہ نافرمانی کی وجہ سے جسکو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے۔

وَلَقَدْ عَهِدْنَا إِلَىٰ آدَمَ مِن قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْمًا

ترجمہ: اور بے شک ہم نے اس سے پہلے آدم علیہ السلام سے درخت کے قریب نہ جانے کا عہد لیا تو وہ بھول گئے اور ہم نے ان کا کوئی قصد نہ پایا۔

(پارہ:۱۶ سورۃ طٰہٰ، آیت: ۱۱۵)

اس سے ثابت ہوا کہ کسی قسم کا کوئی گناہ یا معصیت سرزد نہ ہوئی تھی بلکہ یہ بھول تھی جو اللہ تعالیٰ کی حکمت کی وجہ سے ان پر طاری کی گئی جو کہ گناہ نہیں کیونکہ انبیاء کرام علیہم السلام ہر قسم کے گناہ اور معصیت سے بالکل پاک ہوتے ہیں۔ شیطان تو ظاہری طور پر اسکا سبب بنا وہ بھی حکمت الٰہی تھی۔

تفصیلات کے لیے تفسیر نعیمی۔ تفسیر کبیر۔ اور تذکرہ الانبیاء وغیرہ کتب کا مطالعہ کریں۔

حضرت آدم علیہ السلام کا زمین پر تشریف لانا:

پھل کھانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

قُلْنَا اهْبِطُوا مِنْهَا جَمِيعًا۔

ترجمہ: ہم نے فرمایا سب زمین پر اتر جاؤ۔

تو حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتوں نے سرزمین ہند میں سراندیپ کے نود پہاڑ پر اُتارا۔

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہندوستان کی زمین اس لیے ہری بھری ہے اور عود فرنقل وغیرہ خوشبوئیں پیدا کی گئیں کہ یہاں حضرت آدم علیہ السلام جنت سے اترے تھے۔

(تفسیر نعیمی، پارہ:۱، ص ۲۹۵ مطبوعہ نعیمی کتب خانہ گجرات)

حضرت آدم علیہ السلام جنت سے مختلف قسم کے بیج اور تین قسم کے پھل اور حجر اسود اور عصاء جو کہ دس گز لمبا تھا جو بعد میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا لیکر آئے کچھ کھیتی باڑی کے ہتھیار اور سونا چاندی بھی لے کر آئے۔ حضرت آدم علیہ السلام اس قدر گریہ زاری میں مشغول ہو گئے کہ ان تخموں سے بے خبر ہو گئے شیطان نے موقع پا کر ان کو اپنا ہاتھ لگا دیا جس جس تخم پر اس کا ہاتھ لگا وہ کڑوا ہو گیا اور جو ہاتھ سے محفوظ رہا اسکا نفع برقرار ہے۔

سیدنا آدم علیہ السلام تین قسم کے میوے بھی لے کر آئے ایک وہ جو پورے کھا لیے جاتے ہیں دوسرے وہ جن کو اوپر سے کھالیا جاتا ہے اور گٹھلی پھینک دی جاتی ہے اور

تیسرے وہ جن کا اوپر والا چھلکا پھینک دیا جاتا ہے۔

صحیح روایت کے مطابق حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ لوہے کے اوزار بھی تھے ایک سنڈاسی جس سے لوہا پکڑتے ہیں دوسرا ہتھوڑا اور تیسرا آئرن، حجر اسود جب جنت سے آدم علیہ السلام لے کر آئے تو اس کی روشنی دور تک جاتی تھی جہاں اس کی شعاعیں پہنچتی تھیں اس حد تک حدودِ حرم بن گئیں۔

نیز حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر وحشت محسوس کی تو حضرت جبرئیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم سے زمین پر آئے اور اذان کہی جب حضرت آدم علیہ السلام نے اذان میں سرکارِ کریم ﷺ کا نام مبارک سنا تو ان کی وحشت دور ہوگئی۔

یہ تمام واقعات صحیح احادیث سے ثابت ہیں جیسا کہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے ان کو اپنی کتاب تفسیر عزیزی میں بیان کیا ہے۔

(تفسیر نعیمی ص ۲۹۵، پارہ ۱، نعیمی کتب گجرات، تذکرۃ الانبیاء ص ۷۹، ضیاء العلوم پبلی کیشنز، راولپنڈی)

حضرت آدم علیہ السلام اور انبیاء کرام کے ذرائع معاش:

تفسیر عزیزی میں ہے کہ سب سے پہلے کپڑا بننے کا کام حضرت آدم علیہ السلام نے کیا اور بعد میں آپ علیہ السلام نے کھیتی باڑی فرمائی اور حضرت نوح علیہ السلام کا ذریعہ معاش لکڑی کا کام تھا اور حضرت ادریس علیہ السلام کپڑا سینے کا کام کرتے اور حضرت ہود اور حضرت صالح علیہ السلام تجارت اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کھیتی باڑی کرتے تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کچھ عرصہ بکریاں چرائیں اور حضرت داؤد

علیہ السلام زرہ بناتے تھے اور حضرت سلیمان علیہ السلام اتنے بڑے بادشاہ ہونے کے باوجود درختوں کے پتوں سے پنکھے اور زنبیلیں بناتے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کوئی پیشہ اختیار نہ فرمایا بلکہ ہمیشہ سیاحت فرمائی وہ فرماتے تھے جس نے مجھے صبح کا کھانا دیا وہ شام کا بھی دے گا۔

(تفسیر نعیمی پارہ:۱، ص ۲۹۵ مطبوعہ نعیمی کتب خانہ گجرات، تذکرۃ الانبیاء ص ۸۰ مطبوعہ ضیاء العلوم پبلی کیشنز راولپنڈی)

حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ کی قبولیت:

حضرت سیدنا آدم علیہ السلام جب زمین پر تشریف لائے تو یہاں آکر بہت گریہ وزاری فرمائی بعض روایات میں آتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام مسلسل تین سو سال تک گریہ وزاری فرماتے رہے یہاں تک کہ حضرت جبریل علیہ السلام کو بھی ان کی گریہ وزاری پر رونا آگیا۔

انہوں نے بھی بارگاہ الٰہی میں حضرت آدم علیہ السلام کی شفارش اور شفاعت کی تب رحمت الٰہی نے انکی دستگیری فرمائی کہ انکو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک یاد دلایا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے جن کلمات مبارکہ سے بارگاہ رب العالمین میں عرض کی وہ مختلف روایات میں یوں درج ہیں۔

فَتَلَقّٰى آدَمُ مِن رَّبِّهِ كَلِمَاتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ

ترجمہ: پھر سیکھ لیے حضرت آدم علیہ السلام نے چند کلمات پس اللہ تعالیٰ

نے ان پر توجہ رحمت فرمائی بے شک وہی توبہ قبول فرمانے والا اور رحم کرنے والا ہے۔(پارہ:۱ سورۃ البقرہ ۳۷)

اب وہ کون سے کلمات مبارک کیا تھے۔حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہا سے مروی وہ کلمات یہ تھے

رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ؟

سبحانك اللهم و بحمدك وتبارك اسمك و تعالىٰ جدك و لااله غيرك۔

حضرت وہب اور محمد بن کعب رحمۃ اللہ علیہ سے منقول یہ کلمات ہیں۔

سبحانك اللهم وبحمدك عملت سواءً وظلمت نفسي فاغفرلي انك خير الغافرين۔

نام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ:

ایک روایت ہے کہ سیدنا آدم علیہ السلام نے ساق عرش پر نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم لکھا ہوا دیکھا تھا تو انہوں نے اس اسم مبارک کے وسیلہ سے رب العالمین کی بارگاہ میں یوں عرض کی۔

جس کو حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ

قال قال رسول الله صلى عليه وسلم آدم لما اصاب الخطيئة رفع راسه فقال رب اسئلك بحق محمد (صلى الله عليه وسلم) ان غفرت لى فاوحى اللّٰه تعالىٰ اليه وما محمد (صلى الله عليه وسلم) ومن محمد (صلى الله عليه وسلم) فقال رب انك لما اتممت خلقى رفعت رأسى الى عرشك فاذا عليه مكتوب لا اله الا الله محمد رسول الله فعلمت انه اكرم خلقك عليك اذ قرنت اسمه مع اسمك قال نعم قد غفرت لك وهو آخر الانبياء من ذريتك ولو لاه ماخلقتك

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب سیدنا آدم علیہ السلام سے لغزش ہو گئی تو انہوں نے اپنا سر اُٹھایا اور عرض کیا اے میرے رب میں تجھے محمد ﷺ کا واسطہ دیتا ہوں مجھے بخش دے اللہ تعالیٰ نے انکی طرف وحی فرمائی کیا محمد اور کون محمد صلی اللہ علیہ وسلم؟

انہوں نے عرض کی اے میرے رب جب تو نے میری تخلیق کو مکمل فرمایا تو میں نے اپنا سر تیرے عرش کی طرف اٹھایا اس پر لکھا ہوا تھا۔

لاالہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ میں سمجھ گیا کہ یہ تیرے نزدیک تیری مخلوق

میں سے سب سے زیادہ عزت والا ہے اسی لیے تو نے اپنے نام کے ساتھ اسکے نام کو
جوڑا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہاں میں نے تجھے بخش دیا وہ تیری اولاد سے آخری نبی ہے
اگر وہ نہ ہوتا تو میں تجھے بھی پیدا نہ کرتا۔

(الحاکم: المستدرك علیٰ الصحيحين، ومن كتاب آيات رسول صلى الله عليه وسلم التى (هى) دلائل النبوة ، الرقم: ٤٢٨١، جلد ص ٢١٥ ص ٢١٦ مطبوعه دارالفكر بيروت، لبنان

الطبراني : المعجم الصغير، باب الميم من اسمه محمد صلى الله عليه وسلم، جلد ٢ ص ٨٢، ص ٨٣ مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت ، لبنان۔

الهيثمي:مجمع الزوائدومنبع الفوائد، كتاب علامات النبوة، باب: عظم قدره صلى الله عليه وسلم ، الرقم: ٣٩١٨ جلد ٨ ص ٣٢٣ مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت ،لبنان

ابن جوزی: الوفاء بأحوال المصطفیٰ صلى الله عليه وسلم ، الباب الاول: جلد ١ ص ٣٣ مطبوعه مكتبه نوريه رضويه فيصل آباد)

اگر نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم را نیاوردے شفیع

نہ آدم یافتے توبہ نہ نوح از غرق نجینا

کہ اگر آدم علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک کو بطور وسیلہ پیش نہ کرتے اور اسی طرح حضرت نوح علیہ السلام اس نام مبارک کا وسیلہ پیش نہ کرتے تو نہ آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوتی اور نہ نوح علیہ السلام غرق ہونے سے نجات پاتے۔

یہ نام کوئی کام بگڑنے نہیں دیتا

بگڑے بھی بنا دیتا ہے نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)۔

حضرت آدم علیہ السلام کی قبولیت توبہ کا دن

جمعہ کے دن دس محرم الحرام یوم عاشورہ کو حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی یہ دن تاریخ اسلامی میں بہت اہمیت کا دن ہے کئی اہم واقعات رونما ہوئے ہیں۔

ا۔ حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ

۲۔ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کا جودی پہاڑ پر ٹھہرنا۔

۳۔ حضرت یونس علیہ السلام کا مچھلی کے پیٹ سے باہر آنا۔

۴۔ حضرت ایوب علیہ السلام کو شفا ملنا۔

۵۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فرعون سے نجات پانا اور فرعون کا غرق ہونا۔

۶۔ حضرت یعقوب اور حضرت یوسف علیہما السلام کی ملاقات۔

۷۔ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا میدان کربلا میں شہید ہونا۔

(تفسیر نعیمی، جلد۱ صفحہ ۳۰۲ مطبوعہ نعیمی کتب خانہ گجرات)

حضرت آدم علیہ السلام کی خلافت کا اعلانِ عام:

دعا کی قبولیت کے بعد حضرت جبریل علیہ السلام زمین پر بحکم الٰہی آئے اور جہاں کے تمام جانداروں کو آواز دی اور فرمایا اے جاندارو اللہ تعالیٰ نے تم پر اپنا خلیفہ مقرر کیا ہے اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کرو دریائی جانوروں نے سر اٹھا کر اطاعت کا اظہار

کیا خشکی کے جانور آس پاس جمع ہو گئے حضرت آدم علیہ السلام ان پر اپنا ہاتھ پھیرنے لگے جن جانوروں پر آپ علیہ السلام کا ہاتھ پہنچ گیا وہ گھریلو اور پالتو اور انسان سے مانوس بن گئے اور جن پر ہاتھ نہ رکھا وہ جنگلی اور وحشی ہو گئے۔

(تفسیر نعیمی، جلد۱ ص ۳۰۳ مطبوعہ نعیمی کتب خانہ گجرات۔

تذکرۃ الانبیاء ص ۸۳ مطبوعہ ضیاء العلوم پبلی کیشنز راولپنڈی)

حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد اور انکے لیے دعا فرمانا:

یوں تو قیامت تک ہونے والے تمام انسان حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں مگر آپ علیہ السلام کے وصال با کمال تک اولاد بیٹے پوتے وغیرہ کی تعداد چالیس ہزار کے قریب تھی یا ایک لاکھ تک بیان کی گئی ہے۔

حضرت سیدہ حواء علیھا السلام کے ہر حمل سے جوڑا پیدا ہوتا ایک لڑکا اور ایک لڑکی۔ مگر سوائے حضرت شیث علیہ السلام کے کیونکہ

"وضعت شیثا وحده کرامة سیدنا محمد (صلی الله علیه وسلم) فان نوره انتقل من آدم الی شیث علیه السلام"

ترجمہ: حضرت شیث علیہ السلام اکیلے پیدا ہوئے اور یہ صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وتکریم کے لیے تھا کیونکہ نورِ مصطفیٰ صلی اللہ

علیہ وسلم حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت شیث علیہ السلام کی طرف منتقل ہوا۔

(مواهب اللدنيه، انوارِ محمديه ص ١٥ بحواله تذكرة الانبياء ص ٨٦ مطبوعه ضياء العلوم پبلی کیشنز راولپنڈی)

اور حضرت آدم علیہ السلام نے انکو وصیت فرمائی کہ یہ نور کسی پاک عورت کی طرف منتقل کرنا پھر حضرت شیث علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو یہی وصیت فرمائی اور وصیت کا یہ سلسلہ حضرت عبدالمطلب اور حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک چلتا رہا۔

(تذكرة الانبياء ص ٨٤ مطبوعه ضياء العلوم پبلی کیشنز راولپنڈی)

دعا:

حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا اے میرے مولا میری اولاد بہت کمزور ہے اور ابلیس کا فریب بہت سخت۔ تو انکی مدد فرماتا کہ وہ ابلیس کے فریب مکر سے بچ سکیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم علیہ السلام تمہارے لیے احکام اور ہیں اور تمہاری اولاد کے اور ہم ہر انسان کے ساتھ فرشتہ رکھیں گے جو اسکو شیطان کے وسوسے سے بچائے گا اور ہر ایک کے لیے مرنے تک توبہ کا دروازہ کھلا رکھیں گے۔

تب حضرت آدم علیہ السلام نے خوش ہو کر شکر ادا کیا

(تفسير نعيمی، ص ٣٠٣ جلد١ مطبوعه نعيمی كتب خانه گجرات

تذکرۃ الانبیاء ص ۸۲ مطبوعہ ضیاء العلوم پبلی کیشنز راولپنڈی)

حضرت آدم علیہ السلام کا وصال باکمال:

جب حضرت آدم علیہ السلام کا وقت وصال آیا تو آپ علیہ السلام کو جنتی میوے کھانے کی خواہش ہوئی اپنے بیٹوں کو حکم دیا کعبہ معظّمہ جاؤ اور وہاں جا کر دعا کرو اللہ میری یہ تمنا پوری کرے فرزندان حکم پا کر کعبۃ اللہ (زاداللہ شرفھا) آئے وہاں انکو حضرت جبریل علیہ السلام اور دیگر فرشتے ملے جن سے انہوں نے آدم علیہ السلام کی فرمائش کا حال بیان کیا فرشتوں نے کہا ہمارے ساتھ آؤ ہم جنت کے میوے لیکر آئے ہیں۔ چنانچہ سب حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آئے تو حضرت حواء علیھا السلام فرشتے کو دیکھ کر ڈرنے لگیں اور چاہا کہ دامنِ حضرت آدم علیہ السلام میں چھپ جائیں مگر حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا حواء مجھ سے الگ رہو اب میرے اور میرے رب کے قاصدوں میں آڑ نہ بنو اس طرح فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کی روح کو قبض کیا۔

حضرت آدم علیہ السلام کی تکفین و تدفین:

فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے سے کہا جس طرح ہم تمہارے باپ یعنی حضرت آدم علیہ السلام کا کفن دفن کریں گے اسی طرح تم فوت ہونے والوں کا کفن دفن کرنا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام جنت سے مرکب خوشبو اور جنتی جوڑے کا کفن لیکر آئے جنتی بیری کے کچھ پتے لے کر آئے اور خود حضرت آدم علیہ السلام کو غسل دیا اور کفن پہنایا اور جنتی خوشبو ملی ۔ اور فرشتے ان کا جسم مبارک کعبۃ اللہ (زاداللہ شرفھا)

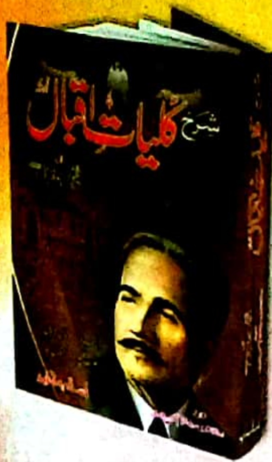
لائے اور سارے فرشتوں نے نماز جنازہ ادا کی اور حضرت جبرائیل علیہ السلام نے نماز جنازہ کی امامت فرمائی چار تکبیر نماز جنازہ پڑھی پھر کعبہ معظّمہ (زاداللہ شرفھا) سے تین میل دور مقام منیٰ میں لے گئے جہاں حاجی قربانی کرتے ہیں اور حضرت ابراھیم علیہ السلام حضرت اسماعیل علیہ السلام کو جہاں قربانی کرنے کے لیے لے گئے وہاں مسجد خیف کے قریب بغلی قبر مبارک کھود کر حضرت آدم علیہ السلام کو دفن کیا اور قبر کو اونٹ کی کوہان کی طرح بنایا۔

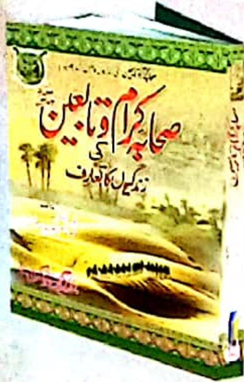
(تفسیر نعیمی جلد ۱ ص ۲۹٦ مطبوعه نعیمی کتب خانه گجرات۔
تذکرة الانبیاء ص ۸٤ مطبوعه ضیاء العلوم پبلی کیشنز راولپنڈی)

اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْم۔

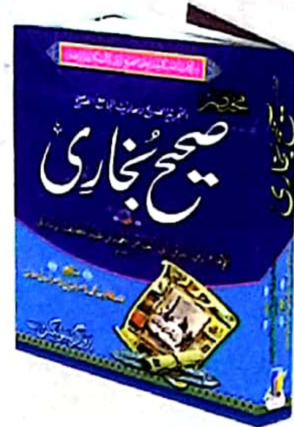
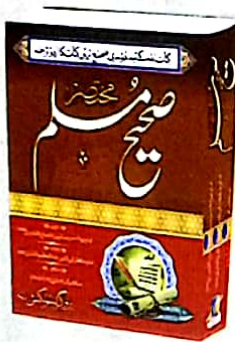
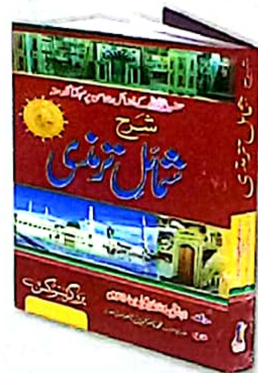
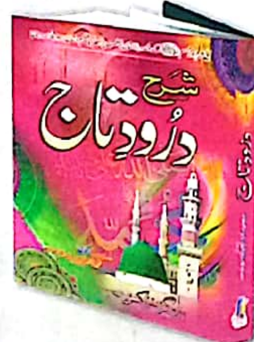
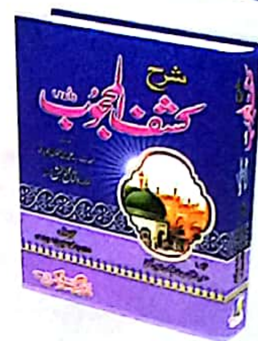
بِحَقِّ سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْن صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَالِدَیْهِ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْن۔ آمِیْنْ یَارَبَّ الْعَالَمِیْن۔

☆..☆


شرح کلیات اقبال

بہار شریعت
1-2
3-4
5-6
7-8-9
16

صحابہ کرام و تابعین
کی
زندگیوں کا تعارف

تعظیم مصطفیٰ

فضیلت سیدنا صدیق اکبر

مختصر
صحیح بخاری

مختصر
صحیح مسلم

شرح
شمائل ترمذی

شرح
درود تاج

شرح
کشف المحجوب

محدثین کرام
کے
حالات و واقعات
حیات
اعلیٰ حضرت
عشرہ مبشرہ
امہات المؤمنین
NEW
ARRIVAL
تذکرہ
خاندان نبوت


پروگریسو بکس